CHECKED - 1963

بعون محسن ازل محبوبان رعنا جمال

از ذوق گلدستۂ باغ عشق و عاشقی غیرت بہار صد رضوان معسوم

شعلۂ جمال

یعنی جلد اول

مجموعہ

جس میں [illegible] و فارسی کی نہایت عمدہ عمدہ [illegible]

مطبع منشی نولکشور میں مطبوع ہوا

Checked 1987

Checked
1897

مجموعۂ واسوخت

الحمد للہ بران چیز کہ خاطر میخواست ✦ آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

خداوند کریم کے تفضل بے پایان اور احسان فراوان سے یہ گلدستۂ باغ عشق و عاشقی یعنے مجموعۂ عمدہ و نایاب بے مثیل و لاجواب کہ جسکا نظیر آجتک چشم پیر کی بھی نظر سے نہ گزرا اور شہرہ اسکی خریداری کا دور دور پہونچا کارپردازان مطبع ہذا کی عرقریزی فراوان اور سعی و کوشش بیکران سے عموماً اور جناب منشی محمد اعلی صاحب عیش تخلص معروف بہ اچھے صاحب کہ جو شیخ زادگان لکھنؤ سے ہین اونکی ترتیب عمدہ اور اہتمام شایستہ سے خصوصاً ردیف وار مرتب ہوا اس مجموعے مین اونھون نے بعد فراہمی واسوخت ہاے اساتذہ کہ جنکی فہرست مصنفہ ذیل مین منضم ہے قبل از طبع ہونے مجموعۂ ہذا کے ہر مصنف کے حالات بطور تذکرہ بذریعہ اشتہارات مکرر طلب کیے چنانچہ اکثر صاحبون نے اپنے اپنے حالات عنایت بھی فرمائے اور بعض نے اے یومنا ہذا منتظر رکھا پس اسی وجہ سے اور نیز اس خیال سے کہ شاید اور اور مصنفین کے واسوخت آجاوین تین برس تک کاپیان لکھی ہوئی رکھی رہین جب زیادہ کاپیان ناقص ہونے لگین اوسوقت بحکم الانتظار اشد من الموت شائقین کے انتظار سے مجبور ہو کے ہر مصنف کے حال کو تذکرہ ہا سراپا سخن وغیرہ سے رجوع کر کے لکھا اور جن صاحب کا حال اونکو نہ معلوم ہوا اور نہ تذکروں سے نشان پایا اوسکی لاعلمی سے اشارہ کیا گیا اگر اتحاد تخلص یا اور کسی وجہ سے کسی صاحب کی تصنیف یا حال مین خلاف واقع ہوا ہو تو معاف فرمائین یہ مجموعہ ضخامت حجم کے باعث سے دو جلدون مین منقسم ہوا جلد اول مین قبل از ردیف الف بحکم کلام الملوک ملوک الکلام واسوخت جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر مرحوم والی رامپور کا

و بوقت انطباع ہوا جلد دوم ردیف (م) سے علیحدہ کر کے اول واسوخت جمیل و عدیم النظیر و دبیر عطارد تحریر شاعر نازک خیال و بے ہمتا جناب منشی محمد مردان علیخان صاحب رعنا کا نقش نگین خاتم مجموعۂ ہذا کیا گیا الحق عمدہ عمدہ طرز جدید کا دریا بہایا ہے اتنے بڑے واسوخت ہیں کہیں ہیچ طبیعت کا نام نہیں سراپا ہرا پا بے مثل ہے یہ واسوخت طبیعت کی گرما گرمی پر دال ہے اگر جلد اول واسوخت جناب نواب صاحب بہادر مرحوم سے مجمع افتخار فراوان ہے تو جلد دوم جناب منشی محمد مردان علیخان صاحب رعنا کے واسوخت سے نازان ہے سبحان اللہ جس شاعر نامدار ناظم باوقار کا واسوخت دیکھیے اپنے رنگ میں فضلنا بعضکم علی بعض کا مصداق ہے کسی میں مضامین عمدہ معانی باریک تشبیہیں لاجواب ہیں کسی میں روزمرے محاورے نایاب ہیں کسی میں سلاست کسی میں متانت اس مجموعے کا ہر مصرع انتخاب ہے ہر ایک مضمون در نایاب ہے یہ مجموعہ محک طبع ہر شاعر نازک خیال ہے جو واسوخت ہے اپنے رنگ میں بیمثال بے نظیر ہیں باوقار عاشق غزلخوان دیار و امصار سے امید ہے کہ جب اس مجموعے سے حظ وافر لطف کامل حاصل فرمائیں مالک مطبع کو دعاے خیر سے بھول نہ جائیں کلمات تحسین و آفرین سے یاد کریں اس تکمیل و جانفشانی کی داد دیں اسکی تاریخ طبع جو منشی فدا علی صاحب عیش نے نظم کی ہے بعنوان ہذا میں لکھدی ہے ✤ وہو ہذا

تاریخ

یہ مجموعہ نہ کیونکر عیش اب مطبوع عالم ہو
ہر اک واسوخت اک مطلع ہے دیوان محبت کا
مشام جان معطر ہو نہ کیونکر اسکی خوشبو سے
یہ مجموعہ نہیں ہے عطر دکان محبت کا
عزیز دل نہو کس طرح یہ بازار عالم میں
زلیخا کی قسم یوسف ہے کنعان محبت کا
سند ہاتھ آگئی عشاق کو جاگیر الفت کی
ہر اک لوح اسکی اک طغرا ہے فرمان محبت کا
عنادل کی طرح عشاق ہیں گرم ثنا خوانی
ہر اک مصراع ہے شمشاد بستان محبت کا

لکھا مصرع سال طبع یوں خوش خط میں ہے
یہ کیا اچھا ہے گلدستہ گلستان محبت کا
سنہ ۱۲۸۵ ہجری

فہرست جلد اول

تعداد واسوخت	تخلص شاعر	آغاز صفحہ	اختتام صفحہ	تعداد واسوخت	تخلص شاعر	آغاز صفحہ	اختتام صفحہ
۱	نواب یوسف علیخاں صاحب ناظم	۶	۱۹	۱	امیر الدین آزاد	۲۶۴	۲۷۱
۲	ایضاً	۲۰	۴۷	۱	مرزا محمد رضا برق	۲۷۴	۲۷۷
۳	ایضاً	۴۸	۵۷	۱	شیخ امداد علی بحر	۲۸۰	۲۹۰
۴	ایضاً	۵۸	۷۴	۲	ایضاً	۲۹۱	۲۹۹
۱	امیر احمد صاحب امیر	۷۸	۹۴	۱	جرات	۳۰۲	۳۰۷
۲	ایضاً	۹۵	۱۱۸	۱	جواہر سنگھ جوہر	۳۱۰	۳۲۱
۳	ایضاً	۱۱۹	۱۲۵	۱	جذب	۳۲۴	۳۳۵
۴	ایضاً	۱۲۶	۱۳۶	۱	نواب احمد حسن خان جوش	۳۳۸	۳۴۹
۵	ایضاً	۱۳۷	۱۶۷	۱	جولان	۳۵۲	۳۶۰
۶	ایضاً	۱۶۸	۱۷۴	۱	میر یار علی جان صاحب	۳۶۲	۳۶۹
۱	سید آغا حسن امانت	۱۷۸	۲۳۴	۱	سید مظفر علی حکیم	۳۷۲	۳۸۵
۱	مہدی حسین خان آباد	۲۳۶	۲۵۴	۱	حشمت	۳۸۸	۳۹۲
۲	ایضاً	۲۵۵	۲۶۱	۱	ذکی نواب بہادر	۳۹۴	۴۰۰

فہرست جلد دوم

۱	جناب منشی محمد مرزا علیخان صاحب تمنا	۴۰۴	۴۶۳	۱	مرزا محمد رفیع سودا	۴۹۶	۵۰۱
۱	نواب سید محمد خان بہادر رند	۴۶۶	۴۷۴	۱	شیخ امان علی سحر	۵۰۴	۵۰۹
۱	رقت	۴۷۶	۴۸۰	۲	ایضاً	۵۱۰	۵۱۷
۱	راحت دہلوی	۴۸۲	۴۹۴	۳	ایضاً	۵۱۸	۵۲۳

تعداد واسوخت	تخلص شاعر	نمبر سلسلہ آغاز صفحہ	نمبر سلسلہ اختتام صفحہ
۱	سیر	۵۲۶	۵۴۱
۱	حکیم نواب مرزا شوق	۵۴۴	۵۵۱
۱	شوق	۵۵۴	۵۵۸
۱	طوطا رام شایان	۵۶۰	۵۸۳
۱	آغا محمد حسین شکوہ	۵۸۶	۶۱۱
۱	شیدا	۶۱۴	۶۱۷
۱	سید فرزند احمد صاحب صفیر	۶۲۰	۶۳۲
۲	ایضاً	۶۳۳	۶۴۳
۱	میر کلو صاحب عرش	۶۴۶	۶۵۰
۱	منشی فدا علی صاحب عیش	۶۵۲	۶۶۱
۱	مرزا محمد مرتضیٰ خان عاشق	۶۶۴	۶۷۲
۱	شیخ محمد حسن صاحب عقیل	۶۷۴	۶۸۱
۱	طالب علی خاں عیشی مرحوم	۶۸۴	۶۸۸
۱	فراق	۶۹۰	۶۹۴
۱	فایض	۶۹۶	۷۰۰
۱	خواجہ اسد قلق	۷۰۲	۷۱۱
۱	قیصر	۷۱۴	۷۱۹
۱	لاادری	۷۲۲	۷۲۸
۱	لاادری	۷۳۰	۷۳۲
۱	مرزا مظہر جانجاناں	۷۳۴	۷۳۶

تعداد واسوخت	تخلص شاعر	نمبر سلسلہ آغاز صفحہ	نمبر سلسلہ اختتام صفحہ
۱	میر تقی صاحب میر	۷۳۸	۷۴۳
۲	ایضاً	۷۴۴	۷۴۵
۳	ایضاً	۷۴۶	۷۴۹
۴	ایضاً	۷۵۰	۷۵۲
۱	حکیم مومن خاں مومن	۷۵۴	۷۵۹
۲	ایضاً	۷۶۰	۷۶۷
۳	ایضاً	۷۶۸	۷۷۵
۱	عبداللہ خاں مہر	۷۷۸	۷۸۵
۱	مجسم	۷۸۸	۷۹۰
۱	مرزا محمد رضا معجز	۷۹۲	۸۳۴
۱	شیخ محمد حسین ہلال	۸۳۶	۸۴۵
۱	میر وزیر صاحب نور	۸۴۸	۸۵۶
۱	نثار	۸۵۸	۸۶۰
۲	ایضاً	۸۶۱	۸۶۳
۱	نوبتی	۸۶۶	۸۷۵
۱	وحشی	۸۷۸	۸۸۰
۲	ایضاً	۸۸۱	۸۸۴
۱	مرزا محمد صاحب ہلال	۸۸۶	۸۹۰
۱	ہمت	۸۹۲	۹۰۲
۱	یادگار	۹۰۴	۹۱۰

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

واسوخت ناظم

[illegible] نواب محمد یوسف علی خان بہادر نور اللہ مرقدہ [illegible]

بمطبع منشی نولکشور بہ طبع مزین مقبول جہان ہوئی

۲۲۱۳۳
ح ۲۵۱
کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نواب محمد یوسف علیخان بہادر فردوس مکان متخلص بہ ناظم والی رامپور

جنکا کلام معجز نظام درۃ التاج افکار سخنوران ہی مرغ سدرہ شاخ سدرۃ المنتہی پر جنکا مدح خوان ہی مخفی نرہی کہ نواب ممدوح گوہر اعظم درج امید جناب معلی القاب نواب محمد سعید خان بہادر جنت آرامگاہ تہی سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین برج حمل سی بسان نیر اعظم طلوع فرمایا مہد عاطفت والد ماجد مین پرورش پاکر دنیا کا مزا اوٹہایا جب نخل شباب آپکا مراد کی پہل لایا اور بخت سعیدنی آپکی والد کو مسند ریاست موروثی کی پر مقام مصطفی آباد عرف رامپور مین بٹہایا لیاقت فرمانفرمائی اور استعداد عدالت آرائی کار فرما ہوئی کل ریاست مین حسب اجازت والد بزرگوار آپکی فکر و تدبیر بندگان خدا کی حق مین گرہ کشا ہوئی تا آنکہ رئیس ممدوح نے تیرہوین رجب

۱۲۷۱ ہجری کو جولانگاہ جنان کی طرف سمند عمر کی باگ اوٹھائی اور صدر ریاست پر حضرت فردوس مکان کی جلوس میمنت مانوس سی رونق تازہ پائی بندگان الٰہی کو از سر نو آسایش ہاتہ آئی ہر فرد بشر نے راحت بی اندازہ پائی عدل و داد سی شیر اور بکری کو ایک گہاٹ پانی پلایا دست ہمت و سخائی ابر گہربار کو شرمایا امن و آسایش گہر گہر مہمان فارغ البالی سی ہر شخص ہمعنان شہر گلزار طبیعتین باغ و بہار خود حضرت کو فنون شریفہ علوم لطیفہ کی طرف رغبت کاملون ہنرمندون سی صحبت معقولات مین عقل اول کی ہمپایہ ہوئی منقولات مین قوت حافظہ کی بدولت بڑی صاحب مایہ ہوئی بسکہ طبیعت ازل سی موزون پائی تہی سخنگوئی کا ذوق اردو شعر کہنی کا شوق ہوا ابتدا مین جناب مومن خان دہلوی سی مشورہ رہا بعد ازان جناب مرزا نوشہ صاحب متخلص بغالب کو کہ اوستاد دہر متفرد عصر ہین مدت تک اپنا کلام دکہایا پہر آخر آخر لکہنو کی پاکیزگی زبان بحکم انصاف پسند آئی اس رنگ مین شاعری کی وضع بہت بہائی طبیعت تو رسا تہی جدہر آگئی ایک بلا تہی بی تکلف بوضع استادان لکہنو موزون فرمانی لگی جناب منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر کو جو آج لکہنو مین سحبان عصر یکتای دہر ہین کلام دکہانی لگی پایہ شاعری کو ایسا بلند کیا کہ آپکے کلام کو روح القدس نی بہی پسند کیا دیوان اول جو مرزا نوشہ صاحب کا دیکہا ہوا ہے منطبع مطبع رامپور ہی اوسکے بعد کا کلام جو اکثر بمشورہ منشی صاحب مصدر الصفۃ مرتب ہوا ہی ہنوز چشم عامۂ خلائق سی مستور ہی ازانجملہ تصنیفات آخرین چار واسوخت مجہی ہاتہ آئی گنجینۂ غیب سی گویا چار خزانی مینی پلی اونکی دیکہنے سے معلوم ہوا کہ بلندی

پایۂ شاعری اسکا نام ہے یہی کلام ہی جو معجز نظام ہے واہ کیا کیا نئی نئی رنگ کے مضمون ہین کیا کیا تازہ تازہ حکایتین موزون ہین ہر ہر بند واسوخت کا بند شون مین سراپا ادا ہی اداؤنسی ہر مصرع ہر بند کا جانفزا ہی قیامت کی بات تھی کہ ایسے شاہدان تازہ و محبوبان سراپا انداز جلوہ گاہ عام مین حسن فروشی نفرماتی مشتاقان برشتہ جگر کو نظر نہ آتی اسلیے مینے اونہین بحلیۂ طبع آراستہ کرکی عرش شہود پر جلوہ آرا کیا ہی آرزومندون مشتاقون کو صلا ہی کہ بصد ہزار جان نقد دل دیکر مول لین حسن کلام کو میزان خرد مین تول لین ہرچند یہ مجموعۂ دلپسند اور گنجینۂ ارجمند بہت سی شاعران خوش فکر کی واسوختون سی مملو ہی ہر شاعر کا کلام درحقیقت ایک شاہد خوبرو ہی مگر یہ کلام کہ کلام الملوک تھا درۃ التاج کلام ہوا الحمد للہ کہ یہ مجموعۂ مطبوع مطبوع طبائع خاص و عام ہوا حضرت فردوس مکان انار اللہ برہانہ دس برس چار مہینے گیارہ دن بحساب شہور سنین قمری تخت ریاست پر جلوہ فرما رہی داد و دہش ہمت و سخا شجاعت و مروت فتوت و معدلت مین انگشت نما رہی اکاون برس کی عمر پائی چوبیسوین ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ ہجری کو کوس رحلت بجایا عنان یکران ہمت کو سوی عالم بقا اوٹھایا اودہر تختگاہ فردوس اونکی جلوس کی لیی آراستہ ہوا ادہر صدر ریاست بہر اجلاس میمنت اساس خدیو زمان نخبۂ رؤسای دوران خورشید حشم مریخ علم انجم خدم کیوان پناہ ثریا جاہ **نواب محمد کلب علیخان بہادر** کہ گل سرسبد گلزار آرزوی حضرت فردوس مکان تھی پیراستہ ہوا سبحان اللہ گلشن امید خلائق نی ایسی تازگی پائی ہی وہ بہار چمنستان تمنای عالم مین آئی ہی کہ بہار خلد

ہزار جان سی اوسپر نثار ہی اب اس چمن دہر مین جو گل ہی گلزار ہی روز اجلاس ہمایون سے آج تک یہ رنگ ہی کہ بمعاینہ حسن آرایش و انتظام ملک و داد و دہش فلک کی عقل دنگ ہی **مصرع** جوانبخت و جوان دولت جوان سال کا مصداق یہی رئیس والا تبار ہی یہی ذات بابرکات جان جسم روزگار ہی کیا کیا امرای شکستہ حال کیا کیا روسای پریشان بال اس سرکار مین آکر کامران ہوئی جمعیت شرفا ہجوم کملاسی محلے شہر رامپور کی چمنستان ہوئی مکانون کی ایسی آرایش کی کہ قصور خاقان چین کو انفعال ہی خلائق کو ایسی آسایش دی ہی کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر فارغ البال ہے ذوی کمالان جہان حاضر دربار ہنرمندان عالم ملازم سرکار مشاہرہ بیش قرار بات بات مین ریزش درہم و دینار حق تو یہ ہی کہ اس رئیس فلک جاہ نی مسند ریاست کو سریر سلطنت بنایا ہی مختصر سی حکومت مین شہنشاہی کا رنگ جمایا ہی کارخانے لوازم دولت کی ایسے آراستہ فرمائی کہ کسینے کسی سلطنت مین بھی ایسی مرتب و مسجل نہین پائی بذات خاص خود و صالح عابد پابند شریعت رہرو طریقت مزاج سلیم طبع حلیم پایہ سخندانی فلک سی برتر مرتبہ شاعری نثرہ سپہر سی بڑھکر الغرض قرون بسیار کے بعد فلک نی گردش کہائی ہی تب ایسی رئیس کے جلوس سی صدر ریاست نے رونق پائی ہی الٰہی یہ دور تا دور فلک بدستور حال آباد رہے خلق خدا اس رئیس عدیم المثال کے سایہ عاطفت مین شاد رہے

پہلا واسوخت

کیا بہارِ چمن عشق کا عالم کہیے
گل کو گل جانیے شبنم کو نہ شبنم کہیے
عمر بھر اسکو جو کہیے تو بہت کم کہیے
لخت دل اسکو او سے دیدۂ پرنم کہیے
پتی پتی کی کھڑکنی مین یہان دل کی تڑپ
غنچی غنچی کی چٹکنی مین ہی بسمل کی تڑپ

نخل ماتم ہوئی سب نخل چلی صرصر قہر
ابر اندوہ سی تاریک ہوئی گلشن دہر
سبزہ ہی زنگ پی ظلمت آئینۂ نہر
پونہچی اس جوش تلاطم کی ہوا بشہر
شام چھوڑا نہ خرابی سی نہ کوفہ چھوڑا
طرفہ اس باد خزانی نی شگوفہ چھوڑا

۵۳ صرصرِ حادثہ اس باغ مین کیا چلتے ہی
آتشِ گل سی گلستان کی ہوا جلتے ہی
شاخ میوون کی جگہ آبلونسی پھلتے ہی
برقِ آفت سرِ اشجار سی کب ٹلتے ہے
داغ سینون کی ہین پھولونکی جو پشتارے ہین
زخم کی چشمے ہین اور خون کی فوارے ہین

۵۴ گرہِ خاطرِ گلچین ہی ہر اک غنچۂ گل
رگِ گل نیش ہی بہرِ رگِ جانِ بلبل
باغبانونکی لیے دام بلا ہے سنبل
رہت بازون سی اوڑی رسمِ محبت بالکل
رو آسیبِ خزان مین عجب ایجاد کیا
سروِ نی فاختہ کو صدقی مین آزاد کیا

۵۵ پھول گیندی کا رخ زرد ہی اس باغ مین آہ
داغِ دل لالہ خوشرنگ ہی وحشت ہی گواہ
زلفِ سنبل جسی کہتی ہین وہ ہی بخت سیاہ
ہی وہ اس داغ مین سوزش کہ عیاذاً باللہ
شعلۂ شمع حرارت سی ستھے لالہ ہے
لالہ کبھی نہ اُسے آگ کا پرکالہ ہے

۵۶ شاخِ گل خنجرِ عیاران چمنِ عشق مین ہی
ارغوان خون مین غلطان چمنِ عشق مین ہے
زخمِ خندانِ گلِ خندان چمنِ عشق مین ہے
سروتک سرو چراغان چمنِ عشق مین ہے
سبب گریۂ شبنم ہی نہ شب بھر ہی یہ عشق
حق جو پوچھو تو رگِ ابر کا نشتر ہی یہ عشق

۵۷ طالعِ بد ہی معکوس اسی کی ہاتھون
ہمہ تن داغ ہی طاؤس اسی کی ہاتھون
پتا پتا کفِ افسوس اسی کی ہاتھون
کبک جیتی ہی ہی مایوس اسی کی ہاتھون

ایک بلبل کی دو نیمہ نہین منقار ہی یہان
طوق مین گردن قمری ہی گرفتار ہی یہان

۹
چشم نرگس کو عجب عالم حیرانی ہی
نہ فقط برگ سمن تیغ صفاہانی ہی
طرفہ مجموعۂ سنبل کو پریشانی ہی
تیر پیکان سے ہر اک لالہ پیکانی ہی
برگ گل تیغ تبر شاخِ صنوبر ہو جاے
جو تماشی کی لیے آئے وہ جوہر ہو جاے

۱۰
موج سبزہ ہی کہ تلوار ہی اس گلشن مین
تیز کیا موت کا بازار ہی اس گلشن مین
رخت گل خون سی گلنار ہی اس گلشن مین
جعفری جعفر طیار ہی اس گلشن مین
پتی پتی کو کمی خنجر بران سے نہین
جو انار اسمین ہی کم گنج شہیدان سی نہین

۱۱
ماتمی پہنی ہوئی ہی گل سوسن پوشاک
طفل غنچہ بھی عجب کیا جو ہوئی شیر ہلاک
دلِ عاشق کیطرح گل کا گریبان ہی چاک
آب باقی نہین نیلو فرِ افلاک مین خاک
نہ پڑی پاؤن کبھی جادۂ بیہودے مین
ہو جو داؤد کا اعجاز بھی داؤدے مین

۱۲
بید لبریز شرارون سی ہی مانند چنار
فاختہ صورتِ منصور تو شمشاد ہی دار
شاخ عود عمر ثمری سے پر بار
یہ صنوبر کو لگا گھُن کہ ہوا سوکھکے خار
راہِ وحشت ہی مین جم جاتے ہین ہر بار قدم
بید مجنون سی بھی بڑھکر ہی قدم چار قدم

١٢ ثمر اس باغ کا جو ہی وہ جدا ہی دیکھو
لخت دل کا رطب تر مین مزا ہی دیکھو
زخم حسرت ہی لب پستہ جو وا ہی دیکھو
طرفہ بادام کا بھی دام بچھا ہے دیکھو
خشک ہر ایک ثمر رنگ نہین آب نہین
خون کی قطری ہین اس باغ مین عناب نہین

١٣ ہو بہی سی کبھی شکل بہی جلوہ نما
سیب کو دیکھو تو آسیب کا دیتا ہی پتا
رنج نارنج سی حاصل ہی یہ حاصل ہی مزا
منہ لگائی کوئی میٹھے کو تو کھائی کھٹا
خون انگور کی دانون سی ٹپکتا ہی یہان
تاک میخوارون کو کانٹا سا کھٹکتا ہی یہان

١٤ کبھی خاموش نہین اس چمنستان کی طیور
نالہ کش نخل پہ ہین دار پہ جیسے منصور
نوک ہر خار زبان ارنی گوسر طور
لب شیون سی گل شمع تجلے کا ظہور
نالہ جب کرتی ہین اک آگ لگا دیتے ہین
پر نسرین فلک دم مین جلا دیتے ہین

١٥ عشق کی زہر سی ہی طوطیون کا سبز بدن
عوض قہقہہ ہر کبک ہی گرم شیون
تاج کی بوجھ سے ہدہد کی جھکی ہی گردن
ابلقا ابلق ایام سے پابند محن
فاختہ ہی نہین کچہ دیتی ہی کوکو کی صدا
ہی کبوتر کی بھی پرواز مین یاہو کی صدا

١٦ الغرض ہی چمن عشق عجب آفت خیز
مدتون ہمکو رہا اسکے ہولسے پرہیز
آخر کار ہوئی بوی گل شوق جو تیز
رنگ الفت نی جمایا نہ رہی راہ گریز

گل یہ پہولا نہ ہے اور کسے کام کی ہم
بندۂ عشق ہوئے ایک گل اندام کی ہم

۱۷
ثمر پیشرس باغچۂ مہر و وفا
نو شگفتہ گل شاخ ثمر ناز و ادا
وضع سادہ کہ نکھائی تھی زمانی کی ہوا
غیر کا نام نتھا خار ستھے دامن سی جدا
[illegible]
پردۂ غنچۂ خلوت مین نہان بو کیطرح
ہاتھہ چھو جای تو کمھلا ی لجا لو کیطرح

۱۸
شکل اوس گل کی پسند آگئی بہولی بہولے
پیاری باتون نی گرہ غنچۂ دل کی کہولی
نہ پہیلی نہ جگت اور نہ بولی ٹھولے
چست انگیا کی کٹوری تھی نہ اونچی چولے
نیچی آنکھین صفت نرگس بستان حرم
غنچۂ گل کی طرح سر بگریبان ہر دم

۱۹
آگئی باغچۂ مہر و محبت مین بہار
دونو جانب سی ہوئی شوق کی بارش ہر بار
ایک سی ولولۂ شوق تہا ہر وقت ہزار
خندہ زن وہ گل تر صورت بلبل مین نثار
شوق مین آگئی جو مین صورت گیسو لپٹا
عشق پیچان کی طرح سے مجھسے وہ گلہ و لپٹا

۲۰
باغ تیار کیا واسطے اوسکے نایاب
مخمل سبز کہ سبزۂ روشون پر شاداب
نہرین وہ جنمین رواں چشمۂ خورشید کا آب
روشین کاہکشان پہول برنگ مہتاب
طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیوارون پر
لوٹی رضوان بھی جسی دیکھکے انگارون پر

۱۲۱
رشک گلزار جنان جوش طراوت سی چمن
جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغان کیطرح سے روشن
چشم نرگس گل خورشید سی چشمک زن
رنگ مین حور کی چہری سی رخ گل بڑھکر
زلف غلمان سی کہین گیسو سنبل بڑھکر

۱۲۲
گرد پہولون کی عنادل کی ترانونکا سمان
قمریان بیٹھی ہوئین سرو پہ سرگرم فغان
ابر کو دیکھکے طاؤس گلستان رقصان
اپنی محبوب پہ مین سب سی زیادہ قربان
چہچہی دل کی ہر اک زمزمہ پرداز کی ساتہ
جسطرح ساز کی آواز ملے ساز کی ساتہ

۱۲۳
نور کا ایک وہ بنگلہ بہی بنایا زیبا
برج مہتاب بہی دیکہے تو کہی صل علی
فرش گلرنگ تو پردون مین نیا کار طلا
سیج پہولون کی بچہی وہ کہ گل عیش کہلا
سبز شیشے مئ گلگون کی بہری رہنی لگی
ہار پہولون کی چنگیرون مین وہ بہری رہنی لگے

۱۲۴
پہول کہنا مئ گلرنگ کو تہا عین بجا
صاف گلبانگ عنادل سی گلابی کی صدا
کبہی شطرنج کا تہا کہیل کبہی چوپڑ کا
روشون پر کبہی پہرنا صفت باد صبا
صبح سی ساز غنا لطف خوش آوازی کا
شغل دو چار گہڑی دن رہے گلبازی کا

۱۲۵
فلک تفرقہ پرداز کو بہایا نہ یہ رنگ
نخل عشرت کو کیا تیغ الم سے چو رنگ
رفتہ رفتہ ہوئی اونکو یہ جوانی کی امنگ
سر مین نخوت کی ہوا ابہر گئی اللہ سی ترنگ

بیرخی سے مزہ میوۂ نورس نہ رہا
نیشکر خشک ہوا ایسکہ کہین رس نہ رہا

۲۶ خلشین کرنی لگا خار کی خو پیدا کی
دوست نی کجروی طبع عدو پیدا کی
دشمنی کی گل رخسار نی بو پیدا کی
سرکشی صورت سرو لب جو پیدا کی
تیز پلکین ہوئین ایسی کہ چبھوئی کانٹے
فی الحقیقت حق عشاق مین بوئی کانٹے

۲۷ ایک دن اوس سی کہا مینے کہ ای سرو روان
گل کترنے لگی مقراض ہوئی ابتو زبان
رنگ اچھا نہین ہوتا ہی گل عیش خزان
اور ہی تاک ہی اب نشأۂ اخلاص کہان
واہ واہ غیر موافق ہون مخالف ہون مین
شاخ و برگ اور رگ و ریشہ سی واقف ہون مین

۲۸ عندلیب گل رخسار ہین اب تو اغیار
سیر گل ہمکو ہی دشوار گلے کی ہین وہ ہار
نہین ہوتی ہین جدا دامن گل سی کبھی خار
چھائی رہتی ہین چمن پر صفت ابر بہار
خار گلچین بحصار رخ جانانہ ہوئے
چمن وصل مین گل سبزۂ بیگانہ ہوئے

۲۹ دفعتہً خشک ہوا نخل محبت کا شجر
برخلافی کی ہوا چلنے لگی آٹھ پہر
نہ رہی برگ نہ گل اوسمین نہ غنچے نہ ثمر
گل بازی کیطرح تم ہوا دہر گاہ اودہر
بدلی پھولون کی ہمین داغ جگر ملتی ہین
واہ کیا نخل محبت کی ثمر ملتے ہین

حال سنبل سی زیادہ ہی پریشان اپنا
اب ہی نرگس سی سوا دیدۂ حیران اپنا
مثل گل چاک ہی ہر وقت گریبان
جسم داغون سی سراپا ہی گلستان اپنا
ہنسکے دکھلاتے نہین پھول سا رخسار کبھی
دامن دل سی نکلتا ہے نہین خار کبھی

صورت نرگس بیمار ہوا ہون بیمار
گل کی مانند ہوا جسم سراپا افگار
استخوانون مین اثر کر گئی بالکل تپ حار
ہی تن زار مرا پارے نگہ کے لیے خار
قلب نی مانگ لیا رعشہ ستونون سے
دست گل خوردہ میرے کم نہین گلدستون سے

سرو آزادہ سی بڑھکر ہی ہر اک آہ رسا
دیدۂ اشک فشان نہر چمن سی ہی سوا
مضطرب پھرتی ہین ہم چار طرف مثل صبا
جو قطرہ ہی وہ رگ ابر کا دیتی ہی پتا
طرز عشق و روش آہ رسا اور ہی ہی
چمن عشق کی اب آب و ہوا اور ہی ہی

دل مین سوچو تو کہ کیسے ہین ہمارے احسان
اب وہ طرار ہوئی چلتے ہی قینچی سی زبان
بات کرنی تمہین آتی تھی اے غنچہ دہان
تازہ انداز نہین تم طلاقت ہوئی سرو روان
طرز دلداری و آئین ادب بھول گئے
آگئی ایسی ہوا مین کہ وہ سب بدل گئے

کیا تماشا ہی کہ ہم خار ہون اغیار نہال
صورت لالہ ہمین دیتی ہی کیا داغ ملال
خندۂ غم ہی مسرت سی رخ غیر ہو لال
الیسنف کی لالی [illegible] نہین تم کو خیال

روز باتون مین جھولاتے ہو نیا جھولا ہی
واہ کیا فصل بہار آئی ہی گل پھولا ہی

۳۵ خیر یہ رنگ تمھارے ہین تو مشکل ہی نباہ
اب اگر سیر کی ترغیب صبا دی شب ماہ
سیر گلزار کی مشتاق نہین اپنی نگاہ
جاون جنگل کیطرف کاٹکی اس باغ کی راہ
چمن عارض گلرنگ ہی صحرا مجکو
سرو قامت نظر آتا ہے بگولا مجکو

۳۶ جاون گلشن کو قدم کو چھین تیری سرون
تیری چہرے کی عوض پھول کی چہرتی مرون
دہن تنگ کی جا دم کسی غنچی کا بھرون
دیکھون ان نرگس تری آنکھو نکا نظارہ نکرون
زلف مشکین کو نہ سنبل کی برابر سمجھون
بلکہ گیسو کو تری گھانس سی بدتر سمجھون

۳۷ کیا نہین اور جہان مین صنم سیمین بر
جنمین ہی مہر و وفا ایسی ہی گل ہین اکثر
اور بھی سرو گل اندام ہین تجھسی بڑھکر
تج دو ایک ہین تو سیکڑون شیرین پیکر
ولولہ چاہیی بلبل کا گل تر ہین بہت
آنکہ قمری کی ہو پیدا تو صنوبر ہین بہت

۳۸ اب وہ گلچہرہ کرون فضل خدا سی پیدا
خار ہون دامن یکرنگی طینت سی جدا
جسکے کوچے مین نہ اغیار کی پونہچی ہو ہوا
کوئی گلچین نہو اس باغ مین بندیکی سوا
خوش مزاجی بھی ہو انداز و ادا بھی آوین
رنگ الفت کا بھی ہو بوی وفا بھی آوین

٣٩ نرگسی آنکھ سے ہو دیدۂ نرگس حیران
دہن غنچہ کبہی کھل نہ سکے پیش دہان
سامنی گیسوئے پیچان کی ہو سنبل پیچان
لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان
پیش قد سرو چمن سوکھ کے کانٹا ہو جاے
پہول آگی رخ گلرنگ کی پتا ہو جاے

٤٠ پہول ہون نقش قدم اوسکی گلی کوچہ باغ
رشک سی اوسکی دل لالۂ مہتاب ہو داغ
ڈہونڈہی ہر چند صبا پانی اوس گل کا سراغ
گل خورشید کا گل سامنی اوسکی ہو چراغ
لعل لب سی شگفت دم گفتار چمن
چار پاتون مین لگا ہو وہ گل چار چمن

٤١ گرمی آتش رخ جب نظر آئے تجکو
تازگی سیب ذقن کی وہ کہائی تجکو
ہیزم خشک کی مانند جلائی تجکو
صورت سیب کہن داغ لگائی تجکو
رشک سی روئی یہ خون دیدۂ گریان تیرا
غیرت حسن گلچین ہو گریبان تیرا

٤٢ کبہی آجائین جو وہ مست خرابات نظر
سرمگین آنکہین اگر دیکہی تو ہو خاک بسر
کف افسوس ملی صورت اوراق شجر
شل ہو سوسن سینہ بخت کا تیری اختر
کالی کالی جو وہ تجہکو نظر آئین آنکہین
صاف شبنم کیطرح تیری بہر آئین آنکہین

٤٣ موتیون کا جو گلی مین نظر آئی تجہی ہار
دیکہی کانون مین کرن پہولونکی جسوقت بہار
اسقدر روئی کہ ٹوٹی نہ کبہی اشک کا تار
داغ کہائی صفت لالہ جلے مثل چنار

سبزی کانون مین نظر آئین تو لہرائی بہت
بالی پتون کی چمک دیکے بتائی بہت

٤٤
طنز آمیز سنے مجہسے جو اوس گل نے سخن — صورت غنچہ ہوا تنگ بت غنچہ دہن
لالہ سان لال ہوا پہلے تو وہی زرد شکن — سوچکر پہر یہ کہا کیون نہوا ای شفق من
ہم پہ بہی رنگ جمانی سے لگے ماشاءاللہ
سبز باغ اب تو دکہانی سے لگے ماشاءاللہ

٤٥
دوسرا مجہسا زمانے مین کہان گل اندام — بڑہکی مجہسی جو بتاتی ہو وہ اللہ کا نام
ثمر خام کیصورت ہی خیال اپکا خام — سو برس تک جو پہری یہ فلک نیلی فام
گل کہلین حسن کی گلزار مین لالا پہولے
نہین ممکن کہ کبہی گل کوئی مجہسا پہولے

٤٦
عرض کی مینے کہ اتنے نہوا مین آؤ — سر جہکاؤ کبہی نرگس کیطرح شرماؤ
اوس پڑجائیگی دیکہو نہ بہت اتراؤ — مثل بلبل نہ یہ بیرنگ ترانی گاؤ
آنکہہ مین خار شرہ بنکے کہٹکنا کیسا
دیکہو غنچے کی طرحسی یہ چٹکنا کیسا

٤٧
جہوٹ کہتی نہین ہم گلشن قدرت کی قسم — گل نوخیز گلستان رسالت کی قسم
سرو آزاد چمنزار امامت کی قسم — لالۂ احمر گلزار شہادت کی قسم
دوسرا پہول بہی چاہین تو کہلا سکتے ہین
تمسی بہتر نہین تمسا تو دکہا سکتے ہین

۴۸
مثل گل ہنسکے کہا خیر بھلا دیکھین تو
کیا ہوا باندہتے ہے بادِ صبا دیکھین تو

اور گل کونسا ہے نام خدا دیکھین تو
نفس عیسی اعجاز نما دیکھین تو

گو کہ تم آج سمجھتے ہو ہمین نافرمان
یہ جو سچ ہو تو بجا لائین تمہارا فرمان

۴۹
نرم باتین جو سنین اوس سی ہوا دل یہ نہال
جا کی اک کمری مین کی اوس گل رعنا سی یہ چال

کھل گیا گل کی طرح دور ہوا خار ملال
نصب آئینہ کیا جسمین ہو پیدا تمثال

بادِ نخوت کا مزہ تا اوسے حاصل ہو جاے
بوستان اور گلستان کی مقابل ہو جاے

۵۰
وارد اوس کمری مین جسوقت ہوا وہ گل تر
وہی سینی کا ابہار اور وہی پستان کے ثمر

پرتو باغ سی آیا وہی اک باغ نظر
وہی غنچہ سا دہن اور رگ گل سے کمر

آنکھ نرگس سی وہی رنگ وہی ڈھنگ وہی
سنبلین زلف وہی چہرہ گلرنگ وہی

۵۱
مثل گل ہنسکے کہا تم ہو عجب شعبدہ باز
یہ اگر ہی تو سلامت رہی ہو عمر دراز

اہی محبوب سہی قد پہ تہا اتنا تمہین ناز
باغ باغ اس سی ہوئی ہمکو بہایا انداز

اس گل تر کا تو ہی پرچمن آرا بلبل ؛
اسکا بلبل تو ہی در پردہ ہزار ا بلبل

۵۲
ایک گلشن کی یہ دو گل ہین ادہر اور اودہر
دو شگوفی ہین یہ اک شاخ کی کہیے جو نظر

ایک ہی نخل لطافت کی یہ دونون ہین ثمر
شاخین دو پہوٹی ہین ہرچند کہ ہی ایک شجر

بو وہی رنگ وہی ایک کہی جو دیکھے
کم وہ احول سی نہین ایک کو جو دو دیکھے ۵۳

خیر معلوم ہوا عاشق یکرنگ ہو تم
عذر کرتا ہون بڑے صاحب نیرنگ ہو تم
جرم میرا ہی جو غنچے کی طرح تنگ ہو تم
لو کرو صلح عبث مستعد جنگ ہو تم
پھر ہوا باغ ہرا پھول کھلے خار گئے
بیکلی اب نہین جیتی تمہین ہم ہار گئے ۵۴

مینے دیکھا کہ جما رنگ پھری کچھہ تو ہوا
آنکھہ بدلی یہ کہا مصلحتہً ہو کی خفا
آب رفتہ طرف نہر پھرا شکر خدا
رہی یہی رنگ تو اب لطف ملاقات کا کیا
صرصر ظلم تو چلتے ہی رہیگی صاحب
اک نہ اک شاخ نکلتے ہی رہیگی صاحب ۵۵

مجھکو منظور نہین اب چمن عشق کی سیر
اب ہر ابعد خزان ہو چمن وصل بخیر
کیا گذرتی نہین انسان کی گلستان کی بغیر
جانتا ہون مین تمہین اوڑتی ہو کیا صورت طیر
نام لو اب جو محبت کا تو پیٹو مجھکو
جاؤ کانٹون مین زیادہ نہ گھسیٹو مجھکو ۵۶

یہ سنا جبسی تو اوس گل کو نہ کچھہ بن آئے
ایسی بدلی غم و اندوہ کی دل پر چھائے
ٹھنڈی اک سانس بھری ہو گیا رعنائے
منہ بنایا صفت غنچہ تہ منہ کی کھائے
ترہوئی اشک کی شبنم سی کلی دامن کے
باندھہ دی دیدہ گریان نی جھڑی ساون کے

۵۵ چھیڑنی کو یہ کہا مینے جو روتے دیکھا
یہ بہی تیتی ہو مرے جان مجھے تم چھیڑتا
سرخ جو پہول تہا گیندے کیطرح زرد ہوا
ہوگیا چہرے سی جاری عرق شرم و حیا

ہاتھ باندہی تو عجب رنگ نزاکت باندہا
طرفہ گلدستہ گلہای لطافت باندہا

۵۶ آگیا خشم کہا مینے چلو جانی دو
عذر تقصیر کا اب نام لو جانے دو
شاخ پژمردہ نہو پہولو پہلو جانی دو
کف حسرت نملو منہدی ملو جانے دو

تم جو ہو صاف تو صاف آپسی بالکل ہم ہین
تم وہی گل رعنا وہی بلبل ہم ہین

۵۷ الغرض صلح ہوئی دور ہوا اغبار ملال
مجکو پایا جو فرحناک ہوئی وہ بہی نہال
پچہلے باتین جو تہین ناطقہ وہ ہوئین خواب و خیال
ساغر دل می عشرت نی کیے مالامال

وہ ہوئی شاد طبیعت مری مسرور ہوئے
پہر گلستان مین بہار آئی خزان دور ہوئی

واسوخت اول
تمام ہوا

دوسرا واسوخت

عشق نی رنگ زمانی کو دکھائی کیا کیا
کام بگڑے ہوئے الفت نی بنائی کیا کیا
دوست سی دوست جو چھوٹی تھی ملائی کیا کیا
راستہ بھولی ہوئی راہ پہ آئی کیا کیا
آگ مین کود کے پروانہ جو بیہوش ہوا
جسکی الفت مین جلا اوسی سے ہم آغوش ہوا

کارخانی ہین محبت کی عجیب اور غریب
زندگی موت ہی اس مین ملک الموت طبیب
اوج کیسی اوسی قسمت کا جو سولی ہو نصیب
بیخودی صورت منصور کری عین حبیب
جان بہی جاے تو وسواس نہ مطلق آئے
خون کی قطرون سے آواز انا الحق آئے

۵۳ جسنے اس خنجر بران سی شہادت پائی
جسنے رکھا قدم اس راہ مین راحت پائی
نہر کوثر کے کلید در جنت پائے
دونو عالم کے بکھیڑون سی فراغت پائی
بیچ دھارے کا تلاطم ہی کنارا ہمین
کشتئ نوح ہی تنکے کا سہارا ہمین

۵۴ مقتل عشق کی جانب جو جری ہو کے چلے
سر کو جانباز جھکا دیتے ہین خنجر کے تلے
جو چنی پھول شہادت کے وہ پھولی وہ پھلے
کبھی خنجر کبھی تلوار سی کٹتے ہین گلے
شوق کامل سے جو تائید ہوا کرتی ہی
روز قربانیون مین عید ہوا کرتی ہی

۵۵ ہی یہ بازار جدا دیکھی ہین بازار بہت
نقد جان ہاتھ پہ رکھے ہوئے زردار بہت
جنس نادیدہ کی مشتاق خریدار بہت
جسکا طالب ہی زمانہ وہ طلبگار بہت
مشتری جنکی ہین سب ہین وہ خریدار یہان
لاکھ یوسف سی ہین یک جانی کو تیار یہان

۵۶ خوب دیکھا تو نظر آئے بہار اسکی خزان
ہچکیان زخمیون کی دیتی ہین آواز کہ ہان
ہمہ تن داغ ہین طاؤس صفت رقص کنان
ہم ہین بانگ جرس قافلۂ عمر روان
صاحب درد المناک کوئی ہوتی ہین
ہنستے ہین زخم کے صورت جو لہو روتی ہین

۵۷ ایک اک زخم ہی اسکا گل تر سی بہتر
ایک اک اشک ہی شہوار گہر سی بہتر
ایک اک داغ ہی گنجینۂ زر سی بہتر
ایک اک آہ ہی جنت کی شجر سی بہتر

رگ جان رہتی ہی مشتاق اسی نشتر کے
شیشۂ دل کو ہی سر چوٹ اسی پتھر کے

٨ زخم اس تیغ کا بسمل کو مزا دیتا ہی
مرحبا کی دہن زخم صدا دیتا ہے
یہی زخمے ہی کہ قاتل کو دعا دیتا ہے
زیر شمشیر سر عجز جھکا دیتا ہے
یہی لب تشنہ ہین مشتاق جو کوثر کے نہین
گھونٹ شربت کی ہین رگڑی دم خنجر کے نہین

٩ غنچہ غنچہ چمن دہر کا دیکھا ہمنے
بوٹی بوٹی کا کیا خوب تماشا ہمنے
پتی پتی پہ نظر کی تہ و بالا ہمنے
آنکھہ ڈالی طرف نرگس شہلا ہمنے
سبکو پیمانہ کش بادۂ الفت پایا
جسکو پایا اوسے سرمست محبت پایا

١٠ گل جو ہنس پڑتی ہین ہر دم سبب اسکا کیا ہی
شب کو روتی ہی جو شبنم سبب اسکا کیا ہے
سبزہ رہتا ہی جو خرم سبب اسکا کیا ہی
حال سنبل ہی جو درہم سبب اسکا کیا ہے
جہلکے دکھلاتی ہی نرگس نگہ ناز کسے
خوشنوایان چمن دیتے ہین آواز کسے

١١ عشق ہی عشق ہی پہولونکی بدلتا ہی جو رنگ
عشق ہی عشق ہی جس سی کہ دل غنچہ ہی تنگ
عشق ہی عشق جو ہی شیشۂ دل کی لیی سنگ
عشق ہی عشق ہی کہتی ہین جسی قید فرنگ
مرغ بو گل ہین کہ صیاد کی بس ہین بلبل
گل ہین گلبن ہین گرفتار قفس ہین بلبل

۱۲
نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہی　　زلف سنبل بہی گرفتار پریشانی ہے
دل مین لالہ کی جو داغ غم پنہانی ہی　　گل بہی سوازدۂ چاک گریبانی ہے

دہن غنچہ کو گفتار کے قوت کیسے
پابگل سرو ہی رفتار کے طاقت کیسے

۱۳
عشق وہ ہی کہسار جو کرتا ہے گذر　　چرخ مین آتا ہی چکی کی طرح پتہر
کس بگولی کو بیابان مین نہین ہی چکر　　کون گرداب ہی دریا مین کہ پہرتا نہین سر

نقطے کو حلقۂ پرکار بنا دیتا ہے
قطب کو کوکب سیار بنا دیتا ہے

۱۴
یہ وہ ہی تیر کہ سینے سے گذر جاتا ہی　　یہ وہ خنجر ہی کہ تا ناف اتر جاتا ہے
پاون رکہتا ہی جو اس راہ مین سر جاتا ہے　　آنکہ کہلتے ہی یہان نور نظر جاتا ہے

سرفرازون کو بہی سرسام ہی سر دہنتی ہین
عاقل اس بہاڑ مین الوون کیطرح بنتی ہین

۱۵
کہین آنکہون سی لہو ہو کی بہا کرتا ہے　　داغ بنکر کہین سینے مین جلا کرتا ہے
پہول ہوکر کہین یہ زخم ہنسا کرتا ہے　　رنگ بنکر کبہی چہرے سی اڑا کرتا ہے

لب فریاد کہین نالۂ جانکاہ کہین
اُف کہین درد کہین اشک کہین آہ کہین

۱۶
ہی کہین سردی رخسار کہین لب پہ فغان　　کاہش تن خلش سینہ خراش رگ جان
کہین اوٹہتا ہی یہ بنکر دل سوزان سی دہوان　　کہین غارتگر ہوش و خرد و تاب و توان

بیقراری ہی کہین یہ کہین بیتابی ہی
دل مضطر مین تڑپ آنکھون مین بیخوابی ہی

کبھی باران کبھی بجلی ہی گلستان کی لیی
کبھی پٹی کبھی نشتر ہی رگ جان کی لیی
ہی کبھی خضر کبھی غول بیابان کی لیی
کبھی بخیہ ہی کبھی چاک گریبان کی لیی
چشم امید کبھی ہی نگہ یاس کبھی
مرہم ریش کبھی سودۂ الماس کبھی

الغرض عشق کی نیرنگ ہین بیحد و شمار
ایک منہ سی نکہی رنج ہون خاطر کو ہزار
شرط ہی شرط ہی عاشق کی لیی صبر و قرار
سر تہ تیغ جہکا کے جو ہو قاتل سی دو چار
آشنا ضبط سی بیگانہ بد و خوب سی ہو
پاون باہر نہ رہ مرضی محبوب سی ہو

ذرہ بنجای نمایان ہو جو خورشید سحر
چہرۂ گل پہ کرے دیدۂ بلبل سی نظر
پردۂ دل ہو کتان وقت تماشای قمر
فاختہ ہو طرف سرو جو ہو جای گذر
جلوۂ حسن ہی دیکھکی دیوانہ بنے
شمع روشن ہو سر شام تو پروانہ بنے

ک

وہ کری عشق سلیقہ جو بشر رکھتا ہو
شرط الفت ہی کہ الفت سی خبر رکھتا ہو
دی دل اپنا وہ کسیکو جو جگر رکھتا ہو
طالب جلوۂ دیدار نظر رکھتا ہو
جسکا شیدا ہو جا اپنا اوسی شیدا کری
عشق کا نام نہ لے ربط کا دعوے نہ کری

یون

۲۱ یون چلے راہ طبیعت مین جو پیدا ہو جاے
غرق یہ بحر تصور مین سراپا ہو جاے

بی تکلف دل محبوب گھر اپنا ہو جاے
وسعت ظرف سی قطرہ ہو تو دریا ہو جاے

دل جلی آہ مگر صاحب تاثیر کرے
آپ دیوانہ ہو خورشید کو تسخیر کرے

۲۲ کھینچے وہ نالہ جو ہو سرو گلستان اثر
خاک اوڑجای اودہر دل جو مکدر ہو ادہر

ٹپکے وہ اشک کہ جس سی کوئی حاصل ہو ثمر
چاک ہو جای گریبان تو ٹکڑی ہو جگر

جسپہ قربان ہو وہی گرد پھرکے پیار کری
آپ نقطہ ہوا سی حلقہ پرگار کرے

۲۳ تنگ ہو مثل دہن غنچہ دہن کیا ممکن
رنگ پر آکے ہو بیرنگ چمن کیا ممکن

مثل زلف آئی جبین پر جو شکن کیا ممکن
دام مین پھنسکے نکلجاے ہرن کیا ممکن

جسکا ناظر ہو پسند آئین نظاری اوسکو
ہو پڑا جن بھی تو شیشے مین اتاری اوسکو

۲۴ جذبۂ شوق سی ہو یار پرے رو تسخیر
دل سے کھینچے وہ دم گرم دکھاے تاثیر

زینت ہالۂ آغوش ہے ماہ منیر
دام مین جسکے ہو وہ دام مین اپنی ہو اسیر

ہو جو معشوق وہ ہے عاشق زار اپنا ہو
صید جسکا ہو وہ صیاد شکار اپنا ہو

۲۵ جان دینی کو تو دیتی ہین ہزارون جانباز
سوز رکھتے ہین فقط یاد نہین صورت ساز

ربط کا ایک کو معلوم نہین پر انداز
رمز دانی ہی ادا اسکے نہ ادا فہمی ناز

خون دل ہی پی ساقی سے گلفام کہان
چشم تر صورت ساغر ہی مگر جام کہان

٥٢٦ گرچه توضیح اشارات و شفا مشکل ہی
ناز کا شرح و بیان اوس سے سوا مشکل ہی
سہل ہی فہم کتب فہم ادا مشکل ہی
کیا معما ہی دہن نام خدا مشکل ہی
کیسا مصرع قد موزون ہی کوئی کیا جانے
بیت ابرو کا جو مضمون ہی کوئی کیا جانے

٥٢٧ ہمسے پوچھو کہ ہین ہم میکش میخانۂ عشق
اپنی مٹی ہین ہی شامل گل پیمانۂ عشق
سیکڑون یاد ہین گذری ہوئی افسانۂ عشق
دیکھے ہین بوقلمون جلوۂ مستانۂ عشق
ساری حالات جہان پیش نظر رکھتے ہین
جام جم دل ہی زمانی کی خبر رکھتے ہین

٥٢٨ داغ دل ہی صفت مہر سلیمان اپنا
جو پری رو ہے وہ ہی تابع فرمان اپنا
ہین وہ بلبل کہ گل اپنا ہی گلستان اپنا
حورین اپنی ہین جنان اپنا ہی رضوان اپنا
دون کی ہم جو یہ لیتے ہین بجا لیتے ہین
چار باتون مین فرشتون کو لگا لیتے ہین

٥٢٩ سینۂ چاک جو دکھلائین کبھی گل کیطرح
نالی کرنی لگین گل باغ مین بلبل کیطرح
حال اپنا جو پریشان ہو سنبل کی طرح
خوبرو آئین ابھی پیچ مین کاکل کی طرح
فاختہ ہین تو نیا عشق ہم ایجاد کرین
سرو بندہ ہو جو سو بار اوسی آزاد کرین

۳۰ لوسنو کرتی ہین اک سانحہ تازہ بیان
ایک معشوق بلا حشر خرام آفت جان
جسکے رنگینی مضمون سی ہی گلبرگ زبان
جسکے جلوے کی ہین مشتاق تمام اہل جہان
بال کہولی جو نظر وہ مہ کامل آیا
کچھہ نسوجھا ہمین آندہی کی طرح دل آیا

۳۱ رنگ وحشت کا جمانی لگی عارض کی بہار
خال مشکین پہ ہوئی مردمک چشم نثار
چشم بیمار کے الفت مین ہوا دل بیمار
طائر ہوش کیا دام مین گیسونی شکار
نہ فقط تیر ہے مژگان کا جگر سے گذرا
تیغ ابرو کا بہی پانی مری سر سے گذرا

۳۲ آہ اوس شوخ کا قسمت نی کیا عاشق زار
آئی جب گرم مزاجی پہ وہ خورشید عذار
ایک جا جسکو نہین برق کی مانند قرار
پہونک دی پنبۂ افلاک کو بہی بنکی شرار
نہین ممکن کہ سکون ہو اوسی اک آن کہین
دل کہین دہیان کہین آنکہہ کہین کان کہین

۳۳ منہ سی نکلی وہی مرغوب ہوئی اوسکو جو بات
زہر نی مرضی معشوق رہا قند و نبات
رات ہی دن کو کہا دن کو کہا اوسنی جو رات
نکہا یار نی جبتک نہ پیا آب حیات
تہا طبیعت کو طبیعت کا زبس میل پسند
ہم بہی کہیلے وہی اوسنی جو کیا کہیل پسند

۳۴ بہی کبہی ہاتہہ لگایا نہ کبہی بازو کو
دیکہتے ہی ہی اوس چشم کو اوس ابرو کو
جب تلک اون نپایا نہ چہوا گیسو کو
نیند آئی جو کبہی تکیہ کیا زانو کو

باندہی خدمت پہ کمر کار حریفانہ کیا
مہندی ہاتھون مین ملی گیسوون مین شانہ کیا

۳۵
کرلیا بستۂ کمند ام محبت اوسکو
ہمسے بہی پڑہکے ہماری ہوئی رغبت اوسکو
ہر طرح سے ہوئی منظور اطاعت اوسکو
دل لگا ملنے لگی وصل مین لذت اوسکو
ہوگئی شام تو وصلت کا سر انجام کیا
عیش مین رات کٹی صبح کو حمام کیا

۳۶
چرخ ظالم کو شب عیش نآئی یہ پسند
عرض کیا اوسی کسینی رہے اقبال بلند
قطع کردی ہین پوہنچا کی لب بام کمند
ہی خبر شہر طرب دار ہو غفلت تا چند
کچھہ رقابت کا یہان طور نظر آتا ہے
پردی پردی مین کوئی اور نظر آتا ہے

۳۷
تم سمجہتے ہو جسے شیفتہ و عاشق زار
واہ جی واہ ہی کس طرحکے دنیا مکار
وہ کسے اور پہ ہین لاکہہ دل و جان سی نثار
دل مین کچھہ بات ہے کچھہ اور زبان پر گفتار
بندہ چکا صاف دو رنگی کا سمان دیکہو تو
کہولکر آنکہہ ذرا رنگ جہان دیکہو تو

۳۸
تم پہ ثابت نہین نیرنگ کی انداز ابہی
عشق کیطرح تمہارا ابہی ہی آغاز ابہی
بند ہو جاؤ نہ بولو جو کہلے راز ابہی
یہ پر و بال نہین قابل پرواز ابہی
کس طرف کی تہی کدہر کی ہی ہوا کیا جانو
شعبدی شعبدہ بازون کی بہلا کیا جانو

۳۹
غیر سی چھپ کے جدا تمسی جدا ملتے ہین
کیسے الفت کی نری نام خدا ملتے ہین
ایسے لوگون سے کوئی اہل وفا ملتے ہین
جانے دو پوچھنے والے نہین کیا ملتے ہین
بیوفاؤن سی عبث قصد وفا کرتے ہو
گرے گذری نہین تم ایسے یہ کیا کرتے ہو

۴۰
منہ پہ کہنا کہ ہین سو جان سی قربان نثار
دل مین اخلاص نہ آنکھون مین مروت زنہار
پیٹھ پیچھے نہ وہ باتین نہ وہ الفت نہ وہ پیار
نہو پورا یہ قسم کھا کے کرین قول ہزار
جال باندہا ہی نکالی ہی پھنسانی کیطرح
رنگ ہر دم یہ بدلتی ہین زمانی کیطرح

۴۱
تمسے ہر روز یہ چھپ چھپ کی کہین جاتی ہین
ڈولیان بھیجتی ہین خانگیان لاتی ہین
کوچہ گرد اور ہی کوچہ انہین دکھلاتی ہین
دو پہر رات گئی اور حسین آتے ہین
نیت اورون کیطرف بھید چھپانا تمسے
روز ہی نافلۂ شب کا بہانا تمسے

۴۲
یہ خبر سنتے ہی آیا انہین غصہ ایسا
دل پھرا آنکھین پھرین ہیاب برا کچھ نہ رہا
دفعۃً آگ بگولا ہوئی جن سر پہ چڑہا
نکیا اسکو بھی تحقیق کہ یہ بات ہی کیا
بنکے بگڑی نہ رہا لطف نہ وہ پیار انکا
ایسے روٹھی کہ منانا ہوا دشوار انکا

۴۳
دل سی نفرت ہوئی الفت کی بنائی صورت
بنگئی جان پہ بگڑی نظر آئی صورت
پڑ گئی آنکھ تو ہاتھون سی چھپائی صورت
رفتہ رفتہ یہ عداوت نے دکھائی صورت

تیز ہر دم یہ زبان تہی کہ لگاتے تہی چھرے
مجکو پاتی تہی اگر وہ تو بناتے تہی چھرے

۴۴ بار ہا دیکھکے موقع نہ گیے سننے سخن
کاہی دغاباز جفا پیشہ مروت دشمن
غیر جو جھوٹ کہی راست اوسمین نہ ظن
ہم جو سچ بھی کہین وہ جھوٹ ہو کیون مشفق من

حال عاشق کبہی خاطر مین نلانا کیسا
سنکے اس کان سی اوس کان اوڑانا کیسا

۴۵ گل رخسار مین کچھہ بوی محبت نرہی
مشک گیسو مین ذرا نکہت الفت نرہی
اب یہ کیا ہی کہ جو اگلی سی عنایت نرہی
بیمروت ہوئی آنکھون مین مروت نرہی

کب نہ دیکھا ہمین کب حال ہمارا نہ سنا
کور و کر ہو گئے اب ایسے کہ دیکھا نہ سنا

۴۶ لاکھہ کہتی ہین کسی بات کا کچھہ دہیان نہین
کبہی برسون کی ملاقات کا کچھہ دہیان نہین
کیا ہوا ربط وہ دن رات کا کچھہ دہیان نہین
چپ ہو تم حرف و حکایات کا کچھہ دہیان نہین

روز رنجش کی ہین انداز نرالے ہمسے
نہین ملنی کے تمہین چاہنے والے ہمسے

۴۷ لاکھہ منت سی کہا عرض پذیرا کب تہے
سر مین نخوت کی ہوا عرض پذیرا کب تہے
دل مین ظالم کے دعا عرض پذیرا کب تہے
تیر شمشیر جفا عرض پذیرا کب تہے

مشورہ شوق کا دل سی کہ ہی منت کی جگہ
غیرت عشق پکارے کہ ہی غیرت کی جگہ

۴۸
ہو جو گمراہ اوسے راہ پہ لانا ہی شرط
بات بگڑی تو بتدریج بنانا ہی شرط
چاہ اب کیسی کنوین اوسکو جھکانا ہی شرط
ڈالکر بوجھ سر کبر جھکانا ہی شرط
سرکشی پر ہے اسے شوکت سے پامال کرو
جوڑی ہاتھون کو پڑے پانون وہ اب چال کرو

۴۹
اشناؤن سی کہا حال تو سب نے یہ کہا
دل کو یہ بات گوارا نہوئی پر اصلا
خوبصورت مین بہت ایک توقف ہی کیا
کہ سوا اوسکے نتھی دل مین کسی غیر کی جا
یار تو ہمسے خفا غیر سے اکراہ ہمین
دوہری مشکل ہوئی سوجھی کوئی راہ ہمین

۵۰
ناگہان دل نی یہ تدبیر نئی بتلائی
ہمہ تن خوب سراپا مین عجب زیبائی
ہمنے اک چین سی تصویر حسین منگوائی
طرفہ رعنا کہ فدا اوسپہ ہو خود رعنائی
کونسی شان تھی اوس سے جو نمودار نتھی
بیدہانی سی مگر طاقت گفتار نتھی

۵۱
کان وہ جو نہ غریبونکی سنین نالہ و آہ
لا کہی وہ دہن نہ سخن سے آگاہ
آنکھین ایسی نکرین جو کبھی عاشق پہ نگاہ
کوئی آئے وہ زبان سی نکلی بسم اللہ
تھا دہن تنگ نتھی قوت تقریر اوسکو
بیزبانی سی کہا چاہتے تصویر اوسکو

۵۲
مینے آراستہ اک روز کیا ایک مکان
کرسی زر پہ بٹھایا اوسی باشوکت و شان
فرش پر دی تھی زر اندود منقش الوان
دست بستہ جو خواصین تھین تو در پہ دربان

زیور و زر سی چمک مین تہی زری کیصورت
اوڑچلی اور جواہر سے پرے کی صورت

٥٣
واہ کیا زیب بر و دوش تہی بہاری پوشاک
عالم نور تجلے سے ہوا عرصۂ خاک
حور دیکھے تو گریبان کرے صبر کا چاک
گرد پہر کر ہوئی قربان نجوم افلاک
چشم عالم کو زمین پر نظر آئی زہرہ
بلکہ خود بہر تماشا اوتر آئی زہرہ

٥٤
وہ جو کافر تہا اوسی نامہ کیا یون تحریر
بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر
شکر صد شکر کہ اللہ ہمارا ہے قدیر
ملگیا تمسی ہی بہت صنم مہر نظیر
کیا ہوا تمنے اگر حال ہمارا نہ سنا
ہی خدا سامع اصوات سنا یا نہ سنا

٥٥
سرکشی بندۂ عاجز کو بہت بیجا ہی
ایک کا ایک ہی سرکوب کہ یہ دنیا ہی
اک کف خاک ہے انسان کو رتبہ کیا ہے
ہی جو فرعون یہان اوسکی لیی موسی ہی
کبر کس کس کی لیے باعث تذلیل ہوا
مورد لعن تکبر سی عزازیل ہوا

٥٦
ایسے گمراہ ہوئے تم کہ چلے راہ غلط
ساری الفت تہی غلط پیار غلط چاہ غلط
نکلہ مہر حقیقت مین تہی ای ماہ غلط
ہم جو سمجھے تہی وہ مضمون تہا واللہ غلط
پہیر لین آنکہین یہ انداز وفا کا ہے کو ہی
بی نمک ہو تمہین الفت کا مزا کاہے کو ہی

دیکھکر موی مژہ جان پہ تیر سے بنجاے
سینہ غربال ہو غیرت سے کلیجا چھنجاے

۶۲ گر سیان دیکھے جو اونکے تو دم سرد بھرے
صاف وہ گوہر دندان ہین جو نظارہ کری
جیت اوس گل کی ہو بازی تری طرح ہرے
کہا کی ہیرا ابھی فیروزے کی مانند مرے
چھوٹی موتی کیطرح قدر رہے کیا تیرے
آبرو خاک مین ملجای سراپا تیرے

۶۳ سامنا حسن مین اوس سی ہی بڑی نادانے
عرق آلود دکھائی وہ اگر پیشانے
ساری آفاق مین ہے کوئی نہ جسکا ثانے
شمع سوزان کیطرح گل ہو پگھلکر پانے
زیست مشکل ہو تلاطم مین سفینہ آئے
غرق ہو ڈوب مرے تو یہ پسینا آئے

۶۴ ہی وہ غارتگر ہوش و خرد و عزت و جاہ
تو مقابل ہو یہ مقدور عیاذاً باللہ
سیکڑون کشور دل جسنے کیے دم مین تباہ
حملہ آور ہو جو وہ کھینچکے شمشیر نگاہ
سامنا کرنے کے مثل کمان رخ پھر جاے
لشکر عشوہ و انداز و ادا مین گھر جاے

۶۵ تیر پر تیر جو پلکون سے لگائے تجکو
تیغ ابرو کے بہی جوہر وہ دکھائے تجکو
سینہ زخمون سی چھلنی تو وہ بنائے تجکو
سرنگون پانون پہ ہو کچھ نہ بن آئی تجکو
وار پر وار دو دستی وہ دم جنگ کری
ایک تیری نہ چلی وہ تجھی چرنگ کری

۶۶ بند ہوا اوس سی جو تو حرف و حکایات کرے
گھات تیری نچلی تجھسے اگر گھات کرے
بات نکلی نہ تری منہ سی جو وہ بات کرے
ایک ہی چال مین بازی وہ تری مات کرے
ماہ نخشب مہ کامل کوئی ہو سکتا ہے
چاند سورج کی مقابل کوئی ہو سکتا ہے

۶۷ حسن مین اوسکے برابر ہی نہ خورشید نہ ماہ
پاس ہی جب سے وہ محبوب نہین اور کی چاہ
ہی عجب حسن خداداد کہ اللہ اللہ
اوسکے ہوتی کوئی اب غیر پہ پڑتی ہی نگاہ
کسے معشوق کی اب دل کو تمنا رہی
اوسپہ پروانہ ہوا دل ترے پروا رہی

۶۸ دیکھلے آنکھ سے اگر جو نہو دل کو یقین
معرکہ گرم ہے آنا ہی تو آ دیر نہین
پر بشرطیکہ رہی تاب غش آئے کہین
ترک غمزہ ہے یہان کھینچی ہوئی خنجر کین
امتحان کا ہی یہی وقت نیا سامان ہے
یہی میدان ہی یہی گو ہی یہی چوگان ہے

۶۹ یہ جو مکتوب پڑھا اوسے تو غصہ آیا
پھاڑ کر خط کہا قاصد سی کہ چل مین آیا
موی تن راست ہوئے لال ہوا تھرایا
دیکھنا سچ ہی جو یہ کیسے قیامت آیا
کیا کوئی آئینہ رو گیسوؤن والا ہوگا
موکشان گھر سی اسیوقت نکالا ہوگا

۷۰ کپڑے بدلی کیا آراستہ تن پر زیور
شانہ بالون مین کیا یہ سخن آیا لب پر
ہاتھ مین لیکے علی بند کہا یا حیدر
فتح پیچ آج ہے چوٹی کا نشان ظفر

جنگ کی گھات دوپٹے سے نمودار ہوئے
جھانکی گھونگھٹ کے نئی طور سے تیار ہوئے

۴۱
کھنچ گئی ابرو پر چشم کی سر دست کمان
ترک غمزہ کو ستمگر نی دیا یہ فرمان
سینہ اوبھرا پستان کی ہوئی تیر سنان
ہان مری شہ کے گیسو بھی ہی چوگان

کچھ فرنگی بھی ہوئی جنگ کو تیار بزن
لیس چارون صف مژگان سی ہوئی چار بزن

۴۲
عجب انداز سی وہ عربدہ پرداز چلا
ساتھ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا
کبک کی صید کو گویا کوئی شہباز چلا
مثل طاؤس چمن غمزۂ طناز چلا

انکھین کہتی تہین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست
پلکین کہتی تہین بہت سہل ہی پلٹن کی شکست

۴۳
خبر آنی کی ہوئی مینے کہا آنے دو
ہمنشینون سی کہا منہ کے اوسی کہانی دو
آپ ہی روکینگے دربان سزا پانے دو
تم یہین بیٹھے رہو سب مجھے اوٹھجانی دو

دور سی دیکھی قدم تک نہ بڑھانے پائے
پاس تصویر کی آئے تو نہ آنے پائے

۴۴
دفعۃً دہوم ہوئی در پہ سواری آئی
گل کھلا تازہ اوترنے کی جو باری آئی
شور گلشن مین اوٹھا باد بہاری آئی
مٹ گیا جاہ و حشم ذلت و خواری آئی

بڑھکی دربان نی کہا بس قدم آگی نہ بڑھے
روکی رکی جاہ و حشم آگے نہ بڑھے

بولے کچھ لوگ کہ ہان ہان نکرو ترک ادب
صحن تک آیا تو دیکھا کہ ہے انبوہ عجب
تھی طلب آئی نہونگی یہ کبھی ہوگے طلب
جاہ و حشمت کا جو سامان تباہی رہی سب

کرسی زر پہ کہین شاہد رعنا دیکھا
شان اللہ کے قدرت کا تماشا دیکھا

غیرت آئی نہ رہی تاب ہوا رنج کمال
بڑھ چلا تا اوسے کرسی سی گرائی فی الحال
چین ماتھی پہ پڑی چہرہ ہوا غیظ سی لال
تھا جو انبوہ بڑا پاس تک آنا تھا محال

تھی خواصون کی جو استادہ بدستور پرے
سبنے للکار بتائی کہ الگ دور پرے

دور سی دیکھلیا پاس نہ آنے پایا
جھک گیا سر نہ سر فتنہ اوٹھانی پایا
گھٹ گیا جب قدم آگی نہ بڑھانی پایا
نخل نخوت کا پھل اوس نہ لگانی پایا

لٹی ذلت نی لیی جامۂ زیبائی کی
حوصلے پست ہوئے انجمن آرائی کی

الغرض دیکھی یہ رنگ وہ نکلا باہر
تالیان سبنے بجائین کہ بجا طبل ظفر
چل دیا غشوہ و انداز و ادا کا لشکر
ذلت فاش ہوئے ٹکڑے ہوا غم سی جگر

ہتک حرمت ہوئی جسوقت رہا کیا باقی
منہ دکھانی کے نہ ظالم کو رہی جا باقی

آخر کار بہت ہوگئی پریشان غمگین
صدف چشم نی دامن مین بھری در ثمین
ایک گوشی مین ہوا سب سے وہ چپکو مکین
گل پہ شبنم کہ عرق شرم سی لائی جبین

لعل لب غنچہ سی ہمدم در دندان کی تلی
ہاتہ شاخ گل تر سیب زنخدان کی تلی

مجکو پہونچی یہ خبر تو ہوئی ذلت انکو
دل یہ بیٹھا کہ نہین اوٹھنی کی طاقت اونکو
ایسے چھپے کہ گوارا ہوئی عزلت انکو
کہین افیون نہ کھالین کہ ہی غیرت اونکو

سر زانو ہین بڑا رنج ہی جی کھوتے ہین
منہ پہ پلہ لیے افسوس مین ہین روتے ہین

دونون آنکھین ہین تسکین نہین ایک گھڑی
ایک ساون کی جھڑی ایک ہی بہادونکی جھڑی
رشتہ اشک مسلسل ہی کہ موتی کی لڑی
ذری افشان کی ہین یا خاک ہی بالونمین پڑی

چشم نمناک سی بڑھکر ہی کوئی کب ساغر
ڈبڈبائی ہوئی آنکھین ہین لبالب ساغر

سرخ ہر آنکہ لہو سی ہی رخ زرد کی ساتہ
زعفران پھولی ہی گویا کہ گل ورد کی ساتہ
منہ سے ہر بار نکل جاتی ہی اف درد کی ساتہ
نالہ گرم ہین پیہم نفس سرد کی ساتہ

سر جھکائی ہوئی ہین شرم سے ابرو کیطرح
چین پیشانی روشکن ہی گیسو کیطرح

سنکے یہ بات مجھی ضبط کا یارا نہ رہا
دل جو بیتاب ہوا اشک بھی دوڑ پڑا
جا کے گوشے مین گلی اوسکو لگا کر کہا
میری پاس آئی تھی جاتا تمہین اوس گھر مین تنہا

تھا وہی پاس مری پاس جو آئے ہوتی
طعنہ زن کس لیے پھر اپنی پرائے ہوتی

٥٥٤
حق تو یہ بات ہے اول تو نہ آنا تھا تمہین
وہان گئی تھی تو ہمین پہلی بلانا تھا تمہین
اور جو آئی تھی تو اوس گھر مین نہ جانا تھا تمہین
پوچھکر ہمسے سر فتنہ اوٹھانا تھا تمہین
قدر گوہر کی جواہر کا شناسا جانے
ہم جو ہمراہ نہون تمکو کوئی کیا جانے

٥٥٥
اپنی ذلت کی ہوئی آپ تم اسدجم اہان
تن تنہا تو کیا جنگ کا تمنی سامان
بی طلب ہوتا ہی کوئی کسی گھر مین مہمان
اس پہ تھی فتح کی امید غلط تھا یہ گمان
چھیڑتی تم اوسے وہ پاس تمہارا کرتا
اپنی ذلت کوئی کاہے کو گوارا کرتا

٥٥٦
خیر آئی ہو تو جاتی دو سر فتنہ و شر
زلف کیطرح عبث حال کیا ہی ابتر
جشن مین بیٹھو ہنسو بولو سنو نغمہ تر
بدشگونی نکرو رو رو نہ شادی کا ہی گھر
کوئی جاتا ہی جہان فتنہ بپا کرتا ہے
گھر مین شادی کی کوئے آہ و بکا کرتا ہے

٥٥٧
سنکے یہ بات دیا اوسنے یہ گرمی سی جواب
نوح ہین جشن مین بیٹھون کہ کلیجا ہی کباب
بدشگونی کو تری آگ لگے خانہ خراب
چھیڑ اتبک ہے وہی شرم ہی تجکو نہ حجاب
ہمکو یہ رنج تری ہمسے یہ گھاتین اتبک
نوک نشتر ہین رگ جان کو یہ باتین ابتک

٥٥٨
طنز آمیز سخن خوب سمجھتے ہین ہم
اپنا گھر جانکے رکھا تھا ادہر ہمنے قدم
ہین اشارے نہی ترے ہمپہ سبب جور و ستم
یہ نہ سمجھے تھی کہ ہونگے یہین رنج و الم

یاں بیگانی ہی برگشتہ زمانہ ہوگا
خانۂ عیش مین تعزیہ خانہ ہوگا

۸۹
اللہ اللہ یہ کی تمنے لیاقت پیدا کہ محبت مین ہوئی ہوے عداوت پیدا
رنگ باتون مین ہی رنجش کا قیامت پیدا دل کی آیینے نے کی گرد کدورت پیدا
ہم تو ناشاد ہون تم شاد خدا کی قدرت
ہم ہون برباد تم آباد خدا کی قدرت

۹۰
مینے دیکھا غضب آیا کہ وہ بگڑے بیٹھے ایسے بھپرے ہوئے کو کون سنبھالی یارب
عذر اگر کیجیے درپیش سنی گا کوئی کب غیر انکار نسوجھے کوئے راہ مطلب
پانون کو ہاتھ لگا کر یہ کہا خیر تو ہے
جان نثارون سی یہ سرزد ہو خطا خیر تو ہے

۹۲
واہ کیا رنگ دکھاتی ہین یہ طالع شوم تہمتین ہمنے لگین یہ بہی ہمارا مقسوم
شہر مین بدخواہ جو ہون دل سی ہمیشہ محکوم کٹکٹنے ایسے کسے اور کو ہونگی معلوم
بدگمانی ہی عبث صدق مین قربان ہین ہم
کج ادائی نکرو سیدھی مسلمان ہین ہم

۹۲
سنکے یہ بات کہا اسنے کہ یہ دل یہ جگر میرے نزدیک ہی یہ عذر گنہ سی بدتر
دمبدم چور کو ترغیب کہ ہان چوری کر ساہ سی جاکے یہ کہنا تجھی لازم ہی خبر
کیا دلیری ہی ڈہٹائی کی یہ معنی صاحب
واہ دیدی کی صفائی کی یہ معنی صاحب

اب نہ مانینگے تمھارا کہنا
سیکھ آئے ہو کہو کس سے یہ ایسا کہنا
کبھی اس قول سے پھر جائیں تو جھوٹا کہنا
خوب ہی پر کی اڑاتے ہو اجی کیا کہنا
ایسے گھاتیں تو بتا دیتے ہیں ہم اورونکو
جائیے جائیے بس دیجیے دم اوروں کو

۹۴
آئینہ لیکے ذرا دیکھو تو اپنی صورت
ہوگئے معشوق کی عاشق کو گوارا الفت
اسی منہ پر ہی تمہیں دعوی مہر و الفت
بس چلو جاؤ ہٹو دور ہو نفرت نفرت
اب نہ کھلواؤ زبان بات کی قابل نہیں تم
سچ تو یہ ہے کہ ملاقات کی قابل نہیں تم

۹۵
تھا کسے دھیان کہ یہ ظلم یہ طغیان ہوگا
خراب کاہیکو اس رنج کا سامان ہوگا
دلسے جو دوست تھا وہ جان کا خواہان ہوگا
ہم نہ ہونگی نہ یہ احوال پریشان ہوگا
خیر جو تمنے کیا خوب کیا جانے دو
ہم بھی جاتے ہیں سو ملک بقا جانے دو

۹۶
ایسے جینے سے تو ہر طرح ہی مرنا بہتر
دوستی دشمن جانی سے نکرنا بہتر
آبرو جب نہیں دنیا سے گذرنا بہتر
پانوں ملک عدم آباد میں دھرنا بہتر
اب کہاں رغبت خلش ہے سی ہی بیشک تمکو
ہم تو رخصت ہوئی لو جشن مبارک تمکو

۹۷
زیست منظور نہیں زہر ہی کھاتی ہیں ہم
اب نہیں آنے کی اوس شہر میں جاتی ہیں ہم
ابھی بازار سے افیون منگاتی ہیں ہم
جان کو تیری مصیبت سے چھڑاتی ہیں قسم

ہو گے آباد جو برباد کروگے ہمکو
یاد رکھو کہ بہت یاد کروگے ہمکو

نکلے یاس کی اوسنے جو زبان سی یہ کہے
متصل نرگس بیمار سے آنسو بھی بہے
کیا کہون صدمی جو میرے دل مضطر نے سہے
ہوش میری نہ بجا جوش محبت سے رہی
جوڑکر ہاتہ کہا میں نے یہ کیا کہتی ہو
لہر کیا آئی جو دریا کیطرح بہتے ہو

ایسی باتین تو زبان سے نہ نکالو للہ
سایہ حیدر کا ہی تمکو ہمیشہ کے پناہ
دشمنون کو نہو یارب کوئی صدمہ جانکاہ
جو برا چاہے تمہارا وہ ہو برباد و تباہ
گرچہ ظلم و ستم و جور کے ماری ہین ہم
خیر خواہ اب بھی بہر طور تمہاری ہین ہم

لو کہے دیتے ہین اب صاف نہین ہین خلاف
کسکے تقصیر ہی اس بات مین تقصیر معاف
کیجیے غور ذرا کھول کے چشم انصاف
کردیا کسکے کدورت نے مکدر دل صاف
دل کیا کسنے یہ چھوڑا یہ تپش کسکی ہے
کسنے بوئے ہین یہ کانٹے یہ خلش کسکی ہے

بیرخی کی جو بہت تمنے ہوئی ہم مجبور
پاس تمنے نکیا ہم بھی ہوئے پاس ہی دور
کسکے تقصیر ہی سوچین تو ذرا دل مین حضور
دل شکستہ جو نکرتے تو نہ پڑتا یہ فتور
کسکے جانب سے اوٹھا فتنہ شر کسکا ہی
تمہین منصف ہو بگاڑا ہو گہر کسکا ہی

۱۰۲ھ اسقدر تمنے ستایا کہ رہی دل کو نہ تاب
پر حیا چاہیے تمکو بھی جو ہی ہمکو حجاب
ہو گئی مجبور دیا دل کی ستانے کا جواب
ناز بردار کو کیا عذر سر آنکھوں پہ عتاب
اب بھی خواہان رضا تابع احکام ہین ہم
بیچ لو عذر نہین بندۂ بیدام ہین ہم

۱۰۳ھ میری باتون سی ہوئی کچھ اونہی تسکین حاصل
صلح کرنے پہ طبیعت ہوئی اونکی مائل
گرچہ ظاہر مین غضبناک مگر دل مین خجل
کھینچکر اک نفس سرد بصد خواہش دل
التجا سی یہ کہا کیجیے تقصیر معاف
سچ ہی میری ہی خطا کیجیے تقصیر معاف

۱۰۴ھ آخر انسان ہین ہم انسان سی خطا ہوتی ہی
جانے بھی دو خفگی جان ہوا ہوتی ہی
کوئی بیجا تو کوئی بات بجا ہوتی ہی
اہل ہمت ہی سے امید عطا ہوتی ہی
سخت شرمندہ ہین ہم اب نہ پشیمان کرو
جو ہوا ہمسے ہوا اپنی طرف دھیان کرو

۱۰۵ھ اب قدم راہ اطاعت سی نہ ہونگی باہر
نہ سنے اب جو سخن آپکا وہ گوش ہو کر
آسمان پھٹ کے گری سر پہ اوٹھاؤن جو مین
آنکھین پھوٹین جو پھری آپکی جانب سی نظر
بی تمہاری چمنستان ہو تو جنگل ہو جاے
پاؤن اس راہ سے باہر جو پڑے شل ہو جاے

۱۰۶ھ خاطر اک بات مین ہی آپکو میری بھی ضرور
یہ اشارہ جو کیا اوسنے کہا میننے حضور
باغ سرسبز رہی سبزۂ بیگانہ ہو دور
سب طرح کا تمہین اللہ نی بخشا ہی شعور

آدمی وہ نہین جسکو کہ ہو بات کا پاس
لازم انسان کو ہی انسان کی ملاقات کا پاس

ہنسکے بولا کہ ہی انصاف سی یہ بات بعید — اک ملاقات قدیم ایک ملاقات جدید
بدر کے سامنی کب ہی مہ نو قابل دید — رشتۂ الفت دیرینہ کی ہو قطع برید

بھرتی ہون چاہ کا برسون سی جو ہم کوئی ہون
غیر سیراب ہی وصل سی ہون ہم کو ترسی ہون

سر جھکا کر یہ کیا مینے تب اُنسی اظہار — تم وہی ہو کہ کیے تمنے ہزارون اقرار
ایک پورا نکیا ہمسکو دیی رنج ہزار — صدق کا نام نہین کذب بالکل ہی شعار

رفع کیونکر نکرین شبہہ جو ہی خاطر کو
ہی یقین آپکے اقرار کا کس کافر کو

مقر جرم ہوا ہو کے پشیمان یہ کہا — درمیان آج سی بس میری تمہاری ہی خدا
ضامن اقرار کے ہین میر عرب شیر خدا — اب جو پھر جاؤن تو دین احمد مختار سزا

بعد اقرار کبھی اب جو ہو انکار مجھے
ذوالفقار اسد اللہ کے ہو مار مجھے

درگہ حضرت عباس تو ہی چار قدم — تم بھی ہمراہ چلو چلکی اٹھاؤن مین علم
دور مسجد نہین موجود ہون کھانے کو قسم — خوب نیت سی ہی آگاہ خدای اکرم

ایسی قسمین کہین جھوٹے ہین بہانی کی لیی
دل سی حاضر ہون مین قرآن اٹھانی کیلیی

دوسرا

۱۱۱
ہر طرح مستعد صلح جو اوسکو پایا   درگذر مینے بہی کی مصحف بہی منگوایا
ہاتہ رکہوا کے کہا خیر یقین آب آیا   تمنے مصحف کی قسم کہائی مین ایمان لایا

پہر وہی ہم ہین وہی تم ہو وہی باتین ہین
وہی جلسے وہی ہردم کے ملاقاتین ہین

۱۱۲
مہربان مجکو جو پایا وہ ہوا شاد و کمال   رنگ رخ زرد جو تہا گل کیطرح ہوگیا لال
سر جہکا کر طرف قبلہ ہوا گرم مقال   تیری قدرت کی مین قربان خدائے متعال

بن پڑی بات ہوئی عقدہ کشائی میری
شکر صد شکر کہ امید بر آئی میرے

۱۱۳
ہاتہ گردن مین مری ڈالکے وہ لالہ عذار   بوسے لے لے کے لگا کہنی مین قربان نثار
جگیا رنگ پہر آئی مری گلشن مین بہار   پر جو کہٹکا ہی ہوس ہی کہ نکلجای وہ خار

دل سے غم غیر سی خالی کے عنوان ہوجاے
میزبان گہر مین رہی رخصت مہمان ہوجاے

۱۱۴
سنکے مینے یہ کہا کون یہ جلدی کی ہی بات   کیا قباحت ہی توقف ہو اگر آج کی رات
نہ گوارا ہوئی یہ بات وہ سمجہی اسی گہات   بولی رخصت ہی مناسب ہی کہ ہو جلد نجات

اب توقف کا سبب کیا یہ حکایت کیا ہی
جس سی ملنا ہمین پہر اوسکی عایت کیا ہی

۱۱۵
مینے اوسسے یہ کہا خیر جو مرضی ہی یہی   جاؤ تم آپ وہان مینے اجازت تمہین دی
فتنے کی طرح اوٹہا پاس سی وہ جلدی   جا کی اوس گہر مین کہ جس گہر مین جگہ ہی اوسکی

ہمکلامی کی لیے اوسکے برابر بیٹھا
دوسری کرسی زرپاس بچھا کر بیٹھا

۱۱۶
اسکو منظور تھا ضرورت آغاز کلام
اسنے پوچھا کہ بتاؤ تو مجھے اپنا نام
پرسش حال اودہر سی نہ توجہ نہ سلام
ہونٹھ بہی وہان نہ ہلی بات کا اعلی ہی مقام
اختلاط اسنے کیے باتون مین کیا کیا کہولا
بت بنا قفل دہن اوسنے نہ اصلا کہولا

۱۱۷
تنگ ہو کر یہ کہا اسنے کہ اللہ سی غرور
حسن پر ناز ہی بیجا نہ پری ہی نہ یہ حور
ہمتو یہ خُلق کرین بات نہو وہان منظور
آدمیت سی یہ نخوت یہ تکبر ہی دور
ہی یہ سارا ترے قدرت کا تماشا اللہ
آدمی ایسے بہی آفاق مین ہین یا اللہ

۱۱۸
کبہی کہتا تہا سمجھہ مین مری آتا نہین کچہ
پوچہتا ہون مین بت حال بتاتا نہین کچہ
وجہ کیا یہ کبھی دہیان مین لاتا نہین کچہ
شکل انسان کی سوا مین اسی پاتا نہین کچہ
نہ سماعت نہ بصارت کا اسے یارا ہی
کور ہی کر ہے یہ کمبخت الہی کیا ہے

۱۱۹
خدمتی لوگ جو تہی اونسے یہ پوچھا آخر
عرض کی سبنے غرض آپکی کیا ہی آخر
تمہین احوال کہو مجھسے کچھ اسکا آخر
چھا گیا رعب ہوا زیست کا قصا آخر
دیکھکر آپکو سکتے مین ہی حیران ہی تو
جان مین جان نہین قالب بیجان ہی یہ

۱۲۰
سنکے یہ بات کہا غور سے کی جب کہ نگاہ
یہ تو تصویر ہے انداز خموشی ہی گواہ
اسے لاحول و لا قوۃ الا باللہ
غول کو خضر جو سمجھی تو غلط ہو گئی راہ
صرف عیار نہیں یہ تو فسونگر ٹھہرا
کہین بہروپ سی بہی روپ یہ بڑھکر ٹھہرا

۱۲۱
پھر کے آیا جو مری پاس وہان سی تو کہا
نقل کو اصل کیا سچ ہی ترا کیا کہنا
اور تو اور دیا ہمکو بہی تو نی دہوکا
تو ہی عیار بڑا ہم ہوئے قائل بخدا
اس جگہ کچھ نہ چلے کہا گئے چکما تیرا
چلگیا خوبی تقدیر سی نقشہ تیرا

۱۲۲
قہقہہ مار کی مینے یہ کہا بندہ نواز
اب بہی مدنظر ہو نہ اگر آپ کو ساز
ہون مین جانباز سمجھیے نہ مجھی شعبدہ باز
دل پریشان نہین یہان در تدبیر ہے باز
ہنسکے فرمایا کہ دشمن ہون پریشان تیرے
ہمتو سو جان سی ہین تابع فرمان تیرے

۱۲۳
خوش ہوا اوسکے اطاعت سی ہمارا دل زار
ناظم اطول سخن کا نہین موقع زنہار
اوسکے خواہان رضا ہم بہی ہوئی لیل و نہار
یار سے صلح ہوئی آئی گلستان مین بہار
تیزی ذہن رسا خوب دکھائی تو نے
بات بگڑی ہوئی دم بھر مین بنائی تو نے

واسوخت دوسرا
تمام ہوا

تیسرا واسوخت

کل کی ہی بات کہ تم مین نہ یہ زیبائی تھی
نہ یہ شوخی نہ یہ خوبی نہ یہ رعنائی تھی
چست کسدن کمر معرکہ آرائی تھی
خلق کب کشتۂ اعجاز مسیحائی تھی
خنجر حسن مین بیداد کی جوہر کب تھے
بیخطا جان ہینے والے تہ خنجر کب تھے

ترکتازی تری آنکھونکو نہ آتی تھی کبھی
جان عشاق اداؤن پہ نہ جاتی تھی کبھی
زلف بل کھا کی نہ دل پیچ مین لاتی تھی کبھی
یون کر راہ عدم کی نہ بتاتی تھی کبھی
کرتی تھی کب نگہ ناز یہ آفت برپا
قد و قامت سی نہوتی تھی قیامت برپا

تیسرا

شکل آیینہ جبین کرتی تھی حیران کسکو	مانگ کہتی تھی تری چاک گریبان کسکو
زلف دکھلاتی تھی یون حال پریشان کسکو	کنوئین جھکواتا تھا یون چاہ زنخدان کسکو
محو حیرت تھا نہ انداز تکلم سے کوئی
ذبح ہوتا تھا نہ شمشیر تبسم سے کوئی

مستی چشم ہی ہوش ربا کس دن تھی	نگہ مست خدائی کی بنا کس دن تھی
شوخی حسن سی عالم پہ جفا کس دن تھی	ہر ادا جوہر شمشیر قضا کس دن تھی
چتونین باعث خونریزی عالم کب تھین
صف مژگان سی صفین درہم وبرہم کب تھین

بات کرنی تمہین آتی تھی نہ اے مایۂ ناز	شرم سی نیچی نگاہین تھین یہ کب تھا انداز
نقد دل لینے کو کب پنجۂ مژگان تھی دراز	شاق تھی طبع کو سیر چمن ناز ونیاز
ڈرتی تھی مجمع عشاق جہان سنتی تھی
گل سی ہنستی تھی نہ بلبل سی فغان سنتی تھی

راستبازونکو نہ یون دار پہ دہر دیتی تھی	مہرورزونکو نہ یون داغ جگر دیتی تھی
نالۂ اہل وفا رنگ اثر دیتے تھے	شجر باغچۂ عشق ثمر دیتی تھی
راستی صورت سرو لب جو رکہتی تھی
گل کی بو رکہتی تھی کانٹی کی نہ خو رکہتی تھی

گفتگو کا نہ سلیقہ تھا پری رو تمکو	سوجھتا تھا نہ کسی بات کا پہلو تمکو
فتنہ لاتی تھی نہ جنبش ابرو تمکو	ہمنے یہ سحر سکھایا ہی یہ جادو تمکو

دلبری کے تمہین اِی جان اشارے آئے
ناز و انداز یہ صدقی مین ہمارے آئے

۵۵ ہمنے یہ ہوش ربا تمکو سخن سکھلائی
فتنہ پردازی کی ہوتی ہین جو فن سکھلائے
چال اٹکھیلے کی شوخی کے چلن سکھلائی
عشوہ و ناز سب اِی مشفق من سکھلائے
اپنی بوسون سی یہ رنگ رخ انور چمکا
ہمنے صیقل جو کیا تیغ کا جوہر چمکا

۵۶ ظلم سہکر ستم ایجاد بنایا تمکو
ہو کے دیوانہ پریزاد بنایا تمکو
صید جب بنگئے صیاد بنایا تمکو
کھائین تلوارین تو جلاد بنایا تمکو
عشق کامل جو ہوا حسن مین تم طاق ہوئے
ہم جو رسوا ہوئی تم شہرۂ آفاق ہوئے

۵۷ چشم بد دور ہی آفاق مین اب آپکی دہوم
چاہنی والون کا کوچی مین تمہاری ہی ہجوم
شہر آئدا ہی کہ ہوتا ہی کہ ہر فیض قدوم
نقشے کہنچنے لگے نقاشونکا چمکا مقسوم
جمع خلقت سر بازار رہا کرتی ہے
بیٹھ در پر پس دیوار رہا کرتی ہے

۵۸ اب جو یہ شہرہ ہوا پہر گئی عاشق سی نگاہ
سر بازار ہی منظور نظر شام و پگاہ
کوچہ گردون سی تفرقہ تمہین پیدا ہوئی راہ
ہمسے یکبستہ نخوت کہ عیاذا باللہ
پانون پر بہی جو ملے طالب دیدار انکہین
پہیر لو منہ تنفر سے کرو چار انکہین

تیسرا

یا وہ دن تھا کہ رہا کرتے تھے باہم ہم تم
نہ جدا ہوتی تھی مثل خط توام ہم تم
ہم بہم مثل شبکو برنگ گل و شبنم ہم تم
ذرہ و مہر صفت دن کو فراہم ہم تم
بی تمہاری ہمین تسکین دل ای یار نتھے
ہمسے منظور جدائی تمہین زنہار نتھے

منہ مین جو آتا تھا ہم آپکو کہہ جاتی تھی
لہر آجاتی تھی جس سمت کی بہ جاتی تھی
تم نہ کچھ کہتے تھے منہ دیکھکے رہجاتی تھے
ہم جو کرتی تھی کڑی تم اوسی سہجاتی تھی
تھے خموشی کے سوا تاب سخن کب تمکو
سرمہ گویا تھی تمہاری مسی لب تمکو

یا یہ ہی حال نہین پوچھتی جہوٹھون کبھی حال
تمکو کچھ رنج نہین لاکہ طرح کا ہو ملال
آینہ پیش نظر اور تماشای جمال
کیا گذرتی ہے کسی پر نہین مطلق یہ خیال
ارہ چلجای جو سر پر تو نہین غم تمکو
کنگھے چوٹی سی فراغت نہین اک دم تمکو

جانتا ہون کہ جلانا ہی مرا مد نظر
مین سر راہ جو بیٹھون تو نہ آؤ تم ادہر
کاٹکر راہ پہ چلے جاتی ہو مجھسے اکثر
چال تلوار کی سیکھے پہ نکالے جوہر
زخمی عشق پہ اتنا ہی ستم خوب نہین
کاٹ اچھی نہین ہر دم کی یہ دم خم خوب نہین

حال پوچھا ہی یہ اپنا کہ بہت ہین مضطر
درد دل ہی جو کسی دم تو کبھی درد جگر
دوست کو دوست سی ہوتی ہی عنایت کی نظر
کس مرض کی ہو دوا تم جو نہ لو اب بھی خبر

حال پرسی کو نہ آئے تو نہین اچھا ہو کر
اتنا بیمار سے پرہیز مسیحا ہو کر

۱۷ کون ہین کرتے ہین برسون جو محبت کا نباہ
چاہیے اہل عنایت کو عنایت کا نباہ
کچھ مروت ہی تو لازم ہی مروت کا نباہ
چار دن ہی نہوا تمسے تو الفت کا نباہ

روز پھر پھر کے نئے کوچون مین چلنا کیسا
یہ زمانے کی طرح رنگ بدلنا کیسا

۱۸ کیا سبب ایسی یکایک جو طبیعت بدلی
کیا پڑا پیچ کہ یون آپکے نیت بدلے
مہر اخلاص پہ چھائی ہی قیامت بدلی
کیا غضب خیر ہی کیا شرط محبت بدلے

رنگ سرکار کے ہر بار برے دیکھتے ہین
تیور اچھے نہین آثار برے دیکھتے ہین

۱۹ سقف خانہ ہی مقام آپکا ہو صبح کہ شام
کیا موافق ہی طبیعت سی ہوا ہی لب بام
ہو چھلاوا کہ نہین ایک جگہ تمکو قیام
یا ہو سیماب کہ لیتے نہین دم بھر آرام

تہ و بالا نظر برق اثر رہتی ہے
نہ ادہر ہٹتی ہے اکدم نہ اودہر رہتی ہے

۲۰ تم یہ سمجھے ہو کسی بات سی واقف نہین ہم
ہمنے دیکھا ہے جہان حجب تجلی ہین دم
دل آگاہ نہین ساغر جمشید سی کم
حال آئینہ ہی سب آپ ہی کی سر کی قسم

وجہ آزردگی غیر سبب جانتے ہین
حال جو کچھ کہ گزرتا ہی وہ سب جانتے ہین

۵۲۱
روز اغیار کے آتی ہین پیام اور سلام
کبھی تہ خانی مین مسکن کبھی جلسہ لب بام
ہمنشینون سے ہوا کرتی ہین چھپ چھپ کی کلام
مشورونکی لیی تجویز مین پوشیدہ مقام
ڈولیان کو چھپین ہر وقت دھری رہتی ہین
کٹنیان آپکی صحبت مین بھری رہتی ہین

۵۲۲
شوق ہر آنکھہ کو اب لذت دیدار کا ہی
جمگھٹا کوچی مین جب دیکھیی اغیار کا ہی
خاص ڈیوڑہی مین گذر مردم بازار کا ہی
سایہ کس سر پہ نہین آپ کی دیوار کا ہی
کوئی گریان ہی ادہر کوئی دل افگار ادھر
دو یہان تین وہان پانچ ادہر چار ادھر

۵۲۳
تم وہان غیر کے ہاتون سی پیو جام شراب
تم کرو خوابگہ ناز مین آرام سی خواب
آتش غم سے یہان اپنا کلیجا ہو کباب
خاک اوڑاتی پھرین ہم دشت مصیبت مین خراب
خندۂ عیش تمہین گریۂ ماتم ہمکو
ہر مہینی ہو تمہین عید محرم ہمکو

۵۲۴
کیا کہین دلپہ گذرتا ہی جو کچہ رنج و ملال
تمکو اس بات کا مطلق نہین آتا ہی خیال
بی چھری دست غم رشک سی ہوتی ہین حلال
ٹھوکرین کھاوگی کہتی ہین یہ اچھی نہین چال
ہی طبیعت مین کجی کاکل پیچان کیطرح
آنکھین بیوجہ پھری رہتی ہین مژگان کیطرح

۵۲۵
دل کہین اور ہی وہ شرم کا انداز نہین
کٹکھنی ذہن مین چالونسے کبھی باز نہین
کچہ جو پوچھو لب خاموش مین آواز نہین
قصد پرواز تو ہے گو پر پرواز نہین

ہی یہ نزدیک کوئی فتنہ بپا ہوتا ہے
دیکھین انجام اس آغاز کا کیا ہوتا ہے

۵۲۶
خیر منظور نظر تمکو اگر پیار نہین
ایک ہی پھول سی کچہ رونقِ گلزار نہین
کیا کوئی اور زمانی مین طرحدار نہین
بزم عالم مین کہان آئینہ رخسار نہین
جسکو یکتائی کا دعوہ ہو وہ دیوانہ ہے
سو پریچہرہ ہین یہ بزم پریخانہ ہے

۵۲۷
عاشقانہ جو طبیعت ہی تو معشوق ہزار
نہ سمجھنا کہ نہ پوچھے گا کوئی لالہ عذار
دہر مانی کا مرقعہ ہی بہت نقش و نگار
ہر طرف ڈھونڈہتی پھرتی ہین کماند اُسکا
تیز خنجر پہ خونریزیِ بسمل ہین بہت
سلامت جو ہمارا ہی تو قاتل ہین بہت

۵۲۸
جذبۂ عشق وہ حاصل ہی من اللہ ہمین
کس سی کچہ رسم نہین کس سی نہین راہ ہمین
دام مین اپنی پہنسا جسکی ہوئی چاہ ہمین
پیار کرتا ہی ہر ایک مہر ہر اک ماہ ہمین
دل جو بیتاب ہو پریون کو بھی دیوانہ کری
گرمیِ داغِ جگر شمع کو پروانہ کرے

۵۲۹
کبھی دکھلای جو دل جذبۂ کامل کا اثر
ہم وہ ہین جذب سی تسخیر کرین شمس و قمر
حورِ جنت سی پری قاف سی آئی اوڑکر
کس قمروش کو نہین ہمپہ عنایت کی نظر
آنکھین پریون کی تماشی پہ تلی رہتی ہین
کھڑکیان پردہ نشینون کی کھلی رہتی ہین

۵۰ تم رکی ہو تو یہان کسکو ہی الفت منظور
اندنون زینت آغوش ہی وہ غیرت حور
وسی نفرت ہوئی لو جابجا مٹہو ہو کافور
جسکی رخسار سی ہی نور تجلی کا وفور
تم بھی دیکھو تو یقین ہی نہ رہی ہوش تمہین
ساری نخوت کی یہ باتین ہون فراموش تمہین

۵۱ جلوہ فرما ہو اگر وہ صنم لاثانی
نظر آئی جو وہ خورشید رخ نورانی
سجدی کرنی لگو جھک جای ابھی پیشانی
شبنم آسا ابھی خجلت سی ہو پانی پانی
پانون خود بڑھ کی نہ چلنا تمہین تعلیم کرین
نہ جھکالو سر تسلیم تو تسلیم کرین

۵۲ زلف کو دیکھ کی حال اپنا پریشان کرو
آنکھ سینی پہ پڑی چاک گریبان کرو
اپنی آنکھون کو تم اون آنکھون پہ قربان کرو
دل کی کیا ایسی حقیقت ہی فدا جان کرو
رخ روشن کا میسر جو نظارا ہو جاے
جو ہمارا ہی وہ احوال تمہارا ہو جاے

۵۳ اوڑ چلو لاکھ کبھی دہیان مین لائی نہ تمہین
گر پڑو پاؤن پہ اوسکے تو اوٹھای نہ تمہین
لاکھ تم دور کہنچو پاس بٹھای نہ تمہین
حور بھی ہو تو کنیز اپنی بنای نہ تمہین
لاکھ چاہو نہ ملاقات کی قابل سمجھے
پھیر لی منہ نہ تمہین بات کی قابل سمجھے

۵۴ ہمسی اور اوس سے ملاقات رہا کرتی ہے
صحبت اک عیش کی دنرات رہا کرتی ہے
ہمدگر رسم مدارات رہا کرتی ہے
پھرون باتین ہین عجب بات رہا کرتی ہے

ہاتہ گردن مین ہین ہر وقت مزہ پیار کا ہے
سامنا خواب مین بھی طالع بیدار کا ہے

٣٥ آنکھین کیون نیچی ہین سر اپنا اوٹھاؤ تو سہی
چھپنا خوب نہین آنکھ ملاؤ تو سہی
کلمۂ کبر کا لب پر کوئی لاؤ تو سہی
دیکھو کیا سنتی ہو لو ترچھی سناؤ تو سہی
دل سی نفرت ہوئی سچ کہتی ہین کچھ چال نہین
بنکی سونیکی بھی آب آؤ تو کچھ مال نہین

٣٦ سنکے ان باتون کو محجوب ہوا دل مین وہ ماہ
سر جھکایا یہ خجالت سے کہ اوٹھی نہ نگاہ
دست و پا گم ہوی ایسی کہ نسوجھی کوئی راہ
پیچ کھانی لگا غمسے صفت زلف سیاہ
دل کو الجھن ہوئی دم سینی مین گھبرانی لگا
ایک رنگ آنی لگا چہری پہ اک جانی لگا

٣٧ دیر کے بعد کیا زیر لب آہستہ کلام
ہمتو ایسے نہین جو چاہی عبث دی الزام
بیوفائی کا چلن ہے کسی بدوضع کا کام
آدمی ایسے بھی عالم مین ہین ای بدنام
بدگمان ہوکی عبث موردِ الزام کرین
رنج معشوق کو دین مفت مین بدنام کرین

٣٨ کھلی یہ اشک جو بہنی لگی رخسارون پر
آسمان ٹوٹ پڑا رنج کا غمخوارون پر
سچ ہی کیون شاق نہ یارونکا ہو غم یارون پر
دل یہان غمسی لگا لوٹنے انگارون پر
آگیا پیار کہا خیر ہی یہ بات ہی کیا
بات ہی بات ہی بس اور کرامات ہی کیا

جل کی باتین تمھین ساری یہ سُناتی ہین ہم
ورنہ کب اور سی دل اپنا لگاتی ہین ہم
تمنی چھیڑا جو ہمین تمکو ستاتی ہین ہم
آو ملجاؤ نہ رُوٹھو کہ مناتی ہین ہم
ہی یہی فکر کہ راضی کسی اسلوب ہو تم
ہم وہی عاشق شیدا ہی محبوب ہو تم

۵۴۰ واہ واسوخت نیا تمنی سُنایا ناظم
کوچہ نظم مین کیا باغ کھلایا ناظم
خوب ہی زور طبیعت کا دکھایا ناظم
سبکی واسوختونکا رنگ مٹایا ناظم
زمزمی بزم مین ارباب سخن بھول گئی
چہچہی باغ مین مرغان چمن بھول گئی

واسوخت تیسرا
تمام ہوا

چوتھا واسوخت

٥١ عشق ساکوئی زمانی مین دل آزار نہین
یہ وہ ظالم ہی ترحم جسے زنہار نہین
کس گلی پر یہ دمِ خنجرِ خونخوار نہین
خونفشانی مین کہین بند یہ تلوار نہین
ڈہیر لاشون کی لگای سرِ میدان کیا کیا
بیگناہون سی بھری گنجِ شہیدان کیا کیا

٥٢ مست ہین پی کی لہو سی کشِ میخانۂ عشق
جامِ می خون سی لبریز ہی پیمانۂ عشق
لالہ باغِ طرب سبزۂ بیگانۂ عشق
گلِ مقصود ہی داغ سرِ دیوانۂ عشق
گل مین وہ رنگ کہان ہی کہ جو اس غم مین ہے
داغ کہتی ہین جسے لالہ وہ اس باغ مین ہے

۵۳ دیکھہ یہ باغ تماشا ہو جو منظور نظر
پھول ہین زخم جگر لالۂ تر داغ جگر
نالۂ دل ہی شجر آبلۂ دل ہی ثمر
نفس سرد کی چلتی ہی ہوا آٹھ پہر
پھول اس باغ مین ہی چاک گریبانی کا
طرۂ سنبل پہ بھی گیسو ہی پریشانی کا

۵۴ بنگیا خار یہ مجنون کا بدن زار کیا
خون فرہاد کسینی سر کہسار کیا
آگ جس گھر کو لگا دی اوسی فی النار کیا
چاہ بابل مین فرشتون کو گرفتار کیا
نور ہی نار وہم شعبدہ پردازے عشق
جن فرشتونکو بتاتی ہی فسونسازے عشق

۵۵ یہ وہ دریا ہے نہین جسکا کنارا پیدا
یہ وہ صحرا ہے جہان خضر کی ہین ہوش ہوا
یہ وہ گلشن ہی نہین نزہت خاطر کا پتا
یہ وہ گلخن ہی کہ بھن جاتی ہین یہان سبہین دانا
پھول اس باغ مین ہین زخم دل افگارونکے
ہی یہ وہ نخل کہ پہل اسمین ہین تلوارونکے

۵۶ ذرّی اس خاک کی ہین تیغ قضا کی جوہر
اسی پانی سی ہی شاداب گل زخم جگر
اسی آتش سی جلا کرتی ہین دل شکل شرر
یہی چپایی ہوا دیتی ہی سبکو چکر
برّش اس موج می ناب مین تلوار کی ہی
اسی اکسیر مین تاثیر کف مار کی ہی

۵۷ عشق کیا شی ہی فقط ذلت و رسوائی ہی
وحشت اسکی سبب بادیہ پیمائی ہی
پر یہ سودا نہین خال رخ دانائی ہی
کام مین اپنی ہی ہشیار جو سودائی ہی

پاؤنسی دشت نوردی کی حقیقت پوچھو
آبلون سی خلشِ خار کی لذت پوچھو

۵۵
الغرض عشق نی کیا کیا ستم ایجاد کیی
جا بجا سر پہ روان ارّہ بیداد کیی
گھر جو آباد تھی برسون سی وہ برباد کیی
سو گلی وقفِ دمِ خنجرِ فولاد کیی
خانہ برباد ہوی بی سر و سامان کتنی
دشت وحشت نی کیی چاک گریبان کتنی

۵۶
کسی ہستی نی کہین روزِ سیہ دکھلایا
درد دل کو کسی افشان نی کہین چمکایا
دیکھکر سرمہ کہین آنکھون مین جالا چھایا
کسی بیجرم نی مُوباف کا کوڑا کھایا
دل کہین خون ہی حنای کفِ لاثانی سی
درد سر مین ہی کہین صندل پیشانی سی

۵۷
کہین بالا کسی بالی نی بتایا دل کو
پیچ چوٹی کا کہین پیچ مین لایا دل کو
بنکی بجلی کہین بجلی نے جلایا دل کو
کہین دزدیدہ نگاہون نی چرایا دل کو
خامشی چھا گئی اندازِ تکلم سے کہین
صاف میدان ہوا تیغِ تبسم سے کہین

۵۸
کوچۂ عشق مین اپنا تو نہ ابتک تھا گذر
کون واقف تھا کہ کہتی ہین کسی داغِ جگر
عاشقی نام ہے کسکا یہ نہ رکھتی تھی خبر
رنگ رخسار نہ یون زرد نہ یہ دیدۂ تر
صدمی ایسی دلِ نازک نہ سہا کرتا تھا
اس مرض سی ہمین پرہیز رہا کرتا تھا

[illegible]

۵۱۲ راتدن تذکرہ شعر و سخن رہتا تھا
صدف گوہر خوش آب دہن رہتا تھا
ہمزبان اپنا ہر اک کامل فن رہتا تھا
جلسہ گلہای مضامین سی چمن رہتا تھا
طرح نو جب کوئی ایجاد کیا کرتے تھی
آنکھون سی اہل نظر صاد کیا کرتے تھی

۵۱۳ فلک شعبدہ پرداز کو بھایا نہ یہ طور
ناگہان رنگ طبیعت کا ہوا اور سی اور
واہ ری گردش تقدیر اسی کہتی ہین دور
ایک محبوب قمروش پہ دل آیا فی الفور
شمع روشن پہ فدا صورت پروانہ ہوا
دفعتًا شکل پری دیکھہ کے دیوانہ ہوا

۵۱۴ اب بتفصیل سنو حالِ دلِ زار و حزین
ایکدن تنہا مین محل کی کسی کمری مین مکین
آئی نزدیک مری ایک زنِ پردہ نشین
کرکے تسلیم کہا مالک رہے زیر نگین
مالک الملک ترقی پہ یہ دولت رکھے
حق تعالی صدوسی سال سلامت رکھے

۵۱۵ اک حسین ہی کہ نہین اوسکا زمانی مین جواب
داغ کہاتا ہی اوسی دیکھہ کی ہر شب مہتاب
رخ نازک کو نہین ہی نگہ گرم کی تاب
چشم خورشید سی بھی اوسکو ہی منظور حجاب
شمع قامت سی نہین گرم شبستان ابتک
روی روشن ہی چراغ تہ دامان ابتک

۵۱۶ طرفہ یہ ہی کہ وہ سو جان سی تمپر ہی نثار
نہین دیکھا ہی مسیحا کو ہوئی ہی بیمار
درد آمیز سنتے ہین جو تمہارے اشعار
عشق کا تیر جگردوز کلیجے کی ہے پار

جاگتے سوتے خیال آٹھ پہر آپ کا ہی
غائبانہ دل مشتاق مین گھر آپ کا ہی

۱۷
لائی ہون خدمت عالی مین مین اوسکا پیغام
کہ بغیر آپ کی اکدم نہین اوسکو آرام
ہوئی تاخیر تو بیمار کا ہی کام تمام
ہی مسیحائی کا ای رشک مسیحا ہنگام
چشم رحمت نظر لطف و عطا لازم ہے
اپنی بیمار کی عیسے کو دوا لازم ہے

۱۸
کیجیے رحم جگہ ہے یہ ترس کہانی کی
اب نہ دیکہا تو اوسے تاب نہین آنی کی
فکر کچہ چاہیے بیمار کی بچ جانی کی
ابہی لی آؤن ہی دیر آپ کی فرمانی کی
بت نہ بن جاؤ دل سخت زبون ہوتا ہے
مفت اک بندہ اللہ کا خون ہوتا ہے

۱۹
اوس زن پردہ نشین سے جو سُنی مین نی یہ بات
بر سر رحم ہوئی خاطر فرخندہ صفات
پڑگیا دل مین جو شوق بت شیرین حرکات
بجز اقرار کے انکار مین دیکھی نہ نجات
کشت انکار مری فوج ہوس روندہ گئی
شوق کی برق اک آنکھون کی تلی کوندہ گئی

۲۰
ضبط کہتا تہا گیا آج وہ انکار کہان
روکنی چاہیے رہوار تمنا کی عنان
شوق کہتا تہا بہلا ہیجو کہ نکلے ارمان
تازگی روح کی درکار ہی جی ہی تو جہان
لطف خاطر شکنی مین نہین معلوم رہے
ہو جو سائل درِ دولت پہ وہ محروم رہے

۵۱ بسکہ نیرنگ محبت ہی جہان مین مشہور
کام در پردہ کیا اوس نی فراست سی ضرور
رک سکا دل نہ ہر اضبط کیا تا مقدور
گر پڑا سنگ گران شیشہ ہوا چکنا چور
گرمیِ سوز محبت سے جگر آب ہوا
اوسکی بیتابیِ دل سنکے مین بیتاب ہوا

۵۲ ہوگئی مجبور دیا حکم کہ لاؤ اوسکو
ہی بلانی کی جو درخواست بلاؤ اوسکو
ہم بہی مشتاق ہین مژدہ یہ سناؤ اوسکو
کل دکہانا ہو اگر آج دکہاؤ اوسکو
محو نظارۂ رخ و زلف کی دن رات ہین ہم
اپنی مشتاق کی مشتاق ملاقات ہین ہم

۵۳ دی صدا دل نی کہ لو آمد جانانہ ہوئی
زیب ایوان کی بڑہ ہی بزم پریخانہ ہوئی
دور بدلا طلبِ شیشہ و پیمانہ ہوئی
قلقل شیشۂ می نوبت شاہانہ ہوئی
فرش فراش ادب نی یہ لگا رکہا ہی
ہر قدم راہ مین آنکہون کو بچہا رکہا ہی

۵۴ آب پاشی کرین مژگان سے ہزاری سرراہ
جا ہی لینی کے لیی تا سر دروازہ نگاہ
رہین صف بستہ شکوہ و حشم و دولت جاہ
جتنی سامان ہین وہ طیار رہین خاطر خواہ
لوگ جو گانے بجانے کے ہین ہشیار رہین
کشتیان چند جواہر کی بہی طیار رہین

۵۵ گہر مین القصہ جو وہ نو گلِ خندان آیا
بلبلین سمجہین کہ گل سوی گلستان آیا
غل ہوا مصر مین لو یوسف کنعان آیا
تخت بلقیس کا نزدیک سلیمان آیا

دور سے ہمنے جو وہ چہرۂ زیبا دیکھا
قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا دیکھا

۲۳ جلوہ اوس حسن خداداد کا آیا جو نظر ٹکٹکی بندھ گئی مطلق نرہی ہمکو خبر
کر گیا چشم فسون ساز کا افسون یہ اثر اختیار اپنا رہا دل پہ نہ قابو مین جگر
رونقِ بزم جو وہ آینہ تمثال ہوا
دلِ مشتاق کا حیرت سی عجب حال ہوا

۲۴ تھوڑی روزون مین تپاک اوسنی بڑہایا ایسا کہ خیال اور کسیکا نرہا اوسکے سوا
وہ فدا مجھپہ تو سو جان سی مین اوسپہ فدا وہ جدا مجھسی نہوتا تھا نہ مین اوس سی جدا
سحرِ نظارہ ہوا اوس صنمِ رعنا کا
ہوش دنیا کا رہا مجکو نہ مافیہا کا

۲۵ اوسطرف چست اطاعت پہ شب و روز کمر قصد دلجوئی محبوب کا سو جان سی ادہر
لذتِ جام مے وصل سی مست آٹھ پہر گردشِ چرخ نہ نیرنگیِ عالم سی خبر
پھر کسی حور کے طالب نہ پری کی ہوئی ہم
بھول کر ساری زمانی کو اوسی کی ہوئی ہم

۲۶ نازبرداری محبوب کا ہر وقت خیال عجز کرنا کہ نہو خاطرِ نازک کو ملال
فکر آرایش و زیبایش خورشید جمال روز دینا اوسی ملبوس و زر و زیور و مال
اوج پر اخترِ تقدیرِ بتِ پرفن تھا
نئی زیور نئی پوشاک نیا جوبن تھا

۵۳ پیش ازین وضع تھی اوس حور کی سادہ
طبع تھی قید تکلف سے کمال آزادہ
ہنی ہیچ ہیچ پہ طبیعت کو کیا آمادہ
اب تراش اور خراش اور کباب و بادہ
گر میان سیکھ گیا شوخ ہوا ناز آیا
تہ نکلنی لگی ہر بات مین انداز آیا

۵۴ بیٹھنے اوٹھنے کے انداز نرالی آئے
ہنس پڑے رو اوٹھی اک سوانگ نیا لی آئے
ہم جو نزدیک کبھی دل کہ سنبھالی آئے
ہٹ کی بولی کہ بڑی چاہنے والی آئے
طلب بوسہ پہ منہ پھیر لیا ٹال دیا
رک رہی ہاتھ جو گردن مین کبھی ڈال دیا

۵۵ ہو گئے آئینہ سے آنکھ لڑانی پہ غضب
بال بیکا جو ہوا کوئی تو شانی پہ غضب
تیوریان بدلی ہوئین ہاتھ لگانی پہ غضب
چتونین ڈہانی لگین ساری مانی پہ غضب
غمزے خونریزی عالم مین یہ مشاق ہوے
چار ہی روز مین وہ شہرہ آفاق ہوے

۵۶ رنگ جب اونکی طبیعت کا دگرگون دیکھا
صورت جام مے لعل جگر خون دیکھا
چشم حسرت سے کبھی جانب گردون دیکھا
قصہ بادیہ پیمائی مجنون دیکھا
پھر گئے حلقہ زنجیر جنون آنکھون مین
اوتر آیا صفت آبلہ خون آنکھون مین

۵۷ الغرض مجھسے جو برگشتہ ہوا چرخ کہن
دل مین پیدا ہوئی خورشید کی مانند جلن
سینے چند سے تو کیا ضبط غم و رنج و محن
کہ سنبھل جاہی کہین راہ پہ آئی رہزن

طرح دینے مین مگر رنگ بگڑتا پایا
خاک ڈالی تو ہوا سے اوسی لڑتا پایا

۳۵
دل مین آیا کہ لیا چاہیے بدلا کوئی
منہ کی کہا سے وہ دیا چاہیے جھٹکا کوئی
چاہنے والون سے کرتا نہین ایسا کوئی
ہوش اوڑا دیتی ہین ہم ہمسی لوڑیگا کوئی
کون سی عقل نہین کون سی تدبیر نہین
مال و دولت نہین یا منصب جاگیر نہین

۳۶
حشم و جاہ مصاحب ہین تو اقبال ندیم
قوت فکر رسا طبع ذکی ذہن سلیم
جان نثاری کو کمر بستہ رفیقان قدیم
ساری سامان مہیا کہ ہی اللہ کریم
یہ نہین اور سہی کیون رہین پھر ہم خالی
گلعذارون سی نہین گلشن عالم خالی

۳۷
سینہ گرمی سی تفکر کے ہوا اپنا گرم
لو خدا سے جو لگی سوجہ گیا فقرا گرم
ڈہونڈہ کر ایک نکالا صنم گرما گرم
جسکے آگے نہو بازار پری اصلا گرم
گل عارض سے رخ حور کو رتبہ کیا ہے
پیش قامت شجر طور کو رتبہ کیا ہے

۳۸
چمن حسن مین قد ہی وہ سرافراز نہال
جسکی چوٹی کو نہ پہونچی نگہ چشم خیال
روز سوتے ہوے فتنونکو جگا دیتی ہی چال
مُردی کہتے ہین زمین ہلتی ہی آیا بھونچال
آفت تازہ کرے فتنہ قامت برپا
ہر قدم ہو سر بازار قیامت برپا

دل گیا خوبیِ قسمت سی جو ایسا معشوق
مہر وش رشک قمر حسن مین یکتا معشوق
گلبدن غنچہ دہن چاند کا ٹکڑا معشوق
شمع رو زہرہ جبین نور کا پتلا معشوق

آرزو پوری ہوئی کوئی تمنا نہ رہی
دل ہوا سیر کسی اور کی پروا نہ رہی

ناز و انداز مین یکتا ہے جہان لالہ عذار
جو کہا بس وہ کیا دونون طرف ایک سا پیار
اس پہ یہ حسن کہ سو جان سی قربان ہزار
پاؤن رکھا کبھی کہنے سے نہ باہر زنہار

حسن صورت نی ہمین نور خدا دکھلایا
حسن سیرت نی سوا اوس سی ہی قرا دکھلایا

چند مدت رہی صحبت تو ہوا ربط سوا
چڑھ گیا اپنی نظر مین وہ قمر وش ایسا
بڑھ گئی رسم ہوئی راہ دلون مین پیدا
دل سی اوترے نہ خیال اور حسینو کا رہا

جو نہ پہچانے کسیکو وہ طبیعت کیسی
آگی خورشید کے ذرون کی حقیقت کیسی

صحبتین رہنے لگین شام سی تا وقت سحر
دن ہو یا رات ہو تصویر وہی پیش نظر
بلکہ پہلو سے نہ پہلو تھا جدا آٹھ پہر
وہ بھی باندھی ہوئی ہر وقت اطاعت پہ کمر

گھر مین آرام کبھی جا سے سیر گلشن مین کبھی
سر ہے زانو پہ کبھی ہاتھ ہی گردن مین کبھی

اپنی خاطر کو ازل سی جو اطاعت ہی پسند
ہو تصنع سی بری جو وہ محبت ہی پسند
خود پسندی نہ ہو جسمین وہ طبیعت ہی پسند
خار جسمین نہ ہو وہ گلشن صحبت ہی پسند

کی جگہ دل مین اطاعت سی وہ پیدا اوسنے
کرلیا اپنا ہمین عاشق شیدا اوسنے

عیش و عشرت مین جو ہونی لگی اوقات بسر
نرہا دلمین سوا اوسکے کسی غیر کا گھر
اولا در پی آزار جو تہا بانی شر
چہیڑ چہاڑ اوس سی ہوئی طبع کو منظور نظر
ہوس وصل تمنای ملاقات نہ تہی
اک جلانی کی سوا اور کوئی بات نہ تہی

آدمی بہیج کی اک روز کیا اوسکو طلب
سامنی آیا پر انداز تہا آنی کا عجب
چین پیشانی پہ ابرو پہ شکن جوش غضب
غمزۂ بے محل آزردگی بیسبب
غنچۂ گل کیطرح منہ کو بنائے آیا
تیوریان مثل کمانونکی چڑہائے آیا

طرز اٹہلانیکے رفتار سی پیدا ہر گام
طنز آمیز کیے آتے ہی مجہسے یہ کلام
کہو کیون یاد کیا ہمسی ہے کیا آپکو کام
جس سے مطلب نہین اوسکا کوئی لیتا نہین نام
کیون بلایا ہمین تقصیر ہماری کیا ہی
کونسا جرم ہی تعزیر ہماری کیا ہی

دل تو تہا پہلی ہی بدخو کیطرف سی پہیکا
اس ترش روئی سی پر اور بہی آزردہ ہوا
بنگئی بیٹہی چہری سپہلے زبان گویا
دانت کہٹے کیے اول مگر اتنا ہی کہا
ہان اسی غمزۂ بیجا کی سزاوار ہین ہم
تم گنہگار نہین بلکہ گنہگار ہین ہم

بیوفاؤن سے محبت کا نتیجا ہے یہی
بیحیا لوگون سی الفت کا نتیجا ہی یہی
شوخ چشمون سی عنایت کا نتیجا ہی یہی
کج اداؤن سی مروت کا نتیجا ہی یہی
ظلم عاشق پہ یہی طرز وفا ہوتی ہی
کیون یہی چاہنے والون کی سزا ہوتی ہی

سخت نادان تھی کہ دشمن کو بغل مین پالا
سرنگون جس سی ہوی اوسنی بتایا بالا
کھائی الفت کی سنان دلپہ نہ دیکھا بھالا
نخل غم تازہ کیا دل کو غضب مین ڈالا
ہی یہی وضع اگر منہ کی کہین کھاؤگے تم
جلد پھولی نہ سمانی کا ثمر پاؤگے تم

اوس سی کرتے ہین کنارہ جو فدا ہوتا ہے
دل جلانا کسی عاشق کا بھلا ہوتا ہے
سامنی سی کوئی یون رو بقفا ہوتا ہے
ٹھنڈی گرمی کرو اب ہمسی تو کیا ہوتا ہے
رہو خاموش کہ اب بات کی قابل نہین تم
وضعدارونسی ملاقات کی قابل نہین تم

خوب سوجھی جو کیا کام وہ معیوب کیا
حیف مین پہلے نہ سمجھا تمہین محبوب کیا
زشت تم مجکو نظر آنی لگی خوب کیا
میری تجویز سے تمنی مجھی محجوب کیا
سر چڑھایا تھا تمہین تیوری چڑھانی کی لیی
منہ لگایا تھا تمہین منہ کی بنانی کی لیی

ہمسا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا تمکو
بیوفا ہو کوئی شیدا نہ ملے گا تمکو
قدردان حسن کا ایسا نہ ملے گا تمکو
صاف دل چاہنے والا نہ ملے گا تمکو

نیند اب بھر کے نہ سوؤگی بہت یاد رہی
منہ پیٹے ہوے روؤگی بہت یاد رہی

وضع یہ ہے تو طلب گار نہوگا کوئی
دام الفت مین گرفتار نہوگا کوئی
جانتا ہون کہ خریدار نہوگا کوئی
کبھی وارفتہ رفتار نہوگا کوئی

کیا غرض اورون سی الفت کا یہان نام نہین
خوش رہو خوش رہو تمسی مجھے کچھ کام نہین

خیر وہ روز مصیبت بھی ہماری گذرے
دن پھری ابتو وہ حسرت کی نظاری گذرے
آئی جو رنج والم سامنی ساری گذرے
ملگیا ایک قمر نحس ستاری گذرے

ابتو وہ رشک قمر ہالۂ آغوش مین ہے
دہوم جسکی کہ حسینان زری پوش مین ہے

پہلے اس بات کا مطلق اوسی آیا نہ یقین
جب کہا مین نی کہ موجود ہی وہ پردہ نشین
وہی تیوری تہی بدستور وہی چین جبین
دیکھا ایسا کبھی دیکھا ہی زمانی مین حسین

سامنا جبکہ ہوا دور ہوا دل شک سے
رہگیا دیکھتی ہی ہوکی کلیجا دہک سے

سنسنایا بدن آنکھون سی ہوی اشک روان
ہوگیا نرم دل سخت گئی تاب و توان
ساری انداز غضب بہول گیا آفت جان
نہ تبختر کا رہا دہیان نہ نخوت کا نشان

رنگ عارض صفت کاہ ربا زرد ہوا
اگ سا آیا تہا پانی کیطرح سرد ہوا

۵۴
عجز و الحاح پر آمادہ ہوا ہو کے خجل
التجا کی کہ کرو عفو گمان تھا باطل
اگر میان کہین کہ کسیطرح پسیجے سر دل
جو سزا دو مجھی بیشک ہون مین اوسکی قابل
آپ جو کہتے تھے سچ ہے مجھے کیا رتباہی
حق تو یہ ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہی

۵۵
نا خوشی بھر خدا دور کرو جانے دو
منتین تا بکجا دور کرو جانے دو
جو ہوا خیر ہوا دور کرو جانے دو
ملگئی مجکو سزا دور کرو جانے دو
اب ترحم کی نظر کیجیے تقصیر معاف
پاؤن پر رکھتی ہین سر کیجیے تقصیر معاف

۵۶
اب کبھی آپ کی فرمان سی ہون گی باہر
لو پشیمان ہوی اب تمکو ہی کیا مد نظر
باندہ لی آج ہی سی چست اطاعت پہ کمر
ہو مسلمان تو کرو قول مسلمان باور
جھوٹ کہتے نہین کہیے تو نوشتا لکھدین
حکم دیجے تو کچہری مین مچلکا لکھدین

۵۷
سر اوٹھائین گی نہ اب زیر قدم حاضر ہین
بلکہ قرآن اوٹھا لینے کو ہم حاضر ہین
جان درکار اگر ہو اسی دم حاضر ہین
چلکی درگاہ مین کھانے کو قسم حاضر ہین
اب کسیطرح کی باقی ہو جو تکرار ہمین
علم حضرت عباس کی ہو مار ہمین

۵۸
اوسنے ہر چند کہی ہمسے لگاوٹکی سخن
بات مین فرق کہان ایک بان ایک دہن
نہ مری اپنی طبیعت کہ اوٹھائی تھی محن
دور ہوتی ہی کوئی دل مین جو آتی ہی شکن

دلخراشی کا ہو کیا داغ جدا سینے سے
بال پڑتا ہے تو مٹتا نہین آئینے سے

۶۲
اونس کرتا ہے جو ہمسی ہم اوسی کرتی ہین پیار
ناز بردار ہین اوسکے جو ہی فرمان بردار
جس سی بیزار ہین اوس سی ہین ہمیشہ بیزار
کب بدلتی ہین طبیعت کو تلون سی ہی عار
کوئی جھکتا ہے اگر ہمسے تو جھک جاتی ہین
کوئی رکتا ہے اگر ہمسے تو رک جاتی ہین

۶۳
بات کا پاس ہمیشہ سی ہی شیوہ اپنا
طبع رکھتی نہین نیرنگ تلون اصلا
جو کہا ہمنے کہا منہ سے جو نکلا نکلا
مرد کے قول مین کیا فرق تجاوز کیسا
بات جو منہ سی نکل جای وہ اصلا نہ ٹلی
کوہ ٹل جای مگر قول ہمارا نہ ٹلی

۶۴
خود پسندی سی طبیعت جو بہت تھی بیزار
گل رخسار نظر آنے لگے صورت خار
دیدہ غول ہوئی نرگس چشم بیمار
سرو قد پر جو نظر پڑ گئی سمجھی اوسی دار
نیش کژدم سے پلک ہو گئی بدتر ہمکو
زلف پیچان نظر آنے لگی اژدر ہمکو

۶۵
چاند سی تھی جو جبین آئی نظر صورت داغ
خال عارض کو یہ سمجھی کہ ہی گلزار مین زاغ
چھری پر کاکل شبرنگ ہوئی دود چراغ
اوسکی خوشبو سی پریشان ہوا دماغ
رطب لب ہمین پھل نخل بیابان کا ہوا
تلخ حنظل سی مزا سیب زنخدان کا ہوا

۶۶
ایکدم اوسکا ٹھہرنا جو ہوا جسکو عذاب
نہ گیا وہ تو کہا اوس سی کہ او خانہ خراب
نرا ضبط دیا توڑ کے ٹکڑا سا جواب
اب ٹھہرنی کا مزا کیا کہ کلیجا ہی کباب
تو جو قرآن کا جامہ بھی پہن کر آئے
تیری الفت ، بخدا ہمکو نہ باور آئے

۶۷
اب نہین سہنے کے ہم رنج سہی جو وہ سہے
دام مین ہم نہین آنیکے کوئی لاکھ کہے
اولٹی گنگا تری اب اور ہی جانب کو بہے
جعلسازی تری اب اور ہی للہ رہے
ساری منہ دیکھے کی باتین ہین یہ چل دور ہیچ
پاس سی میرے ہوا ہو کہین کافور ہیچ

۶۸
سنکے یہ بات ہوا صورت نرگس حیران
اپنا سا لیکے وہ منہ ہوگیا آخر کو روان
لالہ سان داغ جگر کھا کی گیا نافرمان
اتنا بھی جامے سی باہر نہو کوئی انسان
عمل انسان کا جو ہوتا ہی وہ پیش آتا ہی
جیسا کرتا ہے کوئی ویسی سزا پاتا ہی

۶۹
وہ جو معشوقہ ہی اب آٹھ پہر زیب کنار
ہی اطاعت ہی ترقی کا سبب لیل و نہار
لالہ رخسار بھر طور ہی فرمان بردار
ہی جو مرضی کے موافق مجھی بھی آتا ہی پیار
لطف نظارہ رخسار دل افروز ہی عید
لیلة القدر ہر اک رات ہی ہر روز ہی عید

۷۰
یا الٰہی رہی قائم یہی عادت اسکی
اوسکو میری تو مبارک مجھی صحبت اسکی
راتدن وجہ ترقی ہو اطاعت اسکی
نہ پھری مجھسی کسی طرح طبیعت اسکی

عیش ہر روز رہی دخل نہ آفات کا ہو
سامنا اب نہ کبھی ترک ملاقات کا ہو

طول واسوخت ہوا ختم سخن کر ناظم
بندشین خوب ہر اک بند ہی بہتر ناظم
ناظم اب کوئی نہین تیری برابر ناظم
ہی یقین داد سخن دینگی سخنور ناظم

واقف لطف سخن کیا کوئی نادان ہوگا
صاحب فہم جو ہوگا وہ ثناخوان ہوگا

تمام شد

امیر

تخلص ہے جامع صفات کمال شاعر نازک خیال مقبول بارگاہ رب قدیر جناب مفتی امیر احمد صاحب متخلص بہ امیر خلف کوچک مولوی کرم محمد کا لکھنؤ کے رئیس قدیم حضرت مخدوم شاہ مینا صاحب ولایت لکھنؤ کی اولاد میں دریتیم شرافت نسب انکی محتاج بیان نہین کون ہے جسپر عیان نہین شرافت حسب کا حال بھی حیطۂ مقال سی باہر ہے ہر صفت دوسری صفت سے

بڑھ کر ہے جب سے ہوش سنبھالا سخنگوئی کا ذوق خدائی ہوا لیکن ڈالا طبع موزونکو جوش ہوا ہر تماشا مضمون، ادا فراموش ہوا چند ہی روز مین شعر کہنے لگے در ایکطرح بہنے لگے شاعر عدیم النظیر جناب منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر سے تلمذ اختیار فرمایا استاد کی ہدایت اپنی استعداد و قابلیت سے زمین سخن کو عرش پر پہونچایا موزونی گویا اونکی طبع عالی کی خانہ زاد ہے فکر رسا اونکی صیدگاہ سخن مین صیاد ہے سخن کی بلندی ذہن کی رسائی معانی کی بیگانگی الفاظ کی آشنائی نکات کی برجستگی اشارات کی شوخی ہر کلام سے پیدا ہے جو سخن فہم و سخن شناس ہے وہ اونکے طرز سخن گوئی پر شیدا ہے دس گیارہ برس سے سرکار والی رامپور مین اس فن کی بدولت مورد افتخار ہین اقران و اماثل مین ممتاز علوم و فنون مین صاحب اعتبار ہین حضرت فردوس مکان نواب محمد یوسف علی خان بہادر متخلص بہ ناظم نے اپنے عہد دولت مین انہین بلاکر پایۂ اعزاز بڑھایا بعد اونکے جب سے دور جناب معلی القاب فلک رکاب نیر اعظم سپہر شہریاری بدر کامل آسمان کامگاری نواب کلب علی خان بہادر کا آیا بحکم کمال قدر شناسی زمانۂ گذشتہ سے زیادہ عزت افزائی ہوئی قدردانی ولی نعمت باہم کی آئینہ جوہر نمائی ہوئی تصانیف اونکے اس مجموعۂ واسوخت کے سوا اور بھی اکثر ہین بعضے مستور بعضے مشتہر ہین ایک اردو کا دیوان غیرت بہارستان سراپا انجام لطافت نظام کہ مکمل تھا غدر مین برباد ہوا اوسکا پتا نہ لگا اب دوسرا دیوان مرتب و طیار ہوا ہے صفحۂ قرطاس شگفتگی کلمات تازہ سے غیرت گلزار ہوا ہے اور ایک انتخاب اس دوسرے دیوان کا ایسا پاکیزہ لاجواب ہے کہ ہر شعر اوسکا سرمایۂ اہتزاز اولو الالباب ہے اس انتخاب مین کچھ اشعار دیوان برباد شدہ بھی جو حضرت مؤلف کو یاد آئے داخل ہین غرض کہ حضرت مصنف

اس فن مین بڑے کامل ہین کہین میر کے رنگ کہین مرزا کے ڈہنگ
ہین کہین آتش کہین ناسخ کے ہمرنگ ہین دوسری کتاب لاجواب مسمّی بہ
سرمۂ بصیرت ارباب دانش کے لیے درحقیقت سرمۂ بصیرت
جامع لغات کاشف معضلات ہے جتنے الفاظ عربیہ و فارسیہ زبانون پر
غلط مشہور ہین لوگ اونکے صحیح لکھنے سے معذور ہین اونکی ایسی تصحیح
کی ہے کہ قبل اسکے کسی نے نہ دیکھی ہے نہ سنی ہے ایسی نفیس
اور مفید عام و خاص کتاب ہے کہ کتب خانۂ دہر مین انتخاب ہے
قصہ مختصر اور بہی تالیفات تمام و ناتمام اکثر ہین بیشتر لوگ اونکی فیض صحبت اور
فیض کلام سے بہرہ ور ہین اللّٰہم جب تک روح القدس کی ذات سے
فیض سخن عام ہے یہ بزرگ اپنی ذات و افادات سے مفید انام رہے فقط

واسوخت اول

باسم تاریخی

واسوخت اردو

۱۲۸۴ھ

۱ آج اک سانحہ تازہ بیان کرتا ہون
شعبدہ عشق فسونگر کا عیان کرتا ہون
سختی جادۂ الفت کو فسان کرتا ہون
تیز اس سنگ سی شمشیر زبان کرتا ہون
کتنی دل جلتی ہین اُٹھتی ہین شراری کیا کیا
روز لاتا ہی غم عشق حرارے کیا کیا

۲ شاد کتنی تھی زمانی مین کہ ناشاد ہوئی
خانمان کتنی تھی آباد کہ برباد ہوئی
قیدی دام جنون کتنی پریزاد ہوئی
کتنی ہاتھی پہ الف کھینچکے آزاد ہوئی
کتنی وحشت مین گئے خانۂ زندان کی طرف
کتنی آوارہ وطن ہوکے بیابان کی طرف

۳ تلف زر کی قرینی ہوئی کیسی کیسے
صرف یکروزہ خزینی ہوئی کیسی کیسے
مجمر اس آگ سی سینی ہوئی کیسی کیسے
غرق دریا مین سفینی ہوئی کیسی کیسے
آگ مین کود پڑی کھینچ کے نالے کتنے
چاہ مین ڈوب مری چاہنی والے کتنے

بنگیا جسم پہ گل کہائی گلستان کوئی
پنجۂ غم سی ہوا چاک گریبان کوئی
جل کی داغون سی ہوا سرو چراغان کوئی
جوشش وحشت مین گیا سوی بیابان کوئی
٥٥ رنگ الفت نی عجب لیتی ہی کروٹ بدلا
قبر سی قصر جنازی سی چہپر کہٹ بدلا ✣

کوئی جنگل مین کہین زیر شجر روتا ہے
جا کی دریا پہ کوئی اشک فشان ہوتا ہے
سر کو ٹکرا کی کوئی کوہ پہ جی کہوتا ہے
کوئی چادر سی لپیٹی ہوئی منہ سوتا ہے
٥٦ بلبلون کا کوئی ہمدم ہے گلستانون مین
ہمقدم کوئی غزالون کا بیابانون مین

ہر جگہ عشق کی ہی چال نئی ڈہال نئے
جب نظر کیجی اس قرعہ کو ہے فال نئی
اس گلستان مین ہوا چلتی ہی ہر سال نئی
یہ وہ چوپڑ ہی کہ ہر ہاتہ ہی یہان چال نئی
٥٧ پانچ تین اسمین کرو غور تو پو بارہ ہین ✣
تین کانے بہی اگر آئین تو اٹہارہ ہین

کون معشوق ہی ایسا کہ وفا کرتا ہے
جو حسینو نہین ہی وہ جور و جفا کرتا ہے
کون حق مہر و محبت کا ادا کرتا ہے
بیگناہون کو گرفتار بلا کرتا ہے
٥٨ خود نما ہین متلون ہے طبیعت انکے
چند روزہ ہے ملاقات غنیمت انکے

گاہ بیگاہ کرین یہ جو عنایت کی نظر
میٹہی باتین بہی کرین یہ لب شیرین سی اگر
فی الحقیقت ہی وہ نیزہ کی سنان بہر جگر
تلخکامونکو وہ ہے میٹہی چہری سی بدتر
٥٩ دین جو حلوہ تو ہلاہل کے برابر سمجہو
دم جو الفت کا بہرین یہ دم خنجر سمجہو

بیوفا طرفہ محبت کی سزا دیتے ہین
بیٹہی بٹہلای نیا روگ لگا دیتے ہین
خاک مین دل کی تمنا کو ملا دیتے ہین
ہو فلاطون بہی تو دیوانہ بنا دیتی ہین

سب بری ہین یہ صنم سابقہ ڈالے نہ خدا
اپنی بندون کو کرے انکی حوالے نہ خدا

۱۰
دل اس اقرار پہ لیتی ہین کہ ہم ہین دلدار
پہلی وہ آنکھہ ٹپکتا ہوا جس آنکھہ سی پیار
لیکی دل پھر نہین دیتی ہین یہ کچھہ جز آزار
پھر وہی آنکھہ ستم پیشہ جفا جو خونخوار

پہلی انکھونمین لگاوٹ نہین یا میل نہین
اون تلون کو جو کرو غور کہین تیل نہین

۱۱
مجھکو آیا ہی اسیطرح کا اک سانحہ پیش
سچ ہے پیش آتا ہی آخر کو جو ہی کردۂ خویش
کیا بیان اوسکا کرون مین کہ جگر غمسی ہی ریش
قہر درویش تہیدست بجان درویش

کام بی سمجھی ہوی جو ہی برا ہوتا ہے
پھر جو ملیے کف افسوس تو کیا ہوتا ہی

۱۲
لو سنو شرح کہ معشوق ملا ایک حسین
جسکے سجدی کی لیی ترک فلک سر بزمین
ماہ پیکر بت خورشید لقا زہرہ جبین
حسن و خوبی مین جواب اوسکا زمانی مین نہین

حور کو آئنہ حسن سے حیرت ہو جاے
سایہ اوسکا جو پری دیکھے تو وحشت ہو جاے

۱۳
برق پر برق گرائی وہ شرارت اوسمین
نازکی وہ کہ سوا گل سی نزاکت اوسمین
گرمیان شعلی کی سیماب کی خصلت اوسمین
ماہ کنعان مین کہان ہی جو صباحت اوسمین

گردش چشم فسونساز غضب چکر دے
بوٹی بوٹی کی پھڑک جان کو بسمل کر دے

۱۴
کون ہی نذر جو کرتا نہین اوسکو دل و دین
اپنے مذہب کا کسی قوم کو اب پاس نہین
ساکن دیر و حرم کوچی مین اوسکی ہین مکین
بندۂ عشق مجازی ہین تمام اہل یقین

شیخ بہی وہ جو کہے تارک ایمان ہو جاے
برہمن ایک اشاری مین مسلمان ہو جاے

۱۵ دل کیا نذر کیا جسکو اشارا اوسنی
سیکڑون کو نگہ ناز سے مارا اوسنی
غم مین ڈوبا وہ کیا جس سے کنارا اوسنی
تیغ کی گھاٹ ہزارون کو اوتارا اوسنی
تیغ ہی ابرو پر خم تو مژہ تیر بھی ہے
قدر انداز بھی ہے صاحب شمشیر بھی ہے

۱۶ لب شیرین کا وہ عالم ہی کہ شیرین ہی فدا
شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا
لیلی زلف سی لیلی بھی ہی زنجیر بپا
سامنا میرا اسی حسن پر اچھا اچھا
شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت
آپ بھی آتی ہوئے واہ خدا کی قدرت

۱۷ بدر پیشانی کو دیکھے تو جھکی سر بسجود
خال ہندو کا ہوا گلشن عارض مین ورود
کہکشان کو ہی فقط مانگ کی نسبت سی نمود
سو نکلکر بو بڑہی سوسن کیطرح کیون نہ درود
تل سیہ روی کتابی پہ نمایان دیکھو ✤ ✤
طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن دیکھو

۱۸ ماہ نو ابرو پر خم کو جو دیکھے تو بجا
دیکھنے والون کو بھولی طلب آب و غذا
خلق مشتاق ہر اک شہر مین انگشت نما
پیاس کی ہی نہ اونہین گرسنگی کی پروا
دور گردون سی عجب رنگ جہان دیکھا ہی
روزہ دارون نی ہلال رمضان دیکھا ہے

۱۹ صف مژگان نہین مستونکی برابر ہی نشست
ذکر رندونکا تو کیا بلکہ ہین زہاد بھی مست
نرگس مست کی بٹتی ہین قدح دست بدست
جو خرابات جہان مین ہی وہ ہی بادہ پرست
مے مستی ہی یہ دو جام بھری رہتے ہین
طاقون مین کعبہ ابرو کی دہری رہتے ہین

۲۰ زلف کو شانہ جو کرتی ہین وہ کرتی ہین خطا
دیکھی لیلی اوسی مجنون کیطرح ہو سودا
خلقت آہو سی ہی وحشی یہ بھی آہو سی جدا
پردہ شب مین وہ اللہ سی مانگی یہ دعا

جوش سودا مین موافق مری تدبیر پڑے
یا آلہی مری گردن مین یہ زنجیر پڑے

۲۱ جیم ہی گوش تو ری موی مژہ نون ابرو
رنج پیدا جو ہوا انسی وہ پھیلا ہر سو
اور ایک لفظ کی ترکیب سناؤن دلجو
الف بینی و باے لب و لام گیسو

ضم ہون یہ حرف تو ترکیب بلا ہوتی ہے
یہ بلا کب سر عاشق سی جدا ہوتی ہے

۲۲ سینہ صاف ہی آئینہ کی صورت روشن
دانت موتی کی لڑی اسمین نہین جای سخن
وقت گفتار جو ہنستا ہی وہ غنچہ دہن
سینی مین ہوتی ہین دانتونکی گہر عکس فگن

واہ کیا حسن دکہاتا ہی گلے مین مالا
موتیون کا نظر آتا ہے گلے مین مالا

۲۳ مدحت موی کمر لکہہ نہین سکتا ہی قلم
بعض کہتی ہین ادی جادۂ اقلیم عدم
موشگافون سی جو پوچہو تو کہین کیا کی قسم
ابہی اس معنی باریک سی واقف نہین ہم

فہم معنی جنہین حاصل ہی وہ چپ رہتی ہین
کچہ نہین کچہ نہین کہتی ہین تو یہ کہتے ہین

۲۴ دیدۂ ناف مین ہے موی کمر تار نظر
یا کوئی ناف کو سمجھے گرہ موے کمر
یا شکم بحر لطافت ہی یہ اوسمین ہی بہنور
سب سے بہتر ہے یہ تشبیہ کرو غور اگر

آئینہ پیش نظر ہے شکم صاف نہین
عکس ہے چاہ زنخدان کا عیان ناف نہین

۲۵ گوری گوری وہ ہتیلی ہی کہ بلور کا جام
سرخی رنگ حنا اوسمین شراب گلفام
نقرۂ ظرف ہی یا جسمین کہ سونیکا ہی کام
یا نظر آتا ہی لبریز شفق ماہ تمام

صاف شنجرف کی تحریر یہ مکتوب مین ہے
رخ یوسف کی چمک دیدۂ یعقوب مین ہے

گرمی شوق کی رہتی ہی جو دل مین تیزی
خانمان سوزی اُس برق کی آفت خیزی
آتش رنگ حنا کی ہی شرر انگیزے
تشنۂ خون ہین یہانتک کہ دم خونریزی
خون عشاق کی لہرین جو نظر آتی ہین
مچھلیان دست حنائی کی تڑپ جاتی ہین ۵۲۷

ہاتھ ملواتی ہی اُوس ساعد سیمین کی صفا
پاؤنمین جلوہ دکھاتی ہی عجب رنگ حنا
ساق پا ہی پئ زاہد سبب لغزش پا
معجز حسن سی پائی ید بیضا کی صفا
نقش پا مین جو روش مہر ضیا بار کی ہے
صاف تلوونمین صفا حور کی رخسار کی ہے ۵۲۸

ایسی معشوق سی جسدم ہوئی صحبت حاصل
ہوئی یک جان و دو قالب جو ملی دونون دل
شمع عارض سی ہوئی گرم ہماری محفل
اوٹھہ گیا پردہ دوئی کا نرہا کوئی مخل
اوسکا شیدا مین ہوا اوسکو میرا دہیان بندہا
در مقصود کھلا عیش کا سامان بندہا ۵۲۹

بلبل مست دل اپنا گل خندان تہا وہ رخ
برج مہتاب تہی محفل مہ تابان تہا وہ رخ
ہم تہی پروانے اگر شمع شبستان تہا وہ رخ
مصر تہا کشور دل یوسف کنعان تہا وہ رخ
کیا کہین لذت ہم بزمی جانان کیا تہے
گرمی صحبت بلقیس و سلیمان کیا تہے ۵۳۰

اوجہل آنکھون سی نہ شکل آٹھہ پہر ہوتی تہی
نہ کبھی سیر نظاری سی نظر ہوتی تہی
دیکھتی دیکھتی ہر شام سحر ہوتی تہی
واہ کس لطف سی اوقات بسر ہوتی تہی
ساتھ بیدار ہوی ساتھ سبے آرام کیا
رخ و گیسو کا تماشا سحر و شام کیا ۵۳۱

شوق نظارہ یہ تہا گیسوے عنبر بو کا
ہجر پہلو کو گوارا نہوا پہلو کا
پردۂ چشم ہی موباف تہا گیسو کا
نیند آئی تو دیا تکیہ مری زانو کا

کب نہ پہلو مین جگہ اوسکی رہی دل کیطرح
ہاتھ گردن مین رہی روز حمائل کیطرح

۳۲
ہوا آوازۂ ہم بزمی دلبر جو بلند
تھی جو حاسد وہ جلی رشک سی مانند سپند
شر پہ باندھی کمر اعدائی ہوئی فکر گزند
تیزی نار عداوت ہوئی ہر وقت دوچند
گھر مین اوڑ اوڑ کے شراری لگی آنی کیا کیا
آتش افروز لگے آگ لگانے کیا کیا

۳۳
جمع عیار کیے دی طمع دولت و زر
دو در انداز ہوی مستعد فتنہ و شر
ایک عیار ہوا آ کے ہمارا نوکر
ایک عیار نے کی نوکری اوسکی جاکر
خدمتین کین جو بہت یار وہ عیار ہوئے
مرتبے پائے مصاحب ہوئی غمخوار ہوئے

۳۴
میری نوکر نے کیا مجھسے یہ اکروز بیان
کچھ خبر آپ کو ہی اوری جلسی ہین وہان
غیر غیر آتی ہین چھپ چھپ کے ہے بازار مکان
جھوٹ کہتا ہون تو ہو گنگ مرے منہ مین زبان
آپ واقف نہین عیارونکی عیاری سے
پاؤن رکھیے رہ الفت مین خبرداری سے

۳۵
چند اوباش مصاحب ہین کہ کرتی ہین وہ شر
کہین لیجاتی ہین وہ آپکو غافل پاکر
پشت ایوان پہ جو کھڑکی ہے وہ ہے راہ خطر
رخنے پڑتی ہین اوسی راہ سے لو جلد خبر
بند کھڑکی ہو کسیطرح تو اچھا ہو جاے
رخنہ انداز کٹین کیسے وہ تنہا ہو جاے

۳۶
مین نے اوس سے یہ کہا مجھکو یقین ہو کیونکر
دیکھون آنکھونسے تو تدبیر بھی ہو مد نظر
عرض کی اوسنے رہے نیر دولت انور
بات آسان ہی کرتا ہون مین بچست کمر
صاف کھل جائیگا چھپنے کا نہین حال حضور
خیرخواہی مری اور آپکا اقبال حضور

ایک ترکیب ہے لیکن عمل اوسپہ ہی ضرور   چوک مین لیجیے ایک کمرہ کرائے کو حضور
نور کا فرش ہے جی اوسمین بند ہین پردۂ نور   ہو وہ سب طرح سے آراستہ مثل ربع معمور

فارغ البال کبھی ہو کے ہر ایک کام سے آپ
رونق افزا ہون کبھی شب کو سر شام سے آپ ۵۳۶

ہین مصاحب جو وہان اونسے بھی کچھ ہی چاہ   دونگا اونکو طمع سیم و زر و دولت و جاہ
کچھ تردد نہین ملجائین گی وہ خواہ مخواہ   ہی جو مطلب نکل آئیگا وہ انشاء اللہ

ہین لگالاونگا وہ ہو کے سوار آئین گے
جتنے عقدے ہین وہ سب آپ پہ کھل جائین گے ۵۳۹

بدگمانی ہے بری مجکو بھی آیا یہ گمان   شاید ایسا ہی ہو کرتا ہی یہ جسطرح بیان
جلد لوگونکو دیا لو کوئی اچھا سا مکان   پردی اطلس کی بند ہین فرش مشجر ہو وہان

کرسیان میز بچھین آئینے چسپان ہو جائین
جھاڑ فانوس کنول رونق ایوان ہو جائین ۵۴۲

مختصر یہ کہ کیا اوسکی شرارت نے اثر   آزمائش ہوئی معشوق کی منظور نظر
حال ادہر کا تو یہ تہا طرفہ بدہا رنگ اودہر   وہ جو عیار وہان جاکی ہوا تہا نوکر

بہر زر الفت دیرینہ بہلائی اوسنی
مسجد اللہ ٹکے کی سے لیے ڈہائی اوسنی ۵۴۵

وقت پاکر یہ کہا اونسی کہ تم ہو غافل   دل دیا ہے جسے ہی اور کہین اوسکا دل
جسپہ مائل ہو وہ ہی اور کسی پر مائل   برج خورشید ہی اب اور قمر کی منزل

دلربا تم نہین اب اور کوئی دلبر ہے
گہر تمہارا نہین یہ اور کسیکا گہر ہے ۵۴۸

چوک مین ایک کرایہ کا لیا ہی کمرا   چھپکی جاتی ہین وہان ہوتی ہین جلسی کیا کیا
بیشتر رات کو آتا ہے کوئی ماہ لقا   تمسے بگڑی گی ضرور اسمین نہین فرق ذرا

شور بازار مین ہے نوبت شر پہونچی ہے
جھوٹ کہتا نہین تحقیق خبر پہونچی ہے ۴۳

جام و مینا و سبو پاس بھری رہتی ہین
جو نگہبان ہین وہی اوس پہ کھڑی رہتی ہین
ہار پھولون کی چنگیرونمین بھری رہتی ہین
ہین وفاکیش جو دو ایک کھڑی رہتی ہین

صبح آتے ہین تو حمام سے کیے آتے ہین
اوس سی چھلا بھی نشانی کا لیے آتی ہین ۴۴

کرتے ہین بیٹھہ کی احباب مین اکثر یہ کلام
ہے یہان صبح بنارس کی اودہ کی شام
اب تو اسباب تعیش کے مہیا ہین تمام
دو دو معشوق ہین کہتی ہین موافق ایام

ہی مہ و مہر کا آنکھون کو میسر جلوہ
گھر مین مہتاب کا خورشید کا باہر جلوہ ۴۵

دونون ہین ایک لطافت مین نزاکت مین مگر
اسکو بھی دیکھو تو کچھ اوس سی نہین ہی کمتر
ذائقہ اوسمین زیادہ ہی جو نورس ہی ثمر
ایک دونون ہین کرون فرق مین انمین کیونکر

تلخی ہجر ہے زائل مرے دونون سیٹھے
لذت زیست ہی حاصل مری دونون میٹھے ۴۶

سنکے اوسنے یہ کہا تجکو مری سر کی قسم
خود چلینگے کہ کڑی ہین نہین کچھ موم کی ہم
دی خبر تجکو فراہم ہو یہ جلسہ جسدم
پھیر کی بات نہین کون اوٹھائی یہ الم

فتنہ برپا ہو محل غیر محل دیر ہے کیا
آج ہی بگڑی بگڑنی ہی جو کل دیر ہے کیا ۴۷

آدمی بھیج کے دریافت کیا اوسنی جو حال
چوک مین ایک ہے کمرہ کہ وہ زیبا ہی کمال
اوسنی آکر یہ کہا آئینہ ہی صدق مقال
در پہ دربان ہین لیٹرا نہ ہین سب جاہ و جلال

پیر دی زرین جو ہین منہ نور کا برساتے ہین
لوگ کہتی ہین کہ وہ روز یہان آتے ہین

یہ خبر سنکے اوسی او حرارت آئے
گو بظاہر نہ کبھی بات کی نوبت آئی
وہان رکا دل تو یہان گرد کدورت آئی
دل یہ کہتا تھا کہ اب آئی آفت آئی
رنگ بدلا ہوا چھایا ہوا غم دونون طرف
ایک غم دونون طرف ایک الم دونون طرف
۴۹

مین یہ کہتا تھا الہی یہ قیامت کیا ہے
مجکو اندیشہ یہی وجہ کدورت کیا ہے
وہ یہ کہتا تھا کہ یہ قہر یہ آفت کیا ہے
دہیان اوسکو سبب ترک محبت کیا ہے
بی تکلف نہ کٹا دن نہ کٹی رات کوئے
نہ ادہر بات کوئی تھی نہ اودہر بات کوئے
۵۰

اوسکو چپ چپکی ہر اک گوشہ مین گریان ہونا
وسکو گردون کیطرف دیکھہ کی حیران ہونا
مجکو ہر بار سراسیمہ پریشان ہونا
مجکو افسوس سے انگشت بدندان ہونا
رنگ صحبت نہ رہا لطف ملاقات گیا
لگ گئی چپ مزہ حرف و حکایات گیا
۵۱

مین یہ کہتا تھا الہی یہ تماشا کیا ہے
ہی اوداسی در و دیوار پہ نقشا کیا ہی
دفعتہ پہر گئی قسمت مری ہونا کیا ہی
ہوش باقی نہین یارب مجھی سودا کیا ہے
خشک لب ہوگئی رخ زرد ہی کیا ہونا ہے
دلمین بیساختہ کچہ درد ہی کیا ہونا ہے
۵۲

اوسکو ہر وقت تصور کہ ہوئی مجھسے دغا
دشمنی کرنے لگی دوست زمانہ اولٹا
پیار کا چاہ کا الفت کا مزہ کچہ نہ رہا
لوگ سمجھیگا ہو سمجھکر کوئی کیا
پردہ پردی مین عداوت یہ محبت کیسی
منہ پہ کچہ دلمین کچہ اللہ یہ الفت کیسی
۵۳

آخر کار یہ صورت ہوئی رفتہ رفتہ
ہمکو سودا ہوا وحشت ہوئی رفتہ رفتہ
ظاہری ترک مروت ہوئی رفتہ رفتہ
اونکو صورت سی بہی نفرت ہوئی رفتہ رفتہ

منہ لپیٹی ہوئی ہم اپنا پڑے رہتے تھے
۵۵۴ وہ بھی پاس آتی نہ تھے دور کھڑی رہتے تھے

ایکدن اوس سے کہا ہمنی کہ ای رشک قمر
رقعہ آیا ہی بلایا ہی ہمین کی ہی خبر
آج تقریب ہے شادی کی کسی دوست کی گھر
بزم شادی مین ضرور اپنی ہی شرکت شب بھر

نیکلے نوشاہ دولہن کو جو روانا ہوگا +
۵۵۵ دن چڑہی بعد فراغ اپنا ہے آنا ہوگا

خیر تو منہ سے کہا پر او نہین آیا یہ خیال
جائین تو شام کو ہمکو بھی نہین تا بلال
ہو نہو آج اوسی کا ہی انہین شوق وصال
ہم بہی چلتی ہین کہ گھر مین ہمین ہنا ہی وبال

یا تو ہو غیر کا یا وہ بت خود سر اپنا
۵۵۶ آج جھگڑا ہی چکا لیتے ہین چل کر اپنا

شام جسوقت ہوئی ہمنی منگائی پوشاک
پہونچی اوس گھری مین جنت تھا جو زیر افلاک
ہوئی آمادہ چلی گھر سی مگر دل غمناک
ساتھ دو چار مصاحب ہے نہایت چالاک

گو کہ باتو مین بہت ہمکو وہ بہلاتی ستھے
۵۵۷ کیا کہین کیا دل مضطر کو خیال آتی ستھے

دو پہر رات گئی اونکی سواری آئے
بات اوسوقت یہ خاطر مین ہماری آئی
ہمکو پہونچی یہ خبر باد بہاری آئی
جسکا کھٹکا تھا اوسی بات کی باری آئی

گذر اس بام پہ ہوگا بت ہرجائی کا
۵۵۸ سامنا آج ہوا آفت بالائی کا

فکر انجام ہوئی جب یہ مری دلنی کہا
کار فرما ہو اگر عقل تو ہمدم ہے مزا
سادگی خوب نہین کام ہی عیاری کا
بات کیجی کوئی حکمت کی فلاطونی سوا

امتحان یار کا جس سے کسی عنوان ہو جای
جھوٹ سچ جو ہے وہ سب آج نمایان ہو جای

عبد الغنی

سوچتی سوچتی یہ بات نکالی آخر
میری ہمراہ مصاحب ہین کئی خوش ظاہر
مجکو لازم ہی کہ غائب ہون رہین یہ حاضر
دیکہون کیا قصد ہی کس راہ پہ ہی وہ کافر
امتحان چاہیی ہولی ہی جو آخر ہوگے
گفتگو انسی جو آئی گی وہ ظاہر ہوگے ٥٦٠

ایک مصاحب تہا مری ساتہ خوش اسلوب حسین
اوسکو وہان اپنی جگہ مینے کیا صدر نشین
الکدرہ ایک تہا اوسمین مین ہوا جاکی مکین
چہوڑی چلمن کہ نہ دیکہی وہ بت زہرہ جبین
باتین کانون سی سنون شک کوئی اصلا نرہے
فاش پردی سی ہو پردہ کوئی پردا نرہے ٥٦١

بیٹہی اوس گوشی مین لی مصلحۃ جای قرار
زیب مسند وہ ہوا اپنی دکہانی کو بہار
سر پہ رومال ہلانی لگی دو خدمتگار
دفعۃً مثل قمر سامنی آیا وہ نگار
پر سراسیمہ غضبناک مکدر آیا
منہ بنائے ہوئی بدلے ہوی تیور آیا ٥٦٢

زیب مسند جو کسی غیر کو دیکہا مری جا
تہا غضبناک زیادہ وہ غضبناک ہوا
اس مصاحب نے کہا غیر سے تشویش ہی کیا
گہر تمہارا ہی جو آئی سر اعزاز کیا
کسلیی اتنا او چاٹ آپکا ہی دل کیا ہے
بیٹہ بہی جاؤ کہڑی رہنی سی حاصل کیا ہے ٥٦٣

آئی کس کام کو کچہ کہیی تو آنی کا سبب
کچہ بیان کیجی تکلیف اوٹہانی کا سبب
اوتری اس گہر مین تو پہر تیوری چڑہانیکا سبب
وجہ آنی کی نہ کہلتی ہی نہ جانی کا سبب
دو گہڑی بیٹہو ہنسو بولو کوئی بات کرو
آدمی ہم بہی ہین ہمسی بہی ملاقات کرو ٥٦٤

سنکے یہ بات کہا غیر نے مطلب ہی کیا
جنکی مشتاق ہین اونکا نہین اس گہر مین پتا
یہ سنا تہا کہ ہی پاس اونکی کوئی ماہ لقا
داغ دیکہا دینی آئی تہی کہ ملجائی سزا

بدلی منظور نظر اوس سے تھے لینے ہمکو
یہان جو آئی تو پڑی لینی کے دینے ہمکو

۹۶۵
ایک تو کرسی کہا اپنی ذرا جا تو سہی　　ہمکو لایا ہی جو یہان اوسکو بلا لا تو سہی
کری تاکید کہ روپوش ہی کیون آ تو سہی　　جسکی آنی کو کہا تھا اوسی بتلا تو سہی
ہو اگر جھوٹ تو یہ مورد تعزیر کرون
کر کے کالا ترا منہ شہر مین تشہیر کرون

۹۶۶
وہ جو ڈرتا ہوا آیا تو یہ جھنجلا کے کہا　　کیون یہ کیا بات ہی کیا تونی کہا کیا نکلا
جسکا طالب ہون نہ وہ ہین نہ کسی غیر کی جا　　دوسرا کون ہی معشوق بتا جلد بتا
مہروش اور کہان وسکی کہین چھاؤن نہین
اسقدر جھوٹ کسی بات کا سر پانون نہین

۹۶۷
کانپ کر اوسنے کہا جھوٹ نہین جھوٹ نہین　　راست گو ہون بخدا جھوٹ نہین جھوٹ نہین
کچھ نہین میری خطا جھوٹ نہین جھوٹ نہین　　آپ دیکھین تو ذرا جھوٹ نہین جھوٹ نہین
وہی کمرہ ہی وہ جسمین کہ یہ طیاری ہے
رنگ بدلا ہی تو کچھ رنگ ہی عیاری ہے

۹۶۸
اور کچھ دہیان مین آتا نہین اسوقت مگر　　چلمن آتی ہی یہ چھوٹی ہوئی جس در مین نظر
ہو نہو اسمین مقرر ہی کوئی رشک قمر　　ہی یہی دہوکی کی ٹٹی کہ بظاہر ہی سپر
تیز ہون ناخن تدبیر تو عقدہ کھل جائے
چلمن اوٹھی تو یقین ہی ابھی پردہ کھل جای

۹۶۹
سنکے اس بات کو جلدی سی بڑہا مہ تمثال　　پھینکدی نوچکی چلمن کہ پریشان تھا کمال
در مین رکھا جو قدم کو تو ہوا آئینہ حال　　چار سو پہیل گئی روشنی شمع جمال
مجکو دیکھا تو کہا واہ یہ چورے ہمسے
بت بنے بیٹھے ہو اللہ یہ چوری ہمسے

چهپکی بیٹهے ہو جو مجهسے یہ خطر کسکا ہے
مجهسے ڈرتی نہین بتلاؤ یہ ڈر کبکا ہے
پاس اتنا تمہین منظور نظر کسکا ہے
صاحب خانہ ہی مہمان کون یہ گهر کسکا ہے
ہو جو شکوہ کہو کسدن کو اوٹهار کہا ہے
ہی یہ ظاہر کہ کہین اوسکو چهپار کہا ہے
٥٧١

بڑه چلی اب تو بہت دور ہو ماشاء اللہ
ہمسے عیار بنا آپکا کیا کہنا واہ
بزم شادی مین گئی آئی یہان کاٹکی راہ
ہمی جیلی مین تو کیا ہوگا محبت کا نباہ
سرد مہری کی بہی نقشی لگی جمنے اب تو
چور پکڑا ہی بڑی گهات سی ہمنے اب تو
٥٧٢

کہلکے یہ لال ہوا خشم سی مثل گل تر
باندہی بی جرم و خطا دست درازی پہ کمر
کچہ نہ سوجها اوسی کچہ غیظ مین آیا نہ نظر
پیرزی کپڑو نکلی کیی جامی سی ہوکر باہر
خار کیا کیا نہ دیے گوشۂ داماں کہینچا
ڈال کر ہاته گریبان مین گریبان کہینچا
٥٧٣

عرض کی مین نے کہ تا چند جفا سمجہو تو
بات کچہ اور ہی ہے ہمین ہی کیا سمجہو تو
تیچی کرنا یہ ستم پہلی ذرا سمجہو تو
ناسمجہ ایسے نہین نام خدا سمجہو تو
متوجہ اگر انصاف پہ کچہ دل ہو جائے
بی تکلف ابہی ظاہر حق و باطل ہو جائے
٥٧٤

نہ مرا جرم ہی ہمین نہ تمہارا ہے قصور
کچہ کا کچہ مجهسے کہا تمسے کیا کچہ مذکور
فتنہ انگیزی اعدا سی پڑا ہی یہ فتور
آزمایش ہوئی ہاں دونون طرف سی منظور
دونون جانب پہ خبر کذب برابر گذرے
آج جو آپ پہ گذری وہی مجهپر گذرے
٥٧٥

کیا کہا تمسی تم آئی جو یہان ہو کی خفا
کہ او نہین پاس نہین وہ رہی آنکهون سی حیا
یون ہی تہا ایک ادا انداز کی مجهسی ہی کہا
نکہت گل کیطرح جاتی ہین جهکر برجا

سیر اغیار کی باغون سے کیا کرتے ہین
روز ترطیب دماغون کی کیا کرتے ہین

چوک مین لو کوئی گرہ تو نکل جائی یہ بل
چوک کر غیر کے کہنی پہ کیا ہے عمل
پانون کی بدلی اونہین لاؤنگا مین کی بل
گذر اس غیر محلہ مین ہوا غیر محل

آگئے سے کہنے مین تہی زیست جو بہاری ہمکو
آزمائش ہوئی منظور تمہاری ہمکو

تم جو آئی تو کیا گوشۂ عزلت مین قیام
تا کہلی راز سنین آپکی تقریر تمام
اک مصاحب کو کیا صدر نشین اپنی مقام
شکر للہ کہ اب کچہ نہ رہا ہمکو کلام

فرق پایا نہ محبت مین ذرا صاف ہوئے
جو کہا تہنے وہ کانون سی سنا صاف ہوئے

تمکو بہی چاہیے اسوقت صفائی ہمسے
نہین ہونی کی کبہی کوئی برائی ہمسے
مفسدون سی ہو جدائی کہ جدائی ہمسے
نہ پہرین تمسی پہری ساری خدائی ہمسی

کام تمسی ہے کسی سی ہمین کچہ کام نہین
ڈہونڈہ لو سارا مکان غیر کا یہان نام نہین

ہم تو قائل ہوئی تم صاف ہو ہمین نہین شک
آزماؤ ذرا الفت کو یہ گمرہ ہے محک
تم بہی اب دور کرو دل مین جو رکہتی ہو کہٹک
غیر کا دہیان نہین لین ہماری ابتک

ہم ہین یکرنگ دورنگی کا یہان طور نہین
آپ ہی آپ ہین گہر مین کوئی اور نہین

فیصلا ہی بہت آسان نہین کچہ دشوار
ایک ساتہ آپکی ہی ایک مرا خدمتگار
درمیان آج جو ہین باعث شر دو اشرار
دونون اسدم ہون طلب تا نرہی دلمین غبار

ڈر سکے جو کچہ ہے حقیقت وہ عیان کر دینگی
ہو گی تہدید تو حق حق وہ بیان کر دینگے

۵۱ راست تھی راست پسند آگئی اونکو بھی یہ بات
کانپتی آئی مگر منہ سی یہ نکلا ہیہات
سامنی اونکی بلائی گئی دونون بدذات
سمجھے بی راست کہی اب نہین ممکن ہی نجات
جوڑ کر ہاتہ گری پاؤن پہ ڈر کر دونون
ایک سا حال لگی کہنے برابر دونون ۵۲

عرض کی سچ ہی کہ اعدا نی طمع دلوائی
حق یہ ہے دونون طرف جھوٹ خبر پہونچائے
طمع زر سی طبیعت مین خیانت آئے
بدی انجام بدی کا یہ ہوئی رسوائے
شرم سی آنکھین جھکی پڑتی ہین گردن کیطرح
ٹپین ہین بازوون پر دیکھی جوشن کیطرح ۵۳

کھولکر ٹپین جو پڑھوائین تو تہارست سخن
جب یہ احوال کھلا کچہ نہ رہا نیچ و محن
نام ظاہر ہوئی رسوا ہوئی ساری دشمن
مہربان ہو گئی کہا دور ہوا سارا ظن
حق بڑی چیز ہے بھڑکانی سی کیا ہوتا ہے
بگڑی بن جاتی ہین جب فضل خدا ہوتا ہے ۵۴

سچ یہ ہی صاف ہو تم میرا گمان تہا باطل
ہین بہی مجبور ہون آخر یہ ہی انسان کا دل
پرزی کپڑونکی لی کیون مین ہوا سخت خجل
گرد آلودہ ہو پر کیا رخ ماہ کامل
غیر اول کوئی معشوق نہ ثابت ٹھہرا
دودہ کا دودہ ہوا پانی کا پانی ٹھہرا ۵۵

عفو تقصیر کرو جانی دو بدلو پوشاک
کیا ہوا صفہ مین دریدہ دہنونکی اب خاک
دشمنون کی ہی عبث جان آل حق ہین ہلاک
وہی اخلاص ہی پیار وہی پہر ہی تپاک
گر دیکھی تو اسیوقت سے نئے سر سی پہرون
اب پہرون تمسی تو اللہ و بیسر پہرون ۵۶

ہاتہ گردن مین مری ڈال کی کرنی لگی پیار
بدلی پوشاک ہوا مین طرف خانہ سوار
ہم بغل مین تہی ہوا دور ہوا دل کا غبار
وہ بہی ہمراہ مری آگئی بہت باغ و بہار

بخت یاور ہوئی اقبال کی تائید ہوئی
بجلکو نوروز ہوا اونکو شب عید ہوئی

۵۸۷
رتجگی کی لیی سامان منگائے کیا کیا کونڈی شیرینی کی بازار سی آئی کیا کیا
صدق نیت سی فقیر اوسنی کہلائی کیا کیا گل شہیدونکی مزارونپہ چڑہائی کیا کیا
روشنی اوسنی بڑی خانۂ اللہ مین کے
حاضری حضرت عباس کی درگاہ مین کے

۵۸۸
کی دعا خالق اکبر سی کہ اہی رب عباد دوست جتنی ہین وہ سب شاد ہون دشمن ناشاد
سو مرادونکی یہی ایک مری دلکی مراد جسکا عاشق ہون وہ عاشق ہوی پیار زیاد
عمر بہر وصل کا حاصل ہو زمانا مجھکو
شکل فرقت کی الٰہی نہ دکہانا مجھکو

۵۸۹
قطع کر سلسلہ نظم امیر اب خاموش سامعون نی یہ در نظم کیی گوہر گوش
گرچہ باقی ابہی دریائی طبیعت کا ہی جوش سننی والی ہین یہ سرمست کہ باقی نہین ہوش
پہر کبہی جوش طبیعت کا دکہاؤنگا نہین
ہوش آئیگا تو افسانہ سناؤنگا نہین

تمام شد

واسوخت دوم

باسم تاریخی

شکایت بخش

۱۲۹۶ھ

۱ دہوم ہی خسرو اقلیم جنون آتا ہے
خلل انداز صف صبر و سکون آتا ہی
فوج غم ساتہ ہی آمادہ خون آتا ہے
صاحب لشکر نیرنگ و فسون آتا ہے
قابل دید تماشا حشم و جاہ کا ہے
داخلہ تختگہ دل مین شہنشاہ کا ہے

۲ وہ فلک قدر شہنشاہ زمن کون کہ عشق
رستم معرکۂ رنج و محن کون کہ عشق
تیغ زن تیر فگن قلعہ شکن کون کہ عشق
مالک ملک دل و جان و بدن کون کہ عشق
گرد مین ہے روش باد بہاری دیکھو
حضرت عشق کی آتی ہے سواری دیکھو

۳ لو وہ آتا ہی جو ہی موجد نیرنگ و فسون
جسکی آگی سر تسلیم دو عالم ہے نگون
تشنہ کام محبت کا جو ہی تشنۂ خون
سر جہکای ہی قدمبوس کو جسکے گردون
جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے
سر جلاد فلک کو بہی قلم کرتا ہے

اوسکی مد ہی جسی کہتی ہین قتال جہان
اوسکی آمد ہی جو مشہور ہی چنگیز زمان
اوسکی آمد ہی جو کرتا ہی گل عیش خزان
اوسکی آمد ہی جو ہی سر شکن تاب و توان
تیغ کہینچی ہوی سرگرم عتاب آتا ہے
ملک الموت بہی ہمراہ رکاب آتا ہے

کیا جلوس اوسکی سواری کا دکہاتا ہی بہار
فیل آفت کی جلو مین ہین ستم کی رہوار
آگی آگی علم نالۂ خورشید شمار
زرفشان اوسکا پہریرا کہ دہوان آتشبار
دل جو ٹوٹی ہین نقیب آہ کی للکاری ہین
آبلی سینۂ عشاق کی نقارے ہین

حسرتین کشتہ ہین جسکی وہ ستمگر ہی یہی
پہلوان جسنے پچہاڑی وہ دلاور ہی یہی
ڈوبتی جسنے نکالی وہ شناور ہی یہی
کشتیان جسنے ڈبوئین وہ سمندر ہی یہی
خضر کا غرق ہی یہان آج نہین کل بیڑا
نوح لائین جو سفینہ نہ لگے تہل بیڑا

کہو آراستہ بازار محبت ہو جائی
چہلین آنکہونکی دکانین نئی صورت ہو جائی
وحشت آباد غم و درد کی زینت ہو جائی
خانۂ خانہ خرابی کی مرمت ہو جائی
صاف ہو دلکا مکان جشن کی تیاری ہو
کہری کہری ہین گل داغ کی گلکاری ہو

چشم تر اشک کا چہڑکاؤ لگای سر راہ
صرف جاروب کشی زلف سی ہو بخت سیاہ
غم و اندوہ کی استادہ دو رستہ ہو سپاہ
ڈور کر لای خبر جلد کہو پیک نگاہ
ہے ابہی دور کہ پہونچی ہی سواری نزدیک
کسقدر باغ سی ہی باد بہاری نزدیک

چاہیے آئی ہی یہ جشن کا سامان ہو جائی
جسکو جمشید بہی دیکہی تو پشیمان ہو جائی
دل صد چاک کا آراستہ ایوان ہو جائی
فرش زخم تن مجروح کا دامان ہو جائی

پنجشاخی جو کنارونپہ گڑہین نالون سے
جہاڑ فانوس کنول بزم مین ہو جہالون کے

۱۰
دو یہ پریون کو صدا قاف سی اوڑ کر آئین
ساتھ دیوانونکو سازندون کی بدلی لائین
ہچکیان لینی لگین سب وہ ترانی گائین
رقص پر آئین تو انداز نئے دکہلائین
پہڑکی ہر عضو بدن طائر بسمل کیطرح
کاٹتے راہ چلین خنجر قاتل کیطرح

۱۱
تہنیت کی یہ ہر ایک ساز سی نکلے آواز
تم سلامت رہو تابع ہون عراق و حجاز
وہ بہی قائم رہین شہزادی جو ہین زوگداز
حسن جو آپکی معشوقہ ہی عمر اوسکی دراز
آپکو وصلت جانانہ مبارک شاہا
خلق کو مرگ جوانانہ مبارک شاہا

۱۲
می کشی کا جو خیال آئی تو می خون جگر
دور پیمانہ دکہائی کوئی بہر جای جو سر
جام وہ جنکو کہین غیرت خورشید و قمر
ساغر جم کیطرح آئینہ عالم کی خبر
وسعت ظرف سی در وا کہین امید کی ہون
چرخ کا خم ہو پیالی مہ و خورشید کی ہون

۱۳
جوش مستی مین جو ہو فیض رسان طبع غیور
منہ خزانہ کا کہلی نور کرم کا ہو ظہور
پائین انعام ہوا خواہ ہون نزدیک کہ دور
بہرہ ور ہون در مقصود سی خدام ضرور
داغ حسرت عوض درہم و دینار ملین
ڈہیر یون آنسوؤنکی گوہر شہوار ملین

۱۴
جامہ زیبونکو ملین خلعت عریانی تن
اطلس گرد ہو کمخاب کی جا زیب بدن
زخم پر زخم دوشالہ ہو برائے گردن
سلک گوکا دُر تحسین سی بہرجای دہن
داغ کی سبکو سپر آہ کی شمشیر ملے
وحشت آباد جنون خیز مین جاگیر ملے

۱۵ تار زر جھونکی بنین باغ طرب ہو شاداب
تیغ کی مالی ہون تقسیم کہلے فیض کا باب
خاص لوگونکی بڑہین رتبی عنایت ہو خطاب
ہون خطاب ایسی کہ جو ایک کا ہو ایک جواب
میرزا یاس مخاطب بہ جلیس الدولہ
میر حرمان ہون مخاطب بہ انیس الدولہ

۱۶ ہو چکی جشن تو خاصی کا بہی پہر ہو سامان
ہان چنی جائین وہ خاصی جو ہون نایاب جہان
میز پر ظرف ہون انجم کیطرح نور فشان
لائین حورونسی کہو مائدہ باغ جنان
چرخ کی خوان سی بہی نعمت الوان آئے
نان خورشید پنیر مہ تابان آئے

۱۷ مرغ جان آتش حسرتی ہو جل بہنکی کباب
تشلجم آبلۂ دل من و سلوی کا جواب
خشک مغزی کا وہ خشکہ نہ رہی دیکہنکی تاب
لخت دل خون جگر کی ہو نہاری نایاب
تافتانونکی جگہہ داغ زبون حالون کے
کوفتی لخت جگر خوانچی تبخالون کے

۱۸ آش خون وہ کہ نہو سیر کسیکی نیت
سیر چشمونکو ملے لقمۂ غم کی لذت
زخم پہ چہرے کے نمکب جو نمکین ہو نعمت
لب نان وہ کہ لب تیغ کی ہو جسمین صفت
کار حلوا اثر زہر ہلاہل ہو یہان
شوربا آب دم خنجر قاتل ہو یہان

۱۹ بعد خاصی کی لگی جہنی وہ آتشبازی
لگ اُٹہی آگ کری چرخ بہی برق اندازی
ہو تماشا کہین فیلونکی وغا پردازی
جلکی طاؤس کرین چار طرف طنازی
چرخی نالی کی لگے گنبد دولابی سے
رات ہو روز رخ زرد کی مہتابی سے

۲۰ قلعی کاغذکی جہان نصب ہین آتشبار
آگ لگی کرۂ ارض کو دم میں حصار
صفت سرو چراغان ہون شرربار انار
جیسی پرواز کرین نالۂ عاشق کی شرار

چمکین چھالونکی بتاسی کہین اختر کیطرح
چادر اشک لگی چھوٹنے چادر کیطرح

۵۲۱
ہوئی القصہ جو دعوت سی فراغت حاصل   ساری اسباب ضیافت سی فراغت حاصل
شرط مہمانی و خدمت سی فراغت حاصل   عطر سی پان سی شربت سی فراغت حاصل

عیش و عشرت کا نظر سب سر و سامان آیا
بعد دعوت کی دم رخصت مہمان آیا

۵۲۲
کشتیان پیش جواہر کی ہوئین بوقلمون   جن پہ قربان کری گوہر انجم گردون
سرخ یاقوت ہزارون صفت قطرۂ خون   چہرۂ زرد کی پکھراج بھی گنتی سے فزون

لخت دل لعل تھی نیلم تھی کہ تبخالی تھے
تار اشکونکی نہ تھی موتیون کی مالی تھے

۵۲۳
خسرو عشق کو آیا دم رخصت یہ خیال   دل کی تسلیم حقیقت مین ہی زیر کمال
معتدل آب و ہوا جس سے طبیعت ہی نہال   چھوڑیے کیون اسی دولت سی یہ مالا مال

قطعی قطعی مین طرب خیزی گلشن ہی یہان
گوشی گوشی مین زر داغ کا مخزن ہی یہان

۵۲۴
صبر نامی ہی جو بس کشور آباد کا شاہ   کیجیی قید کسیطرح اوسی رکھکی گناہ
اوسکو پوشیدہ خبر اسکی جو پہونچی ناگاہ   نہ تھمی پاؤن کہا دلمین کہ انا للہ

رعب غالب یہ ہوا ڈر کے وطن چھوڑ دیا
خوف صیاد سی طائر نی چمن چھوڑ دیا +

۵۲۵
کشور دلمین جہاندار ہوا خسرو عشق   مالک دولت بیدار ہوا خسرو عشق
رونق افزا سر دربار ہوا خسرو عشق   تاج کا تخت کا مختار ہوا خسرو عشق

نام خطبی مین کیا شاہ نے اپنا جاری
کشور دلمین ہوا داغ کا سکا جاری

٥٢٦ ظلم و بیداد پہ جب نیت شاہی آئی
لٹ گیا ملک رعایا پہ تباہی آئی
آخر اندھیر ہوا یہ کہ بلا سے آئے
خون سے سرخی ہوئی موقوف سیاہی آئی

داغ وحشت کی نظر جلوہ گری آنے لگی
پاس دیوانی کی خلوت مین پری آنے لگی

٥٢٧ مائل دید ہوئی دیدۂ دیدار طلب
دل تماشائی سراپردۂ اسرار طلب
لب ہوے ذائقۂ بوسۂ رخسار طلب
مرغ جان کشمکش طرۂ طرار طلب

دفعتہً سر مین بھری ساری زمانی کی ہوا
دشت وحشت مین ہوئی خاک اڑانی کی ہوا

٥٢٨ خواہش جلوۂ معشوق ہوئی پہلو کو
حسرت زانوی محبوب ہوئی زانو کو
دہیان آیا دل سودا زدہ گیسو کو
سونگہیے چلکی کسی کاکل عنبر بو کو

عمر بی صحبت محبوب کٹے خوب نہین
زیست کا لطف بجز صحبت محبوب نہین

٥٢٩ ہم بھی جانی لگے جلسی تھی جہان یارونکی
تذکری ہونی لگی روز طرحدارون کی
شہری اونکی جو سنی آئنہ رخسارونکے
دلسی پیرو ہوئی یوسف کی خریدارونکی

کیسی جلسی ہین ادہر اور ادہر کی باتین
تھین فقط زلف و رخ و چشم و کمر کی باتین

٥٣٠ ایک صاحب تھے جو تصویر کے فن مین استاد
اونکو مانی کہی اس فن مین کہ کوئی بہزاد
لائی اک روز مرقع کہ جسے نقش مراد
اوسمین تصویرین حسینون کی تہین حد سے زیاد

وہ شبیہین جو برنگ مہ تابان نکلین
حورین جنت سی پریخانہ سے پریان نکلین

٥٣١ ایک سی ایک مرقع مین تہی بہتر تصویر
کوئی خورشید کوئی ماہ منور تصویر
باعث غیرت احباب ہوئی ہر تصویر
جلوہ افروز عجب ایک ہوئی ہر تصویر

دیکھکر جسکو اوڑا رنگ ہوا ہوش ہوئی
دلمین جو نقش جمی تھی وہ فراموش ہوئی

۳۲
وقت نظارہ عجب رنگ تحیر چھایا
جوش الفت نے عجب رنگ جنون چمکایا
بزم احباب کو حیرت کا مرقع پایا
کیا کہون دلسی وہ نقشہ مجھی کیسا بھایا

خلش غم نے رگ جان مین ڈبوئی نشتر
واہ ری نوک پلک دلمین چبھوئی نشتر

۳۳
آگئی ایسی طبیعت کہ کہا گھبرا کر
جس چمن کا ہی یہ گل ہی وہ چمن زار کدہر
کسکی تصویر ہی یہ کون ہی یہ رشک قمر
واہ کس برج سعادت سی یہ چمکا اختر

اس شباہت کی کہان ماہ جبین ہوتی ہین
قدرت اللہ کی ایسے بھی حسین ہوتی ہین

۳۴
اوس مصور کی کہا حال کرون کیا تھا
وہان تجارت کو گیا مین تو ہوا اس سی دوچار
حسن آباد ہی اک ملک حسینونکا دیار
مٹ گئی حوصلۂ ضبط کی سب نقش و نگار

سوز الفت سبب گرمی بازار ہوا
نقد جان بیچکی اسکا مین خریدار ہوا

۳۵
حکم تمہارے نے پائی کوئی یہان سودائی
کھو کے سب مال تجارت یہی دولت پائی
لیچلون کھینچکے تصویر یہ دلمین آئے
شکل نیرنگ مقدر کی نئی دکھلائی

آج تک ہجر مین فریاد کیا کرتا ہون
شدت غم مین اسی دیکھہ لیا کرتا ہون

۳۶
سنکے یہ حال مصور سی ہوا شوق کمال
دلسی کہتا تھا کہان اپنی نصیبون مین وصال
گھر مین آیا تو پڑا بستر غم پر مین نڈھال
قاصد وہم کا جانا ہی وہان امر محال

کیسی وصلت کوئی ملنی کا سہارا ہی نہین
وہان لڑی آنکھ جہان اپنا گذارا ہی نہین

حال تغییر ہوا غم سی یہ ہوتے ہوتے دونون رخسار مری گہل گئی روتی روتے
جان آخر غم محبوب مین کہوتی کہوتے بخت خوابیدہ مرے جاگ اوٹہی سوتی سوتے
کی جو اللہ نے تائید عجب بات ہوئے
ایک درویش سی رستی مین ملاقات ہوئی

۵۳۸
قرب حق کہتی ہین جسکو وہ نہین حاصل وہ مقام ماسوی اللہ سی نفرت او نہین اللہ سی کام
مست ذرات می شوقسی پی شیشہ و جام آئینہ پیش نظر غیب کا احوال تمام
دیکہکر مجکو وہ سب حال مرا جان گئے
مر رہا ہے کسی عیسی پہ یہ پہچان گئے

۵۳۹
اکبار جو عنایت کی ہوئی مجھ پہ نظر دی دعا مجکو کچہ ایسی کہ کہلا باب اثر
اللہ کی تعویذ بہی اک باندہ دیا بازو پر ہنسکے فرمایا کہ جا تیری شب غم ہی سحر
کٹ گئی ساری تیری رنج و تعب پر نہین
صحبت ذرہ و خورشید مین اب دیر نہین

۵۴۰
جب وہ تونگاہ ہو نسی مین گہر مین آیا دلکو کچہ مین نے تو کچہ دل نے مجہی سمجہایا
شام جب ہونے لگی اور بہی جی گہبرایا فرش کوٹہی پہ سر شام مگر بچہوایا
خواب راحت سی نہ آنکہونکو سروکار رہا
صبح تک منتظر طالع بیدار رہا

۵۴۱
جب ہوی صبح کی آثار چلی سرد ہوا بوئی محبوب کا کچہ ملنی لگا دلکو پتا
دور سی صبح سعادت کی نظر آئی ضیا تہنیت کی لیی موجود ہوا پیک صبا
مغز جان تازہ ہوا نکہت جانان آئے
نوبت صحبت بلقیس و سلیمان آئے

۵۴۲
روشنی دور ہوا پر نظر آئی مجہکو شکل تائید مقدر نظر آئی مجہکو
شمع دولت جو منور نظر آئی مجہکو جان تک جامی سی باہر نظر آئی مجہکو

روشنی دور سی جتنی وہ قریب آتی تھی
جان ہوتی تھی ہوا بوی حبیب آتی تھی

۵۴۳ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک تخت ہوا سی اوترا
سبز غم تھا جو چڑھا فضل خدا سی اوترا
چمکی تقدیر قمر اوج سما سے اوترا
ناز سی غمزی سی عشوی سے ادا سی اوترا

ہو کے مضطر جو میں آمادۂ تکریم اوٹھا
درد دل مجھسے بھی پہلی پی تعظیم اوٹھا

۵۴۴ مہر اقبال نمودار ہوا وقت سحر
جھلملانی لگی تنویر سی جسکی اختر
مطلع نور ازل صبح جبین سر تا سر
واہ ری لمعۂ رخسار کہ ٹھہری نہ نظر

جلوہ افروز جو وہ چہرۂ پر نور ہوا +
نور سے بام تجلی کدۂ طور ہوا +

۵۴۵ تھی مصور کی جو مجکو وہ دکھائی تصویر
سر سی پا تک وہ بعینہ نظر آئی تصویر
بول اوٹھا دل جو نہایت مجھے بھائی تصویر
اپنی ہاتھوں سی خدا نی ہی بنائی تصویر

بخت بیدار ہیں طالع کی مددگاری ہے
یا الٰہی یہ کوئی خواب کہ بیداری ہے

۵۴۶ ملک آیا ہی کہ اوتری ہی فلک سی کوئی حور
یا پری قاف سی آئی ہے مری آنکھوں کی حضور
بیستون پر یہ ہوا جلوۂ شیرین کا ظہور
دیکھنا قیس کا لیلی کو ہوا یا منظور

زہرہ آئی کہ قمر برج قمر سے نکلا
دوسرا مہر جہانتاب کدھر سے نکلا

۵۴۷ ورق مہر جہانتاب کہ پر نور جبین
لمعۂ شمع تجلی کدۂ طور جبین
غیرت آئینہ و تختۂ بلور جبین
حسن جنت کا چمن چشمۂ کافور جبین

نور یوسف نی اسی ماہ جبین سے پایا
شہرہ پایا تو صباحت نی جبین سے پایا

ورق نور وہ رخ صفحہ تنویر وہ رخ
حیرتی جسکی مہ و مہر وہ تصویر وہ رخ
اختر بخت وہ رخ کوکب تقدیر وہ رخ
قتل عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رخ
دیکھیں خوبان پری چہرہ تو دیوانے ہون
ماہ و خورشید بھی اس شمع کی پروانے ہون ۴۹

پیش گردن پی تسلیم جھکی گردن حور
دست صانع نی بنایا ہی عجب دستۂ نور
کبھی اسطرح کی شفاف نہین شاخ بلور
محفل حسن مین ہی شمع تجلی کا ظہور
سرکشی سامنی اوسکی جو کرے دور کھنچے
شمع سولی پر ابھی صورت منصور کھنچے ۵۰

عضو سی عضو یہ کہتا ہی کہ یکتا ہو ہمین
ہی ہتیلی کا اشارہ ید بیضا ہون ہمین
بند سی بند کا ہی قول کہ زیبا ہو ہمین
لب سی لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہو ہمین
رمز انکھون سے کہو نرگس شہلا ہمکو
قول زلفون کا کہو سب سے دوبالا ہمکو ۵۱

بدر رخسار تو وہ ابروی خمدار ہلال
مہر سی بڑہ کی درخشندہ خورشید جمال
چمک انجم کی دکہاتا تہا رخ صاف پہ خال
کہکشان کبھی اگر مانگ کو ہی ٹہیک مثال
ایسی جبدم فلک حسن کی زیبائی ہو
چمکے تقدیر منجم جو تماشائی ہو ۵۲

جلوہ آرا جو گلستان مین قد موزون ہو
شاخ گل پر جو پڑی عکس نیا مضمون ہو
بید مجنون کیطرح سرو چمن مجنون ہو
قد مین طوبی جنت سی کہین افزون ہو
سرو کی شاخ سے زینت کا عیان گل ہو جاے
مرغ سدرہ کبھی قمری کبھی بلبل ہو جاے ۵۳

باغ خوبی مین ہی کتنا قد رعنا موزون
مصرع سرو کو سمجھین شعرا کیا موزون
جسکی تعریف مین ہی نثر سراپا موزون
تو لیی عقل کی میزان مین تو ہی ناموزون

واسوخت ناظم از ناظم محمد یوسف علی

22133

ہی جو انسان ہی اوسی یہ قد آزاد پسند
جانور فاختہ ہی اس سی ہی شمشاد پسند

چشم بیمار ہی لیکن یہ تعجب کی ہے جا
کیون نہ ہم پنجۂ مژگان کو کہین دست شفا
اسکا نظارہ ہی درد دل عاشق کی دوا
ہو اشارات مین صحت جو مریضون کو عطا
مرض غم نہین رہتا کسی سودائے کا
کام بیمار سی ہوتا ہے مسیحائے کا

آنکھ مین سرمہ کی تحریر جو آتی ہے نظر
نگہ ناز مگر صفت تیر دو سر
سبکے ہاتہ مین گویا کہ کھنچا ہی خنجر
موی مژگان نہین گویا اونہین تیرونکی ہین پر
خون ہوی لعل جو خندان لب شیرنگ ہوئے
دانت شمشیر تبسم کے لیے سنگ ہوئے

وصف پہلو مین نظر آتی ہین پہلو کیسے
جام صہبای صفا کاسۂ زانو کیسے
صاف ہین گول ہین وہ ساعد و بازو کیسے
دو مین پیمانی می حسن سی مملو کیسے
سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے
جسمین عکس رخ قدرت ہی وہ آئینہ ہے

شرم سی کچھ نہین حاجت کہ چھپای وہ کمر
غیر ممکن ہی کبھی جلوہ دکہای وہ کمر
جوہر فرد ہی کیونکر کوئی پای وہ کمر
غیب بینونکو بھی شاید نظر آئی وہ کمر
جو نہو ہست پتا اوسکا کہان ملتا ہے
کسکو آفاق مین عنقا کا نشان ملتا ہے

ناف کو سب گرہ موی کمر کہتے ہین
چشم عنقا بھی اوسی اہل نظر کہتے ہین
ہم اوسی حسن کی دریا کا بہنور کہتی ہین
جھوٹ سب سچ ہی وہی ہم جو خبر کہتی ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہے
پرتو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہے

۳۱ ۹ ۱۹۱۸
۱۶ ط

پاؤن وہ پاؤن کہ جنکی ہی جگہہ دیدۂ حور
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہی نور
آنکھین پریان بھی ملین پائین اگر قرب حضور
چشم بد انجم افلاک کی اس سی رہی دور
وقت رفتار ہی چال کیا کرتے ہین
فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

۵۶۰ الغرض خوب جو ہر طرح سی پایا اوسکو
فرش کین آنکھین سر صدر بٹھایا اوسکو
خلوت خاص مین دل دوڑ کی لایا اوسکو
ہوگیا رام جو باتون مین لگایا اوسکو
دونون جانب سی ہوئین طالب دیدار آنکھین
نیچی نظرین نہ رہین ہونی لگین چار آنکھین

۵۶۱ دل ملا آنکھین لڑین بات کی لذت اوٹھی
رفتہ رفتہ یہ مدارات کی لذت اوٹھی
دیر تک حرف و حکایات کی لذت اوٹھی
ہمنشینی سی ملاقات کی لذت اوٹھی
شانۂ زلف بنا پنجۂ مژگان میرا
دست شوق اوسکا ہوا طوق گریبان میرا

۵۶۲ اوس گل تازہ سی مین مجھسی وہ گلرو لپٹا
عشق پیچی کیطرح پا کی جو قابو لپٹا
مین گلی سی مری ساعد سی وہ بازو لپٹا
ہار بنکر مری گردن سی وہ گیسو لپٹا
منہ سے منہ ملنی لگا سینہ سی سینہ کیا کیا
عطر ملنی لگا کپڑونمین پسینہ کیا کیا

۵۶۳ لب پر آہستہ یہ آواز کہ بس او کافر
شرم سی نیچی نگاہین مگر آنکھین ساحر
گرہ ابرو سی عیان چین جبین سی ظاہر
ہوس دل سی کہا ناز نے حاضر حاضر
کچھ نہ پوچھو اوسی جوشش سرمست کیا
نشۂ شوق نے دونونکو سیہ مست کیا

۵۶۴ کم تھی اوسکی جوانی سی جوانی میری
اوسطرف اوسکی ادھر سحر بیانی میری
وہ جو افسانہ تو مشہور کہانی میری
جو کہا اوسنے زبان سے وہ زبانی میری

اوسکے سینہ نی اودہر اوسکو اوبہار اگیا
جال مجہپر مری بیتابی نے مار اگیا ۵۶۵

سسکی بہرنی کی صدا ہوش ربا ہونے لگی
آمد و رفت جو لذت کی سوا ہونی لگی
طبع کو خرمی دخل بجا ہونے لگی
سنہ کہلا شیشہ کا قلقل کی صدا ہونے لگی

ماہ نے پرتو خورشید سی اختر پائے
فیض نیسان سی صدف نی گہر تر پائے ۵۶۶

می وصلت کے چلی بسکہ پیالی ساغر
گوش ساغر مین کہا شیشہ نی جو جہک جہک کر
دین و دنیا کی نہ باقی رہی دونونکو خبر
روح غش کر گئی سنکر اوسی لتدری اثر

کونسا جوش تہا جو بادۂ سرجوش نہ تہا
اوسطرف اوسکو ادہر مجکو ذرا ہوش نہ تہا ۵۶۷

اوسکو اور مجکو خبر کچہ نہ زبانی کی رہے
روز ترکیب محبت کی بڑہانی کی رہی
دلکو خواہش کہین آنی کی نہ جانی کی رہی
کبہی بہکی نہ زبان بات ٹہکانی کی رہے

لب بلب شبکو رہی صبح تلک جام چلے
چشمۂ مہر جو چمکا سوی حمّام چلے ۵۶۸

ایسا معشوق ہوا فضل خدا سی جو نصیب
مرض غم نرہا کوئی ملا خوب طبیب
آنکہین دنرات ہوئین محو تماشای حبیب
خواب مین بہی نظر آئی نہ کبہی شکل رقیب

نئے سامان طرب شام و سحر ہونے لگی
عشرت و عیش مین دنرات بسر ہونی لگی ۵۶۹

تہا بہت وضع کا پابند جو وہ پردہ نشین
ایکدن پالکی ودی اوسکو برای تسکین
گہر مین رہتا تہا فقط ذہن نہ جاتا تہا کہین
عرض کی بیٹی کہ او مہر لقا ماہ جبین

کیون پریشان رہا کرتی ہو کاکل کی طرح
زیست ہنس بول کی کاٹو گل و بلبل کیطرح

کون پوشاک نہین کون نہین ہی زیور   آبرو پای کبہی گوش سی سلک گوہر
چمکی چگنو کبہی سونی کا سےگلے مین پڑکر   بازوون سی کبہی جوشن کے بہی چمکین اختر
پڑکے ہاتہونمین ہون ہیری کی کڑی مال کبہی
پای نازک سی ہو آوازۂ خلخال کبہی ۷۱

دوستانہ جو یہ ترکیب وسی سمجہائے   شغل پیدا ہو کوئی اسپہ طبیعت آئے
مسی سرمہ سی ہوئی مدنظر زیبائی   کوچۂ زلف مین شانی نی رسائی پائی
شوق نغمونکا ہوا شغل طبیعت کی لیے
عورتین چند ملازم ہوئین خدمت کی لیے ۷۲

روز تجویز ہوئی رقص و غنا کی محفل   نام اوس بزم کا رکہا گیا عشرت منزل
آگیا گانی بجانی کی طرف ایسا دل   کہ ملازم ہوئی اس علم کی اکثر کامل
حاضر بزم ہوی شہر کے گانے والے
اچہے اچہے ہوئے موجود بجانے والے ۷۳

بین کارونکا سر دست مقدر چمکا   سر سی سارنگیونکی نور برابر چمکا*
آئی جو طبلہ نواز اونکا بہی اختر چمکا   جو مجیرہ تہا وہ مثل مہ انور چمکا
سامنی آئے وہ نایک جو تہی سج دہج والے
حاضر بزم ہوئے کتنے پکہاوج والے ۷۴

ٹپی والون نی کیا بزم مین اظہار کمال   ٹہمریان گائین کسی نی تو ہوا مالامال
وہ بہی موجود ہوی خوب جو گاتی تہی خیال   آئی وہ ڈہرپتی بہی جو کہ نرکتی تہی مثال
دل ہلا پیر فلک کا بہی وہ گانے گائے
خشک ہو ہو گئی زہرہ وہ ترانے گائے ۷۵

ناچنی والیون وہ دہوم مچائی آکر   کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر
تیوریان ایسی چڑہائین اونہی رخ شمس و قمر   نیچی آنکہین ہوئین تیغین تو اشاری خنجر

اوٹھہ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اوٹھے
پاؤنکی ٹھوکرون سی گرد قیامت اوٹھے

۷۶
ایسی نقال که دیکھی نه سنی آج تلک
تالیون کی در افلاک په پہونچی دستک
گہه کمر مین تھی لچک گاه تھی اعضا مین پھڑک
گہه جوان گاه بنی پیر کسی دم کودک
کبھی زاہد کبھی میخوار بنے تیزی سے
زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے

۷۷
دوپہر رات گئی تک تو یه جلسے اکثر
بعد ازان شغلهٔ باده و دور ساغر
ہمنشین پہنی ہوئی گرد مرصع زیور
چور سب نشه مین جامی سی سراپا باہر
شان جامی گلگون مین گل خندان کی
قلقل شیشه صدا بلبل خوش الحان کی

۷۸
کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی گانا کبھی جنگ
مستی و بیخودی کیف کا پھیلا ہوا رنگ
داستان لب په کسیکی کہین وحشت کی ترنگ
فکر ناموس تھی مستونکو نه اندیشهٔ ننگ
اشک آنکھو سی گرائی کبھی باران کی طرح
جھومنا نشه مین اشجار گلستان کی طرح

۷۹
ایک سی ایک بغلگیر کبھی مستی مین ✤
آئنه صورت شمشیر کبھی مستی مین
لب په بہکی ہوئی تقریر کبھی مستی مین
خامشی صورت تصویر کبھی مستی مین
بوسی لینا کبھی جھک جھک کی لب ساغر کی
ہاتھ کاندھی په کبھی ساقی مه پیکر کے

۸۰
رقص رندانه کہین لغزش مستانه کہین
گریهٔ شیشه کہین خندهٔ پیمانه کہین
دل سی شیشه کی پریکا کوئی دیوانه کہین
شمع مینا کا کوئی شوق سی پروانه کہین
جام کو دیکھه کی کہنا کبھی خورشید ہی کیا
روبرو ساقی ذیجاه کی جمشید ہے کیا

کوئی طاؤس کوئی عالم مستی مین سحاب
رعد کوئی تو کوئی برق کی صورت بیتاب
کبھی کہنا کہ گزک چاہیی کچھ بعد شراب
بطِ مے ذبح کرو آج ہمین اوسکی کباب
توڑین تیر کوئی کاٹ مین خنجر کوئی
تیغ عریان کیطرح جامی سی باہر کوئی ۵۸۲

داستان لیلی و مجنون کی کہین ورد زبان
کہین فرہاد کا قصہ کہین شیرین کا بیان
ذکر پر وامق و عذرا کی کوئی گرم فغان
نل دمن پڑھ کی کوئی چاک جگر مثل کتان
عاشقانہ کبھی اشعار سنانا رونا ✣
مثنوی میر حسن کی کبھی گانا رونا ✣ ✣ ۵۸۳

رند ایسے جو ہوئی آکے شریک صحبت
بدلی اونکی بھی طبیعت نہ رہی وہ نیت
بندہ گئی اور ہی سامان کہانکی غیرت
دل نی چاہا کہ کوئی اور ہی نکلی صورت
وہ بھی پینی لگی جلسونمین پیالی کیا کیا
رنگ مین رنگ ملا رنگ نکالی کیا کیا ۵۸۴

ہمنشینون سی یہ کہنا کہ کہو رنگ جہان
کون اس باغ مین گل کسکا ہی قد سرو روان
شہر مین کتنی حسین عشق کا چرچا ہی کہان
کون کس پر ہی فدا کون ہی کسپر قربان
ہمنشینونکا یہ کہنا کہ کہے کیا کوئی
آپ ہی آپ ہین بس اب نہین ایسا کوئی ۵۸۵

ہنسکے کہنا کہ نہین جھوٹ بناتی ہو ہمین
فقری دیتی ہو یہ فقری جو سناتی ہو ہمین
باندہتی ہی جو ہوا تمکو اوڑاتی ہو ہمین
ذری ہین مہر جہانتاب بناتی ہو ہمین
ہمسی سیمین بدن و ماہ جبین ہونگے بہت
کارخانہ ہے خدائی کا حسین ہونگے بہت ۵۸۶

ہمنشینونکا یہ کہنا ہین قدمونکی قسم
جھوٹ کہتی ہون اگر آنکھونسی معذور ہون ہم
ہین تو دو چار حسین اور بھی پر آپ سی کم
سامنی آئین تو گردن ہو ابھی شرم سی خم

روبرو چاند کی تارون مین صباحت توبہ
مہر کے سامنی ذرون کی حقیقت توبہ ٥٨٧

اونکا کہنا کہ اگر راست تمہارا ہی کلام
حسن مین اونکی ہین شہری صفتہاء تمام
سبب اسکا تو بتاؤ ہی تعجب کا مقام
جانتا بھی نہین اپنا تو کوئی شہر مین نام

ایسی ہوتی ہم اگر نامہ و پیغام آتے
سیکڑون دیکھنی کو عاشق بدنام آتے ٥٨٨

ہمنشینونکی یہ تقریر کہ ہو عفو قصور
گھر مین روزن ہو تو باہر ہو عیان شمع کا نور
کسنی دیکھا ہی کبھی گھر سی نکلتی ہین حضور
آج تک پردہ نشین آپ ہین چشم بد دور

ہون مسیحا سی جو آگاہ تو بیمار آئین
آئی بازار مین یوسف تو خریدار آئین ٥٨٩

چاند نکلی تو اوسی دیکھ کی ٹکڑی ہو کتان
شمع روشن ہو تو پروانی ہون اوسپر قربان
روی خورشید ہو بی پردہ تو ذری ہون عیان
بلبلین خندۂ گل دیکھین تو ہون گرم فغان

عشق قمری کو ہو بی سرو گلستان کیونکر
ابر پیدا نہین طاؤس ہو رقصان کیونکر ٥٩٠

لطف کیا حسن کا جبتک نہو خواہان عالم
ڈہونڈہنی جای کمر کوئی سوی ملک عدم
چاہیی جنبش مژگان سی صفین ہون برہم
گر پڑی چاہ ذقن مین کوئی ہو کر بیدم

آئین ابرو سی تہ خنجر خونخوار گلے
شہرہ تب ہوتا ہی جب کشتی مین دوچار گلی ٥٩١

سنکے یہ باتین طبیعت مین جما رنگ اثر
دیکھو اب ہم بھی دکھاتی ہین کچھ اپنی جوہر
بولی معلوم ہوا اب کہ یہ سچی ہی خبر
تو بھی سبب ہوا ہم پہ مرین اہل نظر

جمع کوچی مین ہماری رہین سارے عاشق
چھوڑ کر اونکو پھرین گرد ہماری عاشق

۵۹۲
جم گیا رنگ ہوئی شاد مصاحب کیا کیا
ہوئی نیرنگ مین استاد مصاحب کیا کیا
تسخیر کرنی لگی ایجاد مصاحب کیا کیا
کید کرنی لگی کیاد مصاحب کیا کیا
کسی عاشق کا خط شوق سر شام آیا
صبح پیدا جو ہوئی اور کا پیغام آیا ۵۹۳

صدمی جسوقت بہت دلپہ ہماری گذری
چار دن اور بھی جب رہ کی کناری گذری
آشنائی سی ہم اندوہ کی ماری گذری
گنبد چرخ سی نالونکی شراری گذرے
میل خاطر کو ہوا جوشش سودا کیطرف
جیمین آیا کہ چلی جائیی صحرا کیطرف ۵۹۴

بی تکلف تہی جو لجاب گئی اونسی کہا
کہ وہ محبوب جو سو جانسی تہا ہمیشہ فدا
حادثہ ہمیشہ یہ ہی گردش قسمت سے پڑا
ہمتو مرتی ہین مگر کچہ نہین اوسکو پروا
وصل کیا نہین نظارہ میسر ہوتا +
کاٹتی ہمتو گلا پاس جو خنجر ہوتا + ۵۹۵

صبر کو بھی اگر دل نہین کرتا ہی قبول
یہ اگر چاہی اوس بت سی صفائی ہو حصول
آپ ہی ہین جو نہوا اوسکو نصیحت ہی فضول
نہین ممکن نہین ممکن کہ ہوا بات کو طول
دل لہو ہوتا ہے ہر بات مین رن پڑتا ہی
کھیل ہستی کا بگاڑین بھی بن پڑتا ہے ۵۹۶

یہ حکایت جو سنی سو ہمین آئی احباب
آہین بھر بھر کی کہا سب نے کہ وہ خانہ خراب
بدلی اشکو نکی ہر ایک چشم سی برسا خوناب
جیسے پروانہ ہی تو وقف ہی وہ حسن شباب
موج کس بحر کی وہ کاکل خمدار نہین
شمع کس بزم مین وہ چاند سا رخسار نہین ۵۹۷

یہ مثل کیا نہین مسموع کہ جی ہی تو جہان
تمکو یہ رنج یہ اندوہ ہی یہ کاہش جان
آپ ہی جب نہوی عیش کا سامان کہان
اوسکو کچہ دہیان نہین جشن ہی ہر روز وہان

ترک الفت جو حمیت ہو تو کچہ بات نہین
ایسی ہرجائی سے کچہ لطف ملاقات نہین
۹۸ه

مینی اونسی یہ کہا تم جو یہ کرتے ہو بیان
اپنے نزدیک تو ایسا نہین وہ راحت جان

دیدہ ہی یا یہ شنیدہ ہی یقین ہی کہ گمان
نہین آتا ہی کسیطرح یقین لیکن ہان

شمع محفل مین نظر آئی اجی تو جانین
ہمکو آنکھون سی دکہا دو جو کبہی تو جانین
۹۹ه

ایسی کچہ بات ہو جس بات سی ہو رفع حجاب
دیکہ لین آنکہہ سی ہم بہی تو یہی عین صواب

چہرۂ شاہد مقصود سی اوٹہہ جای نقاب
متردد ہوی اس بات کو سنکر احباب

ایک سے ایک یہ بولا کہ کہان دیکہا ہے
ایک صاحب نے کہا اونہین کہ ہان دیکہا ہی
۱۰۰ه

مین تو خاموش ہوا ہو گئی صحبت وہ تمام
دی صدا آئی چلیی کہ ہی عجلت کا مقام

ایکدن آئی مری گہر پہ وہ ملک سر شام
دیکہیے سیر کہ ہین جمع بہت گل اندام

خوبرو جشن مین نزدیک کے اور دور کی ہین
نور کی بزم ہی سب بزم نشین نور کے ہین
۱۰۱ه

مین چلا ساتہ مری ساری ہوا خواہ چلی
سب کے سب کرتی ہوئی سیر شب ماہ چلی

مین تو ساتہ اونکی چلا وہ مری ہمراہ چلی
تذکری یہ مری اشکون کیطرح کا دہ چلی

دہیان سبکو ہے جبتک کہ کوئی راہ نہو
یہ رہین حلقی مین انکی کوسے آگاہ نہو
۱۰۲ه

الغرض پہونچی جو وہان نور کا سامان دیکہا
گل نظر آئی تماشای گلستان دیکہا

جسکو ایوان فلک کہتی وہ ایوان دیکہا
آنکہہ حورون پہ پڑی روضۂ رضوان دیکہا

فرش تا دور خز و اطلس و کمخواب کا تہا
ہرجگہہ نور عیان چادر مہتاب کا تہا

۱۰۳
چاندنی پھیلی ہوئی بیٹھی ہوئی ماہ جبین
مشک و عنبر سی مہکتی ہوئی محفل کی زمین
جھاڑ فانوس یہانتک کہ شمار اونکا نہین
ایک شہزادۂ آفاق وہان صدر نشین
شاہزادی کی مسند کی کناری دیکھے
پاس مہتاب کی دو تین ستاری دیکھے

۱۰۴
چلمنین نور کی چھوٹی تھین دو رو نہین نایاب
صاف چلمن سی عیان نور و ملبوس کی تاب
اونمین تھی ایسی حسین جنپہ تصدق مہتاب
بزم مہکی ہوئی خوشبو سی کہ چھڑکی تھی گلاب
نکہت زلف رسا مشک فشان ہوتی تھی
مشک کی بو کوئی پردونمین نہان ہوتی تھی

۱۰۵
چلمنون تک تو کسیکی تھی رسائی معلوم
سامنی ہونی لگی رقص و غنا کی جب دھوم
رفتہ رفتہ یہ بندھا رنگ کہ چمکی مقسوم
چار جانب سی ہوا اہل تماشا کا ہجوم
الغرض ہم بھی بڑی دیر مین اوس جا پہونچے
مجمع عام مین چلمن کی قرین جا پہونچے

۱۰۶
سبکی نظرون سی نہان باہمہ جلوہ گری جو
آنکھہ چلمن کی طرف سے نہ ہٹی یہ سرمو
فاش پردہ نہ کہین ہو یہ بچایا پہلو
خوب دیکھا تو ہوئی نخل تمنا کی نمو
دور سے اوس رخ روشن کی جھلک سی دیکھی
ہنسنے مین گوہر دندان کی چمک سی دیکھی

۱۰۷
ایک نقال نی اوسوقت جو کی نقل عجیب
پہونچی اوس شوخ کی آواز جو کانونکی قریب
قہقہہ مار کی چلمن مین ہنسا تب وہ حبیب
ہو گیا دلکو یقین ہی یہ وہی وای نصیب
کان ہنسنے مین جو آواز کو پہچان گئے
وہی خورشید ہی اس ابر مین ہم جان گئے

۱۰۸
بولی احباب کہو تمکو نہین جھوٹ خبر
لو چلو اب کہ ٹھہرنا نہین اچھا بہتر
جو کہا ہمنے وہ آیا تمہین آنکھون سی نظر
حال کھلجائیگا پہچان گیا کوئی اگر

شوق کچھ سیر و تماشا کا نہین اب چلیے
کام سی کام ہی مطلب سی ہی مطلب چلیے
۱۰۹

کیا کہین حال کہ کسطرح وہانسی آئے
بیخبر جوش غم و درد نہان سی آئے
شکل آدم بصد افسوس جہان سی آئے
کچھ نہ معلوم ہوا پہر کہ کہان سی آئے

آتی ہی بستر اندوہ پہ بیہوش ہوئے
ہوش جاتی رہی تصویر سی خاموش ہوئی
۱۱۰

پچہلی شب کو جو ہوا ہوش کیا دلمین خیال
آگئے آنکہونکی اندہیرا تہا کہ غصہ تہا کمال
صبح کو گرم ہی اب معرکۂ جنگ و جدال
بیوفائی کا کبہی غم کبہی فرقت کا ملال

دہیان تہا جسم مین اب جان ہی یا کہو جائے
صبح کی ہوتی ہی جو کچھ کہ ہی ہونا ہو جائے
۱۱۱

غم سی دل بیٹہ گیا تن پہ کہڑی ہوگئی مو
تہا یہ نزدیک لگی تیغ گریبان سی گلو
ہر بن مو سی ہوئی نشتر ایذا کے نمو
یہ چڑہا غصہ کہ آنکہونمین اوتر آیا لہو

طرفہ نیرنگ تلون ہمین دکہلاتا تہا
ایک رنگ آتا تہا رخسار پہ اک جاتا تہا
۱۱۲

صبح کی وقت ہوا چہرۂ خورشید جو لال
غیرت عشق کا ہر بار یہ تہا دلسی سوال
مشتعل اور بہی سینہ مین ہوا داغ ملال
قابل ربط نہین دیکہہ چکی آنکہہ سی حال

کنج خلوت مین بلانی کو بلایا اوسکو
پاس آنی نہ دیا دور بٹہایا اوسکو
۱۱۳

دلمین اپنی وہ کا جانی رہی ہوش و حواس
ہمنی اوسدم یہ کہا تمکو عبث ہی وسواس
قطع امید محبت نی دکہایا رخ یاس
وجہ ہی اسکی طبیعت جو ہماری ہی اوداس

ابر غم خاطر ناشاد پہ جو چہایا ہے
ایک احوال گذشتہ ہمین یاد آیا ہے

ہوئی مشتاق لگا کہنی وہ غارتگر جان کون ہی درد وہ قصہ ہی کرو کچھ تو بیان
راز دل دوست سی کرتی نہیں کیا دوست عیان دل تمہارا جو ہی بیتاب ہمیں تاب کہان
مدتون عیش کیا قصۂ غم بھی تو سنین
کبھی کبھی وہ خدا کی لیے ہم بھی تو سنین ۱۱۵

تنگ ہو کر یہ کہا ہمنی کہ کیا خاک کہین کچھ جو رونی سی تمہین دیدۂ نمناک کہین
تم یہ خواہان ہو کہ حال دل صدچاک کہین ہم یہ کہتی ہین کہ کیا گردش افلاک کہین
یہی مرضی ہی تو لو سوز جگر کہتی ہین
گو کہ کہنی کا نہین حال مگر کہتی ہین ۱۱۶

پیشتر ہمسی ملاقات تھی ایک مہرو سے ایک ساعت بھی سرکتا تھا نہ وہ پہلو سے
اوسنی تسخیر کیا تھا یہ ہمین جادو سے گرد رخسار بہرا کرتی تھی ہم گیسو سے
صفت قبلہ نما آنکہ تھی ابرو کی طرف
دل کھنچا جاتا تھا ہر مرتبہ گیسو کی طرف ۱۱۷

فخر تھا خوب یہ محبوب وفاکیش ملا کیا خوش اسلوب یہ محبوب وفاکیش ملا
دلکو مرغوب یہ محبوب وفاکیش ملا خوب محجوب یہ محبوب وفاکیش ملا
وضع سادہ ہی تکلف سی سروکار نہین
لکھنؤنسی یہ زمانی کے خبردار نہین ۱۱۸

اپنے سایہ سی بھی پرہیز کہان غیر کا دخل شرمگین چہرہ عرق ریز کہان غیر کا دخل
گھر مین آئی نہ ہوا تیز کہان غیر کا دخل ہم تھی اور زلف دل آویز کہان غیر کا دخل
والی غیر در گلشن کا نشانہ نہ تھا
گل و بلبل کے سوا سبزہ بیگانہ نہ تھا ۱۱۹

ہم جو سمجھی تھی حقیقت مین غلط تھا وہ گمان ایک محفل مین جو اک روز گئی ہم مہمان
کئی شہزادی تھی وہان زیب دہ صدر مکان چلمنین کچھ کہ کہین وہ ہین حسینان جہان

جاگی جب غور سے چلمن کی برابر دیکھا
اوسی بی پردہ کو اوس پردہ کے اندر دیکھا ۱۲۰

یار کو صحبت اغیار مین پایا ہے ہمنے
مثل یوسف وہی بازار مین پایا ہے ہمنے
لالہ سان داغ چمن زار مین پایا ہے ہمنے
فرق مطلق نہ گل و خار مین پایا ہے ہمنے

مکر روباہ سراسر نظر آیا ہمکو
خواب خرگوش ہی قسمت نے جگایا ہمکو ۱۲۱

ایسی نفرت ہوئی دیکھی جو برائی اوسکی
کہ گوارا ہوئی ہر طرح جدائی اوسکی
پھر نہ پہلو مین بٹھایا نہ اوٹھائی اوسکی
ملگئی خاک مین سب جلوہ نمائی اوسکی

کبھی اوس کعبۂ ابرو مین مناجات نکی
عید کے روز بھی پھر اوس سے ملاقات نکی ۱۲۲

یہ حکایت جو کہی ہمنی تو وہ غیرت ماہ
ایک ہشیار تھا سمجھا کہ یہ کچھ اور ہی راہ
رک رہا پہلی تو پھر ہنس کے کہا اوسنے کہ واہ
کیا تمہین آگئی باتین ہین ماشاء اللہ

بدگمانی ہوئی کچھ قدر نجانی میرے
خوب سمجھا مین کسی سے تمنے کہانی میرے ۱۲۳

ہمنی اسوقت سنایا جو فسانا سچ ہے
میہمان آپکا اوس حرم مین جانا سچ ہے
پیچھے چلمن کی وہان مجکو بھی پانا سچ ہے
جھوٹ پر جھوٹ ہی سچ مینی بھی مانا سچ ہے

چشمۂ صاف مین لوث خس و خاشاک نہین
پاکدامن ہی جو انسان کا تو کچھ باک نہین ۱۲۴

تو سنو صاف نہین اب کوئی پردیکا مقام
جھوٹی باتونکا بنانا کسی جھوٹی کا ہی کام
وہ مرا گھر ہی جہان آپ گئی تھی سر شام
میری بہائی تھی وہ شہزادی یہ ہی سچ کلام

دخل بیگانی کا اوس گہر مین کسیطور نتھا
سب یگانی ہی یگانی تھی کوئی اور نتھا

۱۲۵
یک بیک آ گئی قسمت جو ہوئی تھی یاور دفعتہً تخت وہ اُوترا تھا لب بام آکر
اس سبب سی نہیں معلوم تھا میرا گھر بھائیونسی مری واقف تھی نہ بہنونسی خبر
میرے بہنونسی منور وہ مری خانہ تھا
بھائیونسی مری آباد وہ کاشانہ تھا

۱۲۶
سالہا سال نہ پائی جو عزیزونکی خبر خون کی جوش پہ مارا کہ ہوا دل مضطر
چاہتی آپسے دو روز کی رخصت ہی اگر تم یہ کہتی کہ نہیں ہجر گوارا دم بھر
پاؤن گھر سے کسی جانب نہ بڑہانی دیتے
چاہتی لاکھہ کسیطرح نجانے دیتے

۱۲۷
تا بمقدور بہت دلکو سنبھالا ہمنے اقربا ہمکو بلایا کیے ٹالا ہمنے
گھر سے بی اذن قدم اب جو نکالا ہمنے ہیں خجل سر کو گریبان میں ڈالا ہمنے
آپ سچ کہتی ہیں اتنی تو گنہگار ہیں ہم
دیجیے تعزیر ہمیں اوسکے سزاوار ہیں ہم

۱۲۸
اوسکی کہنی سی ہوا سخت تحیر کا مقام خوب تحقیق کیا اوسکو تو تھا راست کلام
اقربا تھی وہی اوس شوخ کی سب نام بنام وہی بھائی وہی بہنیں وہی کنبہ تھا تمام
حال عالی نسبی کا جو نمودار ہوا ✣
سخت شرمندہ تہتک سے دل زار ہوا

۱۲۹
ڈالکر ہاتھ گلی میں یہ کہا جرم معاف بدگمانی فقط اپنی تھی بچشم انصاف
کوئی کھٹکا نہیں چلنی کی اب راہ خلاف پھر وہی ہم ہیں وہی تم ہو وہی طینت صاف
بس امیر آگی نہ بڑھ ختم سخن کر خاموش
ہوگئی صلح لڑا خوب مقدر خاموش

واسوخت سوم

باسم تاریخی

غبار طبع

۱۲۹۴ھ

۱ سچ ہی جہان مین تمسا کوئی بیوفا نہین   اس بیمروتی کی کہین انتہا نہین
انصاف جسکو کہتی ہین تجھ مین ذرا نہین   او سیر ستم جو قابل جور و جفا نہین
آغاز عشق مین کہو اقرار کیا نہ تھے
بیگانہ اب یہ ہو کہ کبھی آشنا نہ تھے

۲ لازم ہی پاس قول کا کیا ہی یہ ماجرا   کسکی طرف سی کبھی تو اظہار شوق تھا
پیغام کسکے آتی تھی ہر صبح ہر مسا   کہتی تھی کس زبان سی تمپر ہین ہم فدا
کیا پیار کی نگاہون نے فتنہ بپا کیا
الفت جتا جتا کے ہمین مبتلا کیا

۳ بھیجی پیام سیکڑون الفت کی چاہ کی   آئی سلام شوق بہت راہ راہ کے
گھیرا ہمیشہ حلقے مین زلف سیاہ کی   مہندی بنائی آپکے تار نگاہ کے
دشمن ہوئی جو ہمکو زمانی سے کھو چلے
تدبیر قتل کی جو گرفتار ہو چلے

۵۴
ہمتو وہ تھی جو جور یہ کرتی نہ تھے نظر
بزم خیال مین بھی نہ پریونکا تھا گذر
اتنا نہ جانتی تھی حسین بھی ہین کدھر
کسکو دماغ تھا کہ یہ لی مول دردسر
واقف نہ تھی کسیکے سلام پیام سے
نفرت تھی اپنی دلکو تعشق کے نام سے

۵۵
جادو کیا کہ تمنی اوڑائی ہماری ہوش
افسون کیا کہ عشق کا پیدا ہوا یہ جوش
دیکھا نہ کچھ سنا ہوئی بند اپنی چشم و گوش
کیسا چراغ عقل ہمارا ہوا خموش
جاتی تھی کس طریق یہ کس سمت پھر پڑی
رکھتی ہی پاؤن چاہ محبت مین گر پڑے

۵۶
یا عاشقی کی نام سے چڑھتی تھی تپ ہمین
کچھ سوجھتا نہین ہی بجز عشق اب ہمین
آتا ہی آپ حال پر اپنی عجب ہمین
انداز ضبط بھول گئی سبکے سب ہمین
شفقت نی ہمکو مورد رنج و تعب کیا
رحمت نی قہر لطف نی ہمپر غضب کیا

۵۷
جو کچھ کیا تمہاری لگاوٹ نی یہ کیا
اب تو پھنسے ہوا جو ہوا خیر کیا گلا
تقدیر تھی کہ تمسا ملا یار بے وفا
منظور حق یہی ہو تو بس آدمی کا کیا
اپنا قصور فہم کچھ اے مہربان نہین
اللہ کی سوا تو کوئی غیب دان نہین

۵۸
سمجھی تھی جسکو یار وہ نکلا ستم شعار
کیا جانتی تھی جامہ گل مین نہان ہی خار
بزم طرب مین رکھہ کی قدم دل ہوا فگار
آئینہ ہو گیا ہمین شمشیر آبدار
بیمار کی قضا ہو تو اکسیر کیا کرے
تقدیر جب یہ ہو کوئی تدبیر کیا کرے

۵۹
جو کچھ ہماری طالع واژون مین تھا نصیب
چارہ نہین دوا مین اگر زہر دی طبیب
ہم کیا جتائین اور بھی ہین بیوفا حبیب
خندان ہین پھول باغ مین نالان ہی عندلیب

سچ ہی طریق مہر و محبت کا ہے بُرا
تم کیا کرو کہ نام ہی الفت کا ہے بُرا ۱۰

ہان ایک بات کہتی ہین جو خوش ہو کہ تم خفا
عاشق کہین نہ پاؤ گی تم ہمسا باوفا
سمجھو بغور اسکو اگر فہم ہے رسا
پچھتاؤ گی کرو گی اگر ہمکو تم جدا

تمسی بہت ہین شاہد رعنا جہان مین
ہمسا کہان ہی عاشق شیدا جہان مین ۱۱

مردم شناس چاہیی انسان ذی شعور
شاعر ہین باکمال ہین کچھ پاس ہی ضرور
آوازہ ہی ہماری شرافت کا دور دور
عالم مین ہین ہماری بہت قدردان حضور

تمکو جو یہ ہی دہیان کہ ہم انتخاب ہین
ہمکو بہی ہی خیال کہ ہم لاجواب ہین ۱۲

اسپر غرور ہے ہین تمکو خیالات اور اور
دکھلا رہا ہی کیا فلک کج مدار دور
کیا سفلہ طینتی ہی یہ کتنی بُری ہین طور
جنت مین اشتیاق جہنم کرو تو غور

ہین گرمیان اونہین سی جو ٹھنڈی مین سرد ہین
منظور اونسی راہ ہی جو کوچہ گرد ہین ۱۳

کہتی ہین صاف صاف تغافل شعار ہو
گل تمکو کیا کہین کہ نگاہو مین خار ہو
حرمت کا کچھ خیال نہین بی وقار ہو
آگی بڑہین تو لائق زنجیر و دار ہو +

رندی مین نام آپ کا بازار تک گیا
جو کچھ کہین بجا ہے کلیجا تو پک گیا ۱۴

سوغات کوئی بہیجی تو دلسی قبول ہو
نامہ کسیکا آئی تو فرحت حصول ہو
دامن کرو دراز اگر ایک پہول ہو
بیہودہ ہو ذلیل ہو کتنی فضول ہو

دل باغ باغ تحفۂ عطر بہار پر
پہولے نہین سماتی ہو پہولون کی ہار پر

۱۵ لہ
آنکہین ہین پا چشم روزن دیوار سی جسم
اورون پہ لطف ہمسی کہانی ستم
بالای بام گشت کرو دن رہی جو کم
قدرت خدا کی وہ تو ہون اچہی بری ہم
سمجہی تہم اسکو رام کہانی غضب کیا
عاشق کی قدر خاک نجانی غضب کیا

۱۶ لہ
یہ بہی کوئی طریق ہی یہ بہی کوئی ہی راہ
فرقت سی حال عاشق شیدا تو ہو تباہ
دل ہی کسیطرف تو کسی سمت ہی نگاہ
عیش و طرب مین تم رہو مصروف واہ واہ
پہر جای آنکہہ بہی تو کرم کی نظر نہو
اپنی تو جان جای تمہین کچہ خبر نہو

۱۷ لہ
بہیجین پیام ہم تو اوسی ہنسکی ٹال دو
کہینچو کسی پہ تیغ غضب ہم پہ ڈال دو
کہاری کنوین مین نامہ جو لکہین تو ڈال دو
بہیجین جو ڈالیان تمہین شاخین نکال دو
ہر بات مین بگاڑ یہ الفت یہ چاہ ہے
ٹیڑہی ادای آپ کی ترچہی نگاہ ہے

۱۸ لہ
اکدن وہ تہا کہ رہتی تہی راتکو ہمکنار
دونون طرف سے چاہ تہی دونون طرفسی پیار
تمکو کبہی بغیر ہمارے نہ تہا قرار
پہرتی تہی گرد تم ہی جو ہوتی تہی ہم نثار
ہر وقت اختلاط سی گردن مین ہاتہ تہے
سایے کیطرح روز مری ساتہ ساتہ تہے

۱۹ لہ
اکدن یہ ہی کہ نام کو الفت نہین ذرا
سونی لگی ہو شبکو چہپر کٹ پہ بہی جدا
آئی جو ذکر بہی کہو عاشق ہی کیا بلا
پردی چہینٹین جو جای دہرکی کبہی ہوا
پوچہا کبہی نہ سیکڑون صدمی گذر گئے
اللہ ایسے دل سی تمہاری اوتر گئے

۲۰ لہ
اچہا مقام رنج نہین کیا مضائقہ
یہان بیقرار قلب حزین کیا مضائقہ
رہی ہمیشہ چین بجبین کیا مضائقہ
دور آسمان تخت زمین کیا مضائقہ

لی لین گی اپنی داد کسی دن کہڑی کہڑے
جلدی نہین ہین ہاتہ خدا کی بڑی بڑے ۲۱ھ

دیکہا ہوا زمانہ ہی نادان نہین ہین ہم
جہیلے کڑی اوٹہائی جدائی مین غم پہ غم

سمجہی ہوی تہی پہلی ہی یہ آپکی ستم
آخر رہی نہ تاب کہ آیا لبون پہ دم

یہان بہی کسی سے وصل کی وعدی ٹہہر چلے
تدبیر ہم بہی جان بچانی کی کر چلے ۲۲ھ

تمکو جو ہی خیال کہ رنگ آشنا ہین ہم
سمجہی ہو تم کہ حسن مین جادو ادا ہین ہم

ہم جانتی ہین تمہی کہین بد بلا ہین ہم
کہتی ہین ہم کہ عشق مین معجز نما ہین ہم

کامل ہین ہوشیار ہین ہر ایک رنگ مین
ہم صلح مین ہین آپسے باہر نہ جنگ مین ۲۳ھ

ہنستے ہوئی جو آؤ تو باغ و بہار ہین
گرمی مین تم ہو شعلہ تو ہم بہی شرار ہین

لو نوک کی جو ہمسے ذرا ہم بہی خار ہین
ہو مہربان تو آپکے خدمت گذار ہین

اہل صفا سے اپنی طبیعت رکے نہین
سرکش سے آج تک کبہی گردن جہکی نہین ۲۴ھ

فضل خدا ہی رحمت پروردگار ہے
ہر بوستان مین بعد خزان کی بہار ہے

مشکل قرار ہی ہی جو دل بیقرار ہے
نعم البدل کوئی صنم گلعذار ہے

رنج فراق ہمنے کسی شب سہے نہین
بستر پر آج تک کبہی تنہا رہے نہین ۲۵ھ

تقدیر سے ملا ہی وہ محبوب نوجوان
ہین سازوار بخت موافق ہی آسمان

حور جنان کہین تو کئی شرم سی زبان
غمگین ہوئی تہی جتنی ہوئی اوتنی شادمان

دلکو کسی حسین کی تمنا نہین رہے
تم کیا ہو ہمکو حور کے پروا نہین رہے

۲۶ ہ
ہمچشم اوس سی کیا کوئی صاحب جمال ہو
سچ کہتی ہین جو جھوٹ کا دلمین خیال ہو

وہ ماہ چاردہ ہی اگر تم ہلال ہو
دکھلا ہی دین جو غیر تمہارا نہ حال ہو

چمکا ہوا ستارۂ بخت سعید ہے
ہر شب شب برات ہی ہر روز عید ہے

۲۷ ہ
ہر روز بزم عیش کی تازہ ہین رنگ ڈھنگ
اونکا شباب اپنی جوانی کی ہی اومنگ

بچھتا ہی بام پر شب مہتاب مین پلنگ
جمتی ہین نشۂ می وصلت کی خوب رنگ

سوتی ہین شبکو ہاتھ گلو گرد ہمین ڈال کی
گل جھڑی روز اوڑتی ہین بوسونسی خال کی

۲۸ ہ
راحت نصیب شام سی وصلت ہی تا سحر
بی خانمان نہین ہین کہ ہی لین اوسکی گھر

تکیہ کی بدلی یار کا بازو ہی زیر سر
باتین ہین دلبری کی محبت کی رات بھر

آنکھ اپنی مثل قبلہ نما سوی دوست ہے
سجدہ پسند کعبۂ ابروی دوست ہے

۲۹ ہ
کٹتی ہی خوشی سی ہماری مدام شب
چہرہ ہے بدر گیسوی مشکین کا نام شب

ہوتی ہی روز باعث عیش دوام شب
رہتی ہین اختلاط کی باتین تمام شب

جب کہتی ہین کہ تمسی تو شمس و قمر نہین
کہتی ہین کیا وہ مال ہین تمکو نظر نہین

۳۰ ہ
حسن و جمال مین غرض اوسکی کلام کیا
تم کیا تمہاری زلف و رخ سرخ فام کیا

اوسکی سوا کسی سی رہا ہمکو کام کیا
ذرّی کا آفتاب کی آگی مقام کیا

سمجھو نہ سمجھو اوسکی مقابل نہین ہو تم
بولو نہ بولو بات کی قابل نہین ہو تم

۳۱ ہ
آؤ نہ آؤ پاس رہو یا جدا رہو
روکین گی ہم کبھی نہ جہان چاہو جا رہو

اب کیا غرض ہی خوش ہو تم یا خفا رہو
یکسان ہی اب ہمین نہ رہو گھر مین یا رہو

نفرت ہی تمہی دلمین نہایت غبار ہے
پروا نہین ملو نہ ملو اختیار ہے ۳۲

سنکر مری کلام وہ حیرت مین آگیا
رخ چاند سا محاق کدورت مین آگیا
رخ پر عرق وفور خجالت مین آگیا
مہر جمال پردۂ ظلمت مین آگیا

مضطر ہوا جو اس کی صبر کھو دیا
کی ایسی چھیڑ مینے کہ آخر کو رو دیا ۳۳

رونی پہ دل بھر آیا ہمارا بھی ایکبار
کہتی تھی تم تو یہ کہ بڑی ہم ہین ہوشیار
رنگ سخن بدل کی کہا واہ گلعذار
یارون کی شعبدے نہوئی تمپر آشکار

سمجھو تو سہل کونسی مشکل نہو سکے
اتنی کڑی کے تم متحمل نہو سکے ۳۴

جو کچھ کہا یہ ہمنی سراپا غلط غلط
یہ ذکر یہ کلام یہ چرچا غلط غلط
معشوق غیر ای گل رعنا غلط غلط
باتین بنائین ہمنی یہ کیا کیا غلط غلط

جو کچھ کہا ہی اوسکی حقیقت ذرا نہین
باتین ہین سب یہ کوئی تمہاری سوا نہین ۳۵

ہمنی جو یہ کہا رخ جانان ہوا بحال
زائل ہوا وہ دلمین جو آیا تھا کچھ ملال
شاداب مثل گل نظر آیا وہ نونہال
اتنا کہا زبان سی کہ کی تمنی خوب چال

جتنی تھی غم بس ایک ہی فقری مین کٹ گئی
ہم بھی بڑہا کے ہاتھ گلی سے لپٹ گئے ۳۶

صد شکر ای امیر ہوئی صلح یار سے
امید ہی یہ رحمت پروردگار سے
پائی نجات گردش لیل و نہار سے
چھوٹی نہ کوئی دوست کسی دوستدار سے

عاشق کو کیا جدائی محبوب شاق ہے
جنت وصال یار جہنم فراق ہے

تمام شد

واسوخت چہارم

باسم تاریخی

حسد اغیار

۱۲۸۴ھ

۵۱
عشق عشاق کو رسوای جہان کرتا ہے
چشمہ چشم سی سیلاب روان کرتا ہے
صاحب ضبط کو سرگرم فغان کرتا ہے
زرد چہرہ صفت برگ خزان کرتا ہے
نوجوان خم صفت پیر کہن سال ہوئے
سیکڑون باغ جوانی تہی کہ پامال ہوئے ۵۲

اس خزان نی کہی پامال گلستان کیا کیا
جسم داغون سی نئی سرو چراغان کیا کیا
ہوئی برباد گل و لالہ و ریحان کیا کیا
استخوان جلکی ہوئی شمع سوزان کیا کیا
پہونک دیتا ہی دو عالم کو حرارہ اسکا
سات دوزخ نہین ہی ایک شرارہ اسکا ۵۳

یہ وہ ہی آگ پڑی سلگی تو پہر جلجائی
دامن موج تو کیا پانی کی چادر جلجائی
طور کیطرح تر و خشک برابر جلجائی
پر پروانہ صفت بال سمندر جلجائی
شعلہ افگن نہو یہ بجلی تو کری خاک سیاہ
جلکی اکدم مین ہون نہ خرمن افلاک سیاہ

مفت دیوانہ نہو عقل جو رکہتا ہو بشر
تا بمقدور کری سائی نہ پریونکی حذر
پوچھیی حق تو پریزادان کی یہان چلتی ہین پر
کیا کری جب نہ دوا کو نہ دعا کو ہو اثر
نقش و تعویذ سی یہ جن نہ اوترتے دیکھا
ہوگیا جسکو یہ آسیب وہی مرتے دیکھا ۵۵

دل لگاتی ہی ہزارونکو پری جانون کی
سیکڑون جان چلی خاک بیابانونکی
دہجیان اوڑ گئین کیا کیا نہ گریبانونکی
جسجگہ دیکھیے ٹکڑی ہی پریشانون کی
کچھ عجب بزم ہی یہ لوگ جہان ہوتے ہین
چار سر پہوڑتی ہین چار کہڑی روتے ہین ۵۶

پہاڑ کر کپڑی ہوئی جامی سی باہر کتنے
چہانکر خاک ہوئی خاک برابر کتنے
تشنہ لب ڈوب مری چاہ مین گر کر کتنی
غرق دریا ہوئی تہک تہک کی شناور کتنے
دب رہا کوئی سیہ خانۂ زندان کی تلے
کوئی روتا ہی کسی نخل بیابان کی تلے ۵۷

تنگدستونکی فقط ہاتہ نہین ہین تہ سنگ
صاحب دولت و اقبال بہی جینی سی ہین تنگ
چار بالش کی نہ رونق ہی نہ زیب اورنگ
جان پر بنگئی ہین تیغ ادا کی چورنگ
دشت پیما ہین کسیطرح کا وسواس نہین
پانو مین آبلی ہین گنج گہر پاس نہین ۵۸

حال انسان کا اسی غم سی زبون ہوتا ہے
یہی صدمہ سبب جوشش جنون ہوتا ہی
سر اسی بار مشقت سی نگون ہوتا ہے
آب زہرہ تو جگر چشمۂ خون ہوتا ہی
ٹوٹ جاتی ہی کمر صبر و شکیبائی کے
راہ لیتی ہین قدم کوچۂ رسوائی کے ۵۹

پاس ناموس کا رہتا ہی نہ غیرت کا خیال
دل سی اوڑ جاتا ہی بدنامی و ذلت کا خیال
پند ناصح کا نہ واعظ کی ملامت کا خیال
دشت پر خار کا یا وادی وحشت کا خیال

جوشش کم سنگ ملامت سی کہان ہوتا ہی
تیغ وحشت کو یہی سنگ فسان ہوتا ہے
[illegible]

بیکناہون کی اسی کوچہ مین مٹی ہی خراب
داد خواہونکو یہان زیست سے ملتا ہی جواب
آگ بن بنکی جلاتی ہی کلیجہ یہ شراب
ہر نفس تیغ تو ہر لخت جگر شکل کباب

حال ہوتا ہی زبون ہوش پریشان آہین
آدمیت سی گذر جاتا ہی انسان اسمین
[illegible]

سن تو ایجان جہان مایۂ صد فتنہ و شر
ہم جو کہتی ہین وہ ہی راست ذرا غور تو کر
اک ذرا دیدۂ انصاف سی لازم ہی نظر
بیخبر کچھ نہین ہی ساری زمانی کی خبر

آگے کیا حال تھا اب حال ہمارا کیا ہے
یون ہی چاہی جو خدا اپنا اجارا کیا ہے
[illegible]

ہاتھ رہتے تھی جو ہر وقت تری طوق کمر
ہین وہی ہاتھ کہ جن ہاتھونسی تھامی ہون جگر
سر تری تکیہ زانو پہ جو تھا آٹھ پہر
آشنا سنگ سی ہی جوش جنون مین وہی سر

لوٹتی تھین جو تری طالب دیدار آنکھین
وہی نیرنگی عالم سی ہین خونبار آنکھین
[illegible]

تیری پہلو سی جو پہلو کہ نہوتا تھا جدا
داغ فرقت وہی پہلو مین ہی تکیہ کیا
پنجہ مژگان کا تھا یا شانۂ گیسوی رسا
یا نہین آنکھونمین اب خواب پریشانکی سوا

یا نجانی تھی کہین یا تو ہے آنا موقوف
خواب مین بلکہ کیا منہ کا دکھانا موقوف
[illegible]

چار ہی دنکی جدائی مین یہ احوال ہوا
کہ مرا مزرع دل سفت مین پامال ہوا
قد جو تھا مثل الف خم صفت دال ہوا
دل لگانا نہوا جان کا جنجال ہوا

جانتے یہ تو کبھی دل نہ لگاتے ہمتو
حضرت عشق کو مرشد نہ بناتے ہمتو

پھر چاہیے کنوین کیسی جھکائی ہمکو
جام مے زہر کے پیمانے پلائے ہمکو

لالہ سان داغ محبت نے دکھائے ہمکو
طرفہ قدرت کی تماشے نظر آئے ہمکو

دل کو یہ تونے جلایا کہ ذرا تاب نہین
ایسی جلتی ہین اب آنکھین کہ کہین خواب نہین

وله

دل جو تمنے لیا تھا اسی اقرار پہ واہ
پیار کی آنکھ رہی اب نہ محبت کی نگاہ

دفعتہً پھر گئی کیا جرم ہوا کون گناہ
واہ کیا رنگ زمانے کا ہے سبحان اللہ

شعبدے روز نکلتے ہین دل آزاری کی
کیون ادا کرتے ہین حق یون ہی وفاداری کی

وله

حال کیسا ہی ہمارا ہو خبر تمکو نہین
لاکھ سمجھائے کوئی کچھ بھی اثر تمکو نہین

آنکھین دیدار کو ترسین تو نظر تمکو نہین
فرصت اغیار سے آپ تمہہ پھر تمکو نہین

اوڑ گئی شرم لب بام کھڑے رہتے ہو
کھولی زلفونکو سر شام کھڑے رہتے ہو

وله

جان بچنے کی نہین اور تو صورت زنہار
سمجھنا کہ نہین ہمسا کوئی لالہ عذار

ہان مگر ہم بھی کہین اور لگالین دل زار
شاہد مصر سے خالی نہین کوئی بازار

گذر اپنا بھی حسینان پریزاد مین ہے
ایک سے ایک حسین عالم ایجاد مین ہے

وله

تم یہ سمجھے ہو نہین ہمسے کسی اور سے راہ
تم ہو ہرجائی تو ہرجائی ہین ہم بھی ایجاہ

کون محبوب حسین ہی کہ نہین پیش نگاہ
خوب دیکھا ہی زمانے کا سفید اور سیاہ

حسن خوبان جہان پیش نظر رکھتے ہین
روز پریون کی اکھاڑے مین گذر رکھتے ہین

وله

خیر اب بگڑی تو بگڑی کسی پروا ہی یہان
ہم بھی چن لینگے حسینو مین کوئی آفت جان

تو ہی کیا مال بہت تجھسے ہین معشوق جوان
وہ طرحدار جو ہو حسن مین مشہور جہان

زیب پہلو وہ بت آئینہ سیما ہو جائی
تو جو دیکھی یہ جلے آگ بگولا ہو جائے
۲۱ھ

زر دیجکو وہ بہار گل رخسار کرے
تنگ غنچہ سا دہن بلکہ دل افگار کرے
زلف پر پیچ بلاؤنمین گرفتار کرے
سخت بیمار تجھی نرگس بیمار کرے

ہونٹھ کاٹی جو نظر آئین وہ لب مرجان سے
دانتون آجائی پسینہ گہر دندان سے
۲۲ھ

زور تیرا نہ زبردستی بازو سی چلے
نہ چلی کچھ وہ فقرہ نئی پہلو سی چلے
دل کی گر دیہ چہری خنجر ابرو بہی چلے
چال وہ ایسی چلی دل تری قابو سی چلے

زلف شبگون سی جو الجھی تری شامت آئی
قد و قامت سی تری سر پہ قیامت آئے
۲۳ھ

نظر آجائی جو بالفرض وہ باریک کمر
آنکھین جسدم وہ لڑائی نہ رہی تجھکو مفر
گم ہوا ایسا کہ تجھی کچھ نہ رہی اپنی خبر
ہر مژہ تیر کے رگ جان مین چبہوئی نشتر

خال رخ دیکھی تو رو رو کی کری دل خالی
جا نہ داغونسی رہی سینہ مین اک تل خالی
۲۴ھ

خاک ہو جا تڑپکر جو گری برق نگاہ
تیغ عشوہ ہی غضب تیز نہین جسکی پناہ
سرنگین چشم کری خط تقدیر سیاہ
سطر جوہر مین ہے مرقوم کہ انا للہ

صاف کی جسنی زمانی کی لیی فوت کی راہ
کوچۂ زخم سی کہولی ملک الموت نے راہ
۲۵ھ

چشم سیگون کا نظارہ ہوئی ہوش ربا
سینی سی ہاتہ لگی سینہ خراشی کا مزا
خم ہو گردن تری دیکھی جو صراحی سا گلا
سر نیستان ہو تری واسطے پہل برچہی کا

آنکھہ ملجای اگر چہرۂ نورانی سے
آب خجلت ہو روان چشمۂ پیشانی سے

۵۲۶ وہ نہاد ہوکی جو پوشاک بدلکر بیٹھے
کیا ترا رتبہ کہ تو اوسکے برابر بیٹھے

رشک سی ناوک حسرت تری دلپر بیٹھے
در سی نکلے وہ اگر شرم سی تو گھر بیٹھے

دیکھے انداز جنون خیز جو رعنائی کے
پرزی اوڑ جائین تری جامۂ زیبائی کے

۵۲۷ روبرو اوسکے اگر تو سر نخوت کھینچے
سرکشی کا جو کری قصد تو ذلت کھینچے

ایسا کانٹو نمین وہ کھینچی کہ خجالت کھینچے
منہ نہ دکھلای کسیکو وہ ندامت کھینچے

دل کشاکش مین پڑی دور یہ غرہ ہو جائے
شانہ اوس زلف کا سر پر تری ارہ ہو جائی

۵۲۸ دیکھے زیور جو مرصع ہو تجھی کو فت بڑی
دبکی ہیرونکی کڑولنی جو اوٹہا جائی کڑی

آٹھ آٹھ آنسو رولای تجھی موتی کی لڑی
جرم بیجرم لگائین وہ چھڑی تجھکو چھڑی

چال مین سر وہ اوٹہای تجھی پامال کرے
پا بزنجیر ہر اک حلقۂ خلخال کرے

۵۲۹ کاجل انکھو نمین لگا کر جو تجھے دکھلائی
طائر رنگ حنا دام مین تجھکو لائے

شامت آئی تری انکھو نمین اندہیر اچھائے
بال و پر باندہ کی گٹی کیطرح پہڑ کائی

شانہ سا زلف کا جوڑا جو وہ پر فن باندہی
کسکے مشکین تری ای جان کی دشمن باندہی

۵۳۰ دیکھ کر ساعد سیمین کی صفا ہاتہ ملے
وہ تو مہندی ملی تو جای حنا ہاتہ ملے

گول بازو کو جو دیکھی تو سوا ہاتہ ملے
ایڑیان رگڑی جو تو اوسکی بلا ہاتہ ملی

سر ڈہنی تبو وہ تبختر جو تری ساتہ کرے
پاؤن کو ہاتہ لگائی تو قلم ہاتہ کرے

۵۳۱ ایسی مہر وہی جو صحبت مجھی دن رات رہے
تو ہی منصف ہو ذرا پہر تری کیا بات رہے

دونون جانب سے برابر کی ملاقات رہے
طاق پر سب تری جہوٹی یہ کرامات رہے

وصل کیا تجھسی تو پھر بات گوارا نکروں
خواب میں بھی تری چہری کا نظارا نکروں ۳۲

اختلاط اوس سی کروں منہ نہ لگاؤں تجھکو
پاس آ بیٹھی تو جھلا کی اوٹھاؤں تجھکو
بوسی لوں آنکھوں کی نظروں سی گراؤں تجھکو
روٹھہ جاہی تو بلا سی نہ مناؤں تجھکو

تو سہی رخ تری جانب کو نہ زنہار کروں
اولی پیغام تری آئیں تو انکار کروں ۳۳

باغ کی سیر کو لیجاؤں میں اوسکو ہمراہ
صحبت ساز و غنا شام سی تا وقت پگاہ
ابر ہو سبزہ ہو مینا و سبو اور وہ ماہ
تو جو آئی کو کہی میں کہوں کچھ خیر ہے واہ

ٹھنڈی گرمی نکر واب کہ طبیعت بدلے
گل کھلا تازہ ہوا گھاو وہ رنگت بدلے ۳۴

عشقبازوں کا جو جلسہ ہو کسی روز کہیں
اوسکو لیجاؤں بصد شوکت و شان و تزئین
جمع ہوں ساری زمانی کی وہاں ماہ جبیں
گل قبا چاک کریں ہو وہ لباس رنگیں

بیٹھے آنکھوں پہ جو دامن کو اوٹھائی آئی
پتلیاں آنکھوں کی چلائیں وہ آئے آئے ۳۵

اوسکی سب طالب دیدار ہوں محفل میں ہجوم
وہ مہ چاردہم اور حسین شکل نجوم
شمع کی گرد ہو پروانوں کا جسطرح ہجوم
تو سہی قدر ہو اپنی تجھی اوسدم معلوم

تجکو ای کافر بدذات نہ پوچھے کوئی
اوسکو سب پوچھیں تری بات نہ پوچھے کوئی

۳۶ ایسی ذلت ہو کہ ڈوبی عرق شرم میں تو
دست و پا پھولیں تری بند ہو آواز گلو
شدت خشم سی آنکھوں میں اوتر آئی لہو
بغلیں جھانکی نگہ یاس سی دیکھی ہر سو

رنگ رخ فق ہو وہ داغ غم جانکاہ ملے
بھاگتی گھر کی بھی ہرگز نہ تجھے راہ ملے

ایسی باتین جو سنین ہمسی ہوا دلمین ذلیل کہہ کے بولا کہ زہی شان خداوند جلیل
تم ہی اتنی ہوی سوجہی جو جلانی کی سبیل طرفہ دعوی ہی کہ کوئی جسکی سند ہی نہ دلیل

منہ پر آنی لگی برعکس سخن لو صاحب
لیکے آئینہ ذرا منہ کو تو دیکھو صاحب ۳۸

شان اللہ کی یہ اور جلائین گے ہمین راستہ بہولی ہوئی راہ بتائین گی ہمین
آشنا غیر کے ہونگی یہ ستائین گے ہمین ہم جو آئی کو کہین گی نہ بلائین گی ہمین

ہین ابہی سی یہ زمانہ تہ و بالا کرتے
پوچہتا کوئی جو انکو تو کہو کیا کرتے ۳۹

ہمسی بہتر کوئی محبوب خدا کی قدرت ہم بری اور خوش اسلوب خدا کی قدرت
وصل اوسکا نہین مرغوب خدا کی قدرت ہمسی نفرت یہ بہت خوب خدا کی قدرت

پانون کل پڑتی تہی کچہ آج سر و کار نہین
چہوٹی سی منہ کو بڑی بات سزاوار نہین ۴۰

منہ سی کہتی تہی یہ سب کہ گئی پر وہ ہی تنگ غیر کے نام سی فق ہوگیا رخسار کا رنگ
اشک بہر لائی یہ آخر کو کہا ہو کر تنگ غیر کا نام سنی کسکو گوارا ہی یہ ڈہنگ

ہو نہ ہو کوئی ہی اس بات سے کیا کام ہمین
یہی جہگڑا ہی تو دم بہر نہین آرام ہمین ۴۱

سو چکی پہر یہ کہا اب کچہ اظہار کرو پنگا پہوڑا ہی یہ دل چہیڑ نہ زنہار کرو
ہم خطاوار سہی غصہ نہ ہر بار کرو آؤ ملجاؤ مگر غیر سے انکار کرو

ہمتو محکوم ہین ان باتون پہ ہی کیا موقوف
ہو یہ کمبخت کہین روز کا جہگڑا موقوف ۴۲

آئی ہی دلمین تمہاری جو کدورت ہی عبث ہمتو آزردہ نہین تمکو شکایت ہی عبث
ہمسا ملجا ہی کوئی اور یہ نخوت ہی عبث پہر ملین غیر سے ہم ہمپہ یہ تہمت ہی عبث

ہم نہ ایسی نہ تم ایسی یہ بجا ہے صاحب
پھر سبب ترک ملاقات کا کیا ہی صاحب ۱۴۳

کہتی ہین نہ جدا ہم کبھی دم بھر ہونگے
ہم وہین ہونگی جہان آپکی بستر ہونگے
دل سی تابع ہین خلاف آپ سی کیونکر ہونگی
اب قدم راہ اطاعت سی نہ باہر ہونگے

جانی دو دلمین سمائی ہو اگر بات کوئے
ترک کرتا نہین برسون کی ملاقات کوئے ۱۴۴

عذر مقبول ہو موقع نہین اعراض کا اب
شان اللہ کی قدرت کی تماشی ہین عجب
دیکھو اچھی نہین آزردگی غیر سبب
ڈرتی رہتی تھی جو ہمسی وہی ہمپر ہین غضب

واہ وا جامی سی باہر کوئی اتنا بھی نہو
ہم خوشامد کرین اور آپ کو پروا بھی نہو ۱۴۵

غیر سی ملنی کا آتا ہی کوئی دلمین خیال
دلسی ہم صاف ہین اللہ یہ روشن ہی یہ حال
بدگمانی ہی فقط آپکی بیجا ہے ملال
اپنی نزدیک ہی کیا مال کوئی صاحب مال

شاہزادہ ہو اگر دھیان مین کب لاتی ہین
جھوٹ سمجھو نہ مسلمان ہین قسم کھاتے ہین ۱۴۶

ہمنی دیکھا کہ دبایا تو نہین ہمسی وہ شریر
منہ بنا کر یہ کہا خوب نکالی تقریر
دام مین اور ہوئی مرغ خوش الحان کی صفیر
رہی اورونکی پھنسانی کو یہ دام تزویر

اتفاق آپکی باطن سی نہین ظاہر کو
تکیہ منہ دیکھے کی باتونپہ ہی کس کافر کو ۱۴۷

خیر ہے آپکے وعدونکا یقین ہی کسکو
صبر عشاق مین ای ماہ جبین ہی کسکو
صادق القول ہو یہ ذہن نشین ہی کسکو
مجھپہ موقوف نہین دماغ نہین ہی کسکو

دل ہی پیچ مین صد چاک ہی شانی کیطرح
صاف پھر جاتی ہو دم بھر مین زمانی کیطرح

۵۴۸
کل کی ہی بات کہ کچھ خاک نہ آتا تھا تمہین
جو کوئی چاہتا تھا دام مین لاتا تھا تمہین
ایسی بگڑی تھی کہ سر ایک بناتا تھا تمہین
چٹکیون مین ہم تو سر اوڑاتا تھا تمہین

باتین اوکھڑی ہوئی کرتی تھی زبان صاف نہ تھی
بال اولجھی ہوئی تھی چٹی موباف نہ تھے

۵۴۹
شانہ آشفتہ گیسوی سیہ فام نہ تھا
سرمہ و غازہ کہان انکا کہین نام نہ تھا
آئینہ حیرتی روی سحر و شام نہ تھا
کنگھی چوٹی بھی کسیوقت تمہین کام نہ تھا

کپڑی خوشبوئی نہ پھولونکی بسی رہتے تھے
بند انگیا کی نہ یون چست کسی رہتے تھے

۵۵۰
ساری معشوقی کی انداز سکھائی ہے ہمنے
چار چاند آپکو دیکھو تو لگائی ہے ہمنے
طور محبوبی کی جتنی تھی بتائی ہے ہمنے
ناز برداری بھی ناز اوٹھائی ہے ہمنے

ناز و انداز مین شوخی مین سلیقہ آیا
دلفریبی کا جو ہوتا ہے طریقہ آیا

۵۵۱
اب جو معشوقی مین تم نام خدا طاق ہوئے
نئی غمزون کی نئی عشوون کی خلاق ہوئے
ہر طرف دھوم ہوئی شہرۂ آفاق ہوئے
ہر طرح دل کی لگالینی مین مشتاق ہوئے

جھوٹی غیرونکی سخن سنتی در گوش کیے
جتنی احسان ہماری تھی فراموش کیے

۵۵۲
یاد ہی غیرونسی ہوتی تھی اشاری نہ کبھی
ہرزہ گردونکو میسر تھی نظاری نہ کبھی
دوسرا گر دھمکتا تھا تمہاری نہ کبھی
پاس ہی آپ سرکتی تھی ہماری نہ کبھی

اب قریب آ نہین سکتی ہین خدا کی قدرت
دیکھنے کو بھی ترستی ہین خدا کی قدرت

۵۵۳
خواب مین دیکھ نہ سکتی تھی تمہین جو ای ماہ
وہ تو ہم بزم ہون مشکل ہو ہمین ایک نگاہ
اونکو صحبت بھی میسر ہی وہین سی تمہین راہ
پک گیا جی نہ رہا ضبط کا یارا فوا لقد

اب نہیں ہی ہمیں ملنی کی ہوس راہ بھی لو
گرمیاں ٹھنڈی کرو اور رونسی بس راہ بھی لو

۵۵۴ ہم بھی ہیں صاحب غیرت ہیں کہاں تک غمناک بنگی سونی کی جواب آئے تو سمجھیں ہمیں خاک
مفت کسواسطے ہم جان کریں اپنی ہلاک بیوفاؤن سی نہیں ہی ہمیں منظور تپاک

پائی الفت کی سزا دم میں نہ آئینگی کبھی
جائیں جائیں اب منہ نہ لگائیں گے کبھی

۵۵۵ بنگی ہمسی یہ اسطرح سکو رہا پھر نہ قرار جوڑکر ہاتھ گرا پاؤن پہ وہ لالہ عذار
جوشش دلسی ہمیں کچھ بن نہ پڑی آخر کار آگیا رحم کیا سر کو اٹھا کر اوسی پیار

رنج سب دور ہوئی عیش کی ایام آئی
فقرے عیاری کی ہمنے جو کیے کام آئے

تمام شد

واسوخت پنجم

باسم تاریخی

صفیر آتشبار

۱۲۸۴ھ

۵۱
الحذر جوشش جنون سلسلہ جنبان پھر ہے
الامان خاطر ناشاد پریشان پھر ہے
دامن وادی وحشت مرا دامان پھر ہے
جادۂ دشت مرا چاک گریبان پھر ہے
موج اشکونکی نظر آتی ہے زنجیر مجھی
پیچ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے

۵۲
تنگ ہون شہر سی الفت ہی بیابانسی مجھی
خفقان ہوتا ہی گلگشت گلستانسی مجھی
اپنی کٹری نہین کم خانۂ زندان سی مجھی
طوق وحشت نی پنہایا ہی گریبانسی مجھی
حلقی آنکھون کی نہین ضعف کی تصویرین ہین
جسم لاغر مین رگین جتنی ہین زنجیرین ہین

۵۳
شدت گریہ سی اشکونکی فراوانی ہے
کشتی چرخ تلک کشتی طوفانی ہے
شوق دل مستعد سلسلہ جنبانی ہے
آہ پر دود کہ زنجیر پریشانی ہے
تیغ افغان جو کہینچی ترم سی بجلی کٹ جائی
شور نالونکا سنی رعد کلیجا پہٹ جائی

۵۴ دلکی وحشت سی یہانتک ہی صحرا معمور
روح مجنون کی گریزان ہی مری ہای ہو سی دور
شور زنجیر سی ہی چار طرف شور نشور
نالۂ شوق دل نہین پہونکا ہی سرافیل نی صور

لب پہ آہ آئی اگر خلق پہ آفت آئے
مردی قبرو نمین یہ چلای قیامت آئے

۵۵ ابھو چہرسی نمایان ہین یہ وحشت کی اثر
ڈر کی اوڑ جاتی ہین طائر بہی مین جاتا ہون جدہر
نہین خائف مری صورت سی فقط جن و بشر
راہ سی خار تلک اوڑ گئی ناگن بنکر

دیکہی وحشت تو رمیدہ ابھی آہو ہو جائے
پیڑ کی نام اپنا جدہر جہومین گردن ہُو ہُو جائے

۵۶ دلمین وہ درد کی شدت کہ الٰہی توبہ
جان وہ مورد آفت کہ الٰہی توبہ
رخپہ زردی کی وہ صورت کہ الٰہی توبہ
دم کارکنا وہ قیامت کہ الٰہی توبہ

دل لگانا حق انسان مین برا ہوتا ہے
نور آنکہونمین نہین دیکہیے کیا ہوتا ہے

۵۷ کل کا ہی ذکر کہ رسوائی سی مین ڈرتا تہا
جسمین بدنامی ہو وہ بات نہ مین کرتا تہا
آہ سی کام نہ تہا ضبط کا دم بہرتا تہا
پہونک کر وادی وحشت مین قدم دہرتا تہا

آشنا پاؤن نہ تہی خار مغیلان سی کبہی
ہاتہ کو ربط نہ تہا چاک گریبان سی کبہی

۵۸ کب اوداسی مری چہرسی عیان تہی آگی
طپش قلب سی کب خشک زبان تہی آگی
بیکسی کونسی دن مونس جان تہی آگی
اب جو حالت ہی مری لگی کہان تہی آگی

نالہ گرم نہ تہا لب پہ دم سرد نہ تہا
غم نہ تہا رنج نہ تہا کوفت نہ تہی درد نہ تہا

۵۹ رنج کی نام سی واقف تہا نہ مین خستہ جگر
کس فراغت سی مری ہوتی تہی اوقات بسر
چین سی رات تو کٹتی تہی ہنسی دن دن بہر
اب یہ ہی حال کہ اپنی ہی نہین مجکو خبر

ایک الفت نی مجہی داغ دکہا ہی لاکہون
١١٠ ایک چاہت نی کنوین مجکو جہنکا ہی لاکہون

چاک آمادۂ پابوسی دامان ہوب ہے
بحر مواج مرا دیدۂ گریان اب ہے

طوق آہن سی گران طوق گریبان اب ہے
آگے قطرہ تہا یہ دل عشق مین طوفان اب ہے

حوصلہ آنکہونکو ہی ابر کے شرمانے کا
١١١ ولولہ نالونکو ہے برق کے تڑپلنے کا

ہای کیا دل نادان نی پہنسایا مجکو
نہ مٹانا تہا عبث اس نی مٹایا مجکو

مینی کیا اسکا لیا تہا کہ ستایا مجکو
ابہی اتنا نہ ہنسا تہا کہ رولایا مجکو

نوجوانی مین دل زار نے برباد کیا
١١٢ شاد رہنے کی یہ دن تہے مجہی ناشاد کیا

اسکی کہنی مین نہ آتا تہا مین چوکا چوکا
غول کو راہ بتاتا تہا مین چوکا چوکا

ٹال جاتا تہا اوڑاتا تہا مین چوکا چوکا
دل کسی سی نہ لگاتا تہا مین چوکا چوکا

اور کیا کام ہوا آپ کو ناکام کیا
١١٣ پہرون رہتا ہے تصور کہ یہ کیا کام کیا

آہ کیا جانیی کیا یہ دل شیدا سمجہا
آنکہین پہوٹی تہین کہ اس چاہ کوچہا سمجہا

تہی کجی اسکی کہ اس راہ کو سیدہا سمجہا
مین تو سمجہاتا تہا لیکن نہ یہ ندہا سمجہا

گر پڑا چاہ زنخدان مین ڈبویا مجکو ✢
١١٤ دو جہان سی اسی کم ظرف نے کہویا مجکو

قیدی گیسوی خمدار نہونا تہا مجہے
عندلیب گل رخسار نہونا تہا مجہے

نرگسی چشم کا بیمار نہونا تہا مجہے
قمری سرو قد یار نہونا تہا مجہے

شل گلبن ہین عیان ہر رگ و پی سے کانٹی
اپنے حق مین کوئی بوتا نہین ایسے کانٹی

ابتو آفت مین پہنسا خیر جو ہونا تہا ہوا
ہی جنون جوشش وحشت کی ترقی ہی سوا
کوچۂ عشق کجا منزل آرام کجا
خیر ہو خیر ہو دیکھون کہ ہی تقدیر مین کیا
عکس رم کرتا ہی گہبرا کی اب آئینہ سے
کوئی کہیچی لیی جاتا ہی یہ دل سینہ سے ۱۶

ایسی حالت مین مین حیران ہون کرون کسکا گلا
یہ تو سب یکطرفا ایک جو محبوب ملا
گلۂ بخت کرون یا مین فلک کا شکوا
نہ مدارات نہ الفت نہ محبت نہ وفا
غم نہوتا جو کبہی وصل کا سامان ہوتا
منہ نہ اپنا وہ چہپاتا نہ مین عریان ہوتا ۱۷

کیا کرون ہائے یہ کس راہ سی لاؤن اوسکو
کہین ملتا نہین جو درد سناؤن اوسکو
کس روش کوچہ محبت کا جہنکاؤن اوسکو
زخم دل چیر کے سینی کو دکہاؤن اوسکو
دل شکستہ ہی طلب وصل کی لاحاصل ہے
شیشہ ٹوٹا ہی تو تسخیر پری مشکل ہے ۱۸

کون ہمدرد ہی ایسا کہ وہان تک جائے
نامہ لکہون تو نظر اور ہی عالم آئے
جسطرح ہو وسی سمجہا کی یہان تک لائے
جسکو جانی کو کہون راہ مجہی بتلائے
مرغ ہو بیحرکت ٹوٹی ہوی پر کیطرح
چہپ رہے ہے چاہ مین قاصد بہی کبوتر کیطرح ۱۹

ایک حسرت کیسی ہی دہیان مین آئی ہی مگر
دوڑکر تہامی دامن کو جو اجای نظر
بیٹہیے چہپ کے کسی روز سر راہ گذر
جتنی شکوی ہین وہ سب کیجیے بخوف و خطر
رحم پر آئی خفا ہو وہ جہکی یا رک جائے
دور ہو روز کا قصہ کہین جہگڑا چک جائے ۲۰

تہا اسی فکر مین مین غرق کہ پہونچی یہ خبر
جوشش غیرت سی رہا پہر تو نہ قابو مین جگر
بہیڑ اغیار کی ہی بیٹہی ہین وہ گہری پر
لیچلا وہان دل بیتاب مجہے دوڑا کر

کانمین دور سے جب دم مری نالی آئے
ہنسکی بولی کہ بڑے چاہنے والی آئے ۲۱

چڑھ گیا بام پہ مین بہی نرہا پاس ادب
نرہی تاب ہوا سخت مجہی رنج و تعب
پہیر کر منہ کو وہ بولا کہ گیا سنی طلب
جی کڑا کرکے کہا مینی کہ تا چند غضب

طبع نازک کو مری چین جبین خنجر ہے
سخن سخت مری دل کی لیے پتھر ہے ۲۲

ہوگیا نرم کڑی دیکھہ کی میرے تیور
برسون اب شکل تمہاری نہین آتی ہی نظر
اختلاطا یہ لگا کہنی کہ آنکلے کدھر
کوچہ گردی نہین جاتی ہی طبیعت سی مگر

ابتو ہین رنگ تمہاری سحر و شام سے نئے
واہ وا وضع نئی شغل نئے کام نئے ۲۳

جلکی مینی یہ کہا واہ ری اولٹی الزام
منہ گریبانمین ڈالو تو ذرا ای گلفام
یہی الزام کی صورت ہی تو بندیکا سلام
کسسے بدنام ہی دنیامین محبت کا نام

آپ بدنام ہو تم کرتے ہو بدنام مجھے
راستی تم مین نہین الٹی ہین الزام مجھے ۲۴

خام سمجھا تھا تمہین تم ہو بڑی ہی پکے
انہین باتونسی تو مین ہار گیا تم جیتے
مجہسی کہتی ہو کہان آج کدہر آنکلے
انہین چالونسی تو صاحب ہی چہوٹی چہکے

بس بہت بڑھ نچلو سوچو تو اپنی جے مین
رات بہر میرے گذر جاتی ہی پچہسے مین ۲۵

کہیلتا ہون سحر و شام مین مچہلی کا شکار
آبی پوشاک پہنتا ہون مین پیش اغیار
میرے صیادی کی ہی مردم آبی مین پکار
مین ہی لڑواتا ہون مینڈہی لب دریا سربار

سیر دریا کو شب ماہ مین مین جاتا ہون
پیرنی کو صفت موج مین لہراتا ہون

۲۶ تو وہی ہے آرام دل و جان جہان
ناز و انداز مین تھی تجھکو تمیز ایسی کہان
ہمنی معشوق کیا لاکھہ ہوی حسن عیان
اب جو محبوب ہوا اور ہی آنکھہ اور زبان
صحبتین ترک ہوئین لطف ملاقات نہین
بات مین بات جو پیدا ہوئی وہ بات نہین

۲۷ یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نتھا
غمزہ خونریز نتھا ہوش ربا ناز نتھا
قاتل انداز نگاہ غلط انداز نتھا
برق جانسوز ترا شعلۂ آواز نتھا
ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھی
بھیڑ کس دن پس دیوار رہا کرتی تھی

۲۸ آگے کب حسن خداداد کا تھا شہرہ تمام
کسی ناکام کو کب ورد زبان تھا ترا نام
چھپکے آتی تھی کب اغیار کی پیغام و سلام
کب بدی جاتی تھی عشاق سی صلح کی مقام
کٹنیان کاہی کو یون گھر مین بھری رہتی تھین
ڈولیان کب تری کوچی مین دھری رہتی تھین

۲۹ بھیجتا تھا کوئی موتی کا نہ تمکو مالا
تھا نہ یہ علم کہ کیا چیز ہے بازوبند و بالا
بول پازیب کی جھنکار سی کب تھا بالا
چڑھتی تھی نام سی زیور سے حضور والا
فتنہ پرداز نہ رہتے تھی کبھی گھات مین یون
بوتلین عطر کی آتی تھین نہ سوغات مین یون

۳۰ صحبتین ہمسی تھین دن رات کوئی اور نہ تھا
ایک تھی ہمسی ملاقات کوئی اور نہ تھا
قابل حرف و حکایات کوئی اور نہ تھا
تھی ہمین قبلۂ حاجات کوئی اور نہ تھا
سنگ سود تھا نہ تل کعبۂ ابرو مین کبھی
کالکا تھی نہ تری سایۂ گیسو مین کبھی

۳۱ گل رخسار سی کب بو ہی جفا آتی تھی
خرمن دل مین یون آگ لگا آتی تھی
دل بیمار کی کب تمکو دوا آتی تھی
عشق کا نام جو سنتی تھی حیا آتی تھی

جیتی جی ہاتہ نہ آتی تہی بہت دور تہے تم
اب پری ہوگئی ایجان کبھی حور تہے تم

۳۲
یون نہا دہوکے نکھرنا نہ تمہین آتا تہا
بگڑی رہتی تہی سنورنا نہ تمہین آتا تہا
سسکی ہر بات پہ بھرنا نہ تمہین آتا تہا
وعدی کرکر کی مکرنا نہ تمہین آتا تہا
یون جُھلاتی تہی نہ عشاق کو دامان کیطرح
چاک سینو نمین نہ تہی چاک گریبان کیطرح

۳۳
اہل نظارہ کبھی جمع سر راہ نہ تہے
ساکن دیر و حرم بندۂ درگاہ نہ تہے
بالی کانو نمین چہڑی پانو نمین ای ماہ نہ تہے
کان آوازۂ خلخال سی آگاہ نہ تہے
کبھی سنتی تہی نہ باہر سی تری ہم آواز
چاگلو نسی کبھی آتی تہی نہ چھم چھم آواز

۳۴
کب چنی جاتی تہی پیشانی پہ افشان آگی
اونگلی کب ہتی تہی یون زیر زنخدان آگی
عطر کب ملتی تہی ای فتنۂ دوران آگی
مجلسین رنگ مسی سی تہین نہ حیران آگی
کپڑی اسطرح نہ پہولو نمین بسی آتی تہے
بند محرم کے نہ یون چست کسی جاتی تہی

۳۵
آگی اٹکھیلی کی یہ چال کہان چلتی تہے
دل عشاق نہ تلوونکی تلی ملتے تہے
نور کی سانچی مین فقری نہ کبھی ڈہلتی تہی
کب تف شعلۂ آواز سے دل جلتی تہے
کب زبان یون دم گفتار چلا کرتے تہے
چال پر ردز نہ تلوار چلا کرتے تہے

۳۶
بھاری پوشاک اگر ہم کبھی پہناتی تہے
یہ گران تملو گذرتا تہا کہ گہبراتی تہی
سر جو گوندہواتی تہی تم سیکڑون بل کہاتی تہے
آئینہ سامنی آتا تہا تو شرماتی تہے
چاند بیگانہ گیسو تہا اسی سر کی قسم
نور تن ایسی نہ تہے خالق اکبر کی قسم

جھوٹون سی نہ لگاتی تہی کہ تہی شرم بڑی
ہاتہ مین ناز سی ہتی تہی نہ پھولونکی چھڑی
عاشقونسی نہ کڑی باتونکی کرتی تہے کڑی
آٹہ آٹہ آنسو رولاتی تہی نہ موتی کی لڑی
نام الفت نہ کسیکے دل خرسند مین تہا
کب نصیری کوئی یون عشق علی بند مین تہا ۵۳۸

انکہین صاحب کے تلی رہتی تہین شرپر کسدن
باڑہ تہی سرمی کی یون تیغ نظر پر کسدن
زلف چہوٹی ہوئی رہتی تہی کمر پر کسدن
یون بلا آتی تہی دیوانونکی سر پر کسدن
اونچی چوٹی نہ پہنساتی تہی کسی مفتون کو +
نیچی نظرین نہ جہکاتی تہین کنوین گردون کو ۵۳۹

تہام لیتا تہا کوئی ہاتہ سر راہ اگر
بغلین تم جہانکنی لگتی تہی ادہر اور ادہر
کوئی کستا تہا جو آوازہ سر راہ گذر
جیب جاتی تہی تم ایسی کہ جہکا لیتی تہی سر
پاس آتا تہا جو کوئی تو سرک جاتی تہے
اپنی سای سی بہی تم آپ جہجک جاتی تہے ۵۴۰

دل لگی کا نہ سلیقہ مری جان تہا تمکو
کثرت بزم طرب سی خفقان تہا تمکو
آئینہ دیکہنے کا شوق کہان تہا تمکو
عکس پر دیکہنے والی کا گمان تہا تمکو
شرم کی سب سی تم ای ماہ لقا لیتے تہے
آر سی دیکہہ کی چہری کو چہپا لیتے تہے ۵۴۱

دوستی صاف تہی پہچانے نہ دشمن ایسی
پیش ازین صاف دلونسی نہ تہی بدظن ایسے
پردۂ خضر مین تہی کاہی کو رہزن ایسے
تم تہی عیار نہ مکار نہ پرفن ایسے
صبح پر نور جبین تہی سبب غم کسدن
عیب کے بہیس مین آتا تہا محرم کسدن ۵۴۲

جو ستاتا تہا کڑی آپ وہ سب سہتی تہے
سو جہتا تہا نہ جواب ایک کا چپ رہتی تہی
وقت تقریر نہ دریا کی طرح بہتے تہے
ہوش مین آؤ یہ عشاق سی کب کہتی تہی

آگے باتونمین کرامات نہ تم کرتے تھے
یا علی کہکے کبھی بات نہ تم کرتے تھے ۴۳

شکل مقراض نہ طرار زبان تھی آگے
جنس حسن آپکے ایسی نہ گران تھی آگے
یہ بہار گل رخسار کہان تھی آگے
اتنی اونچی تو تمہاری نہ دکان تھی آگے
زلف شبرنگ پہ تھا کاہے کو مرتا کوئی
مول لیتا تھا نہ سر بیچ کے سودا کوئی ۴۴

ترک غمزہ تھا نہ مریخ سے آمادۂ جنگ
شب مہتاب مین بچھتا تھا نہ کوٹھی پہ پلنگ
نیشتر اس ہی تھی کاہیکو جوانی کی امنگ
پھول بستر پہ چنی جاتی تھی کب رنگارنگ
سجدے کرتے تھے نہ انجم تری دامن پہ کبھی
ہالہ مہتاب نتھا چہرۂ روشن پہ کبھی ۴۵

تیر مژگان کی کسی سینہ پہ چلتی تھی کہان
مار گیسو یہ سیہ زہر اوگلتے تھے کہان
دل تری شعلۂ رخسار سی جلتی تھی کہان
موذی اسطرح تری چاہ مین پلتی تھی کہان
چوٹی اسطرحسی کب پیٹ پہ لہراتی تھی
کسکو اوڑنا گنی کیطرح یہ ڈس جاتی تھی ۴۶

ایسی چھیڑ ایسی کاوٹ کہو آئی کب تھی
یہ باتونمین لگاوٹ کہو آئی کب تھی
یہ سجاوٹ یہ بناوٹ کہو آئی کب تھی
ایسی سرمہ کی گھلاوٹ کہو آئی کب تھی
اتنے بل کرتے تھے تم تیوری چڑھا کر کسدن
چلتی تھی پائنچی ہاتھونمین اوٹھا کر کس دن ۴۷

غیر کا منہ تھا تری گالونپہ دوڑاتا ہاتھ
اپنی چھاتی پہ تری آگی اکر لاتا ہاتھ
شاخ بی بر کیطرحسی وہین کٹواتا ہاتھ
اس کنایی سی یہ جلتا کہ کچلواتا ہاتھ
محرم راز جو ہین آج وہ نامحرم تھے
چمن حسن خداداد کے گلچین ہم تھے

یا یہ تہا رنگ کہ جاتا تہا اگر سوے چمن
آنکہہ نرگس سے چراتا تہا تو ای غنچہ دہن
چہوڑتی تہی نکہت گلشن بہی جو تیرا دامن
صاف آ جاتی تہی پیشانی روشن پہ شکن
دم گلگشت جو لگتی تہی ہوا گلشن کے
بیکلی ہوتی تہی کلیونکو ترے دامن کے ۱۴۹

یا یہ عالم ہی کہ بی پردہ ہوای ماہ تمام
جمع ہین لوگ چکورونکی طرح گرد مدام
طرفہ تر یہ ہی کہ آنکہون مین نہین شرم کا نام
انقلاب فلک سفلہ ہی عبرت کا مقام
دیکہنے کو ہین ترستی جو کبہی تکتے تہے
گہورتی ہین وہ جو آنکہین نہ ملا سکتے تہے ۱۵۰

جان جان تم پہ بہروسا مجہی کیا کیا کچہہ تہا
ورنہ دل کیون تمہین دیتا مجہی سودا کچہہ تہا
اور کچہہ مل گیا اللہ سے مانگا کچہہ تہا
نکلی تم اور ہی کچہہ ہای مین سمجہا کچہہ تہا
سادہ سمجہا تہا تمہین ایک ہی پرفن نکلے
دوست جانا تہا تمہین جان کی دشمن نکلے ۱۵۱

آفرین آپکو ای یار یہی زیبا ہے
کیون نہو ترک ستمگار یہی زیبا ہے
دور ہم پاس ہون اغیار یہی زیبا ہے
ہم سی انکار ادہر اقرار یہی زیبا ہے
بی سبب چین بجبین خشم سی ہتی ہو چہ خوش
طرہ یہ ہی جو مین کچہہ کہون کہتی ہو چہ خوش ۱۵۲

قدرت اللہ کی ہم دور کہڑی رہتی ہین
بیٹہہ سکتی نہین مجبور کہڑی رہتے ہین
غیر آگے تری ای حور کہڑی رہتے ہین
زر لیے صاحب مقدور کہڑی رہتی ہین
وصل دولت پہ ترا ای بت خود کام رہا
ہم تو ہین عاشق مفلس ہمین کیا کام رہا ۱۵۳

اب وہ خاطر وہ خوشامد وہ مدارات نہین
دل لگی اپنی تہی جس بات مین وہ بات نہین
خود بخود رک رہی کچہہ حرف و حکایات نہین
خیر اب ہمکو بہی منظور ملاقات نہین

اب جو بہتر سے بہی بہتر ہو تو بدتر سمجھین
بنکی سونی کی اگر آؤ تو پیتل سمجھین ۵۵۴

ہم بہی راضی ہین مدارات کرو یا نکرو
گاہ بیگاہ ملاقات کرو یا نکرو

بولو یا چپ ہو کچہ بات کرو یا نکرو
ایک ہی حرف و حکایات کرو یا نکرو

گلہ ہمکو بہی نہین ترک وفا کا اچہا
خلق اللہ کی ہے ملک خدا کا اچہا ۵۵۵

نہ وہ ہی چشم تلطف نہ محبت کی نگاہ
اول عشق مین ہمسی یہ سلوک آپ کا واہ

دلکو دلسی تہی سنی راہ وہ کوئی نہین راہ
ماجرا طرفہ ہے پہلی ہی غلط بسم اللہ

آنکہونمین میل طبیعت مین ذرا میل نہین
ان تلونمین جو نظر کی تو کہین تیل نہین ۵۵۶

دست اغیار مین گل دیکہہ کی ہم کہائین خار
چشم اغیار کہان اور کہان یہ رخسار

کہین اللہ کی قدرت کی ہین ای لالہ عذار
خاک اندہونکو نظر آئیگی جوبن کی بہار

دستگیر آپ ہوئی عیسے کے چہپا پکڑا
ہی مثل اونگلی پکڑتے ہوئی پونہچا پکڑا ۵۵۷

تمکو نفرت ہے تو ہمکو بہی ہی تمسی نفرت
کج ادائی جو یہی ہی تو نبہی گے الفت

اہل عزت کو گوارا نہین ہوتے ذلت
واہ کیا خوب ذرا دیکہو تو اپنی صورت

ہمتو دین جان تلک آپ اوڑائین دم مین
تالی اک ہاتہ سی بجتی ہی کہین عالم مین ۵۵۸

لکہنو گو نرالا کہون ہین دنیا مین حسین
چلمنین سیکڑون مین آنکہہ لگائینگی کہین

عالم آباد ہزارون صنم زہرہ جبین
قحط صورت کا مرقع مین کسی شکل نہین

نقد دل ہی تو ہین یوسف سر بازار بہت
عمر سلامت ہی تو ہین [illegible] کے خریدار بہت

ہی اگر آپ کو اس حسن کی شہرت پہ گھمنڈ
زیب دیتا ہی مجھی ہو جو محبت پہ گھمنڈ
تو یہ دو دن کا ہی کیا چاہی صورت پہ گھمنڈ
کہ حسینان جہان کو ہی اطاعت پہ گھمنڈ

دل سی الفت کا اگر حرف زبان پر آئے
حور جنت سی پری قاف سی اوڑ کر آئے ۶۰

در صدف سے ہی تو ہی لعل گہر سے بہتر
شاخ سی گل تو ثمر ہی گل تر سے بہتر
قمر اختر سی تو خورشید قمر سے بہتر
جن سی انسان تو حورین ہین بشر سی بہتر

تل ہی مژگان سی تو ہی تل سی دو بالا ابرو
خط ہی رخسار پہ تو خط پہ ہے طرہ گیسو ۶۱

حسن صورت پہ نہ مغرور ہوا اتنا کوئی
نہ سمجھنا کہ نہین خلق مین ہمسا کوئے
جز خداوند دو عالم نہین یکتا کوئی
اجی خالق کی خدائی مین نہین کیا کوئی

اس مرقع کو عجب تجشی ہے تنویر اوسنے
ایک سی ایک پری کھینچی ہی تصویر اوسنے ۶۲

کب تلک جور و جفا خوف خدا بھی کچھ ہے
بی سبب ہے جو جفا خوف خدا بھی کچھ ہے
تا بکی ترچھی ادا خوف خدا بھی کچھ ہے
بت بے مہر و وفا خوف خدا بھی کچھ ہے

سب جہان تیرے طرف کیا نہین اپنا کوئی
ہم غریبونکا بھی ہی پوچھنی والا کوئے ۶۳

سنگدل تجکو مری ساتھ یہ کاوش کبتک
فکر وصلت مین مری لکو یہ کاہش کبتک
میری سوزش کی لیی غیر سے سازش کبتک
جستجو مین تری گرفتار ہون گردش کبتک

خاک در مین تری اکسیر کی تاثیر نہین
اور اگر ہو بھی تو مین طالب اکسیر نہین ۶۴

ہم بھی اب سکتی ہین تمنی جو کیا ایسا گرم
ایسا معشوق نکالا ہی اب اک گرما گرم
لو اجی چلکی سناتی ہین تمھین فقرہ گرم
سرد ہو گی جو وہ پہلو مین کریگا جا گرم

مثل خورشید جو وہ شکل دکھائیگا تمہین
اختر صبح کی مانند چھپائیگا تمہین ۶۵

رشک نسان و پری غیرت حور و غلمان
جان خوبان جہان مردم چشم انسان
با وفا ہوش ربا حشر خرام آفت جان
گلبدن غیرت نسرین و سمن غنچہ دہان
لب جان بخش پہ سب اہل جہان مرتی ہین
عیسی بہی اوسکی مسیحائی کا دم بہرتی ہین ۶۶

حلقۂ میم دہن کو دل ارمان کہیے
قد بالا کو بجا ہی الف جان کہیے
یای گیسو کو بلای سر یاران کہیے
لام ظلمات ہی وہ زلف پریشان کہیے
کسطرح عاشق شیدا نہ ہمارا دل ہو
کبھی ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو ۶۷

گذر اوسکا جو کبھی جانب دریا ہو جائے
جمع یہ مردم آبی ہون کہ میلا ہو جائے
کبھی بتخانہ مین آئی تو تماشا ہو جائے
کعبۂ ایمان خلق کا مسجود کلیسا ہو جائے
برہمن بتکدے کے گردون کو کہی واہ ری ہین
بت بہی بتخانی مین بول اوٹہی کہ اللہ ری ہین ۶۸

دل مین سوقت مضامین سراپا کا ہی جوش
جوش مضمون کا نہین بلکہ یہ دریا کا ہی جوش
سامعین جمع ہین ارباب تماشا کا ہی جوش
قتل ہوتی ہی ہوس عرض تمنا کا ہی جوش
حسن بے پردہ ہی باقی نہین وسواس تلک
دائرہ ولبنی ہمہ تن چشم ہی قرطاس تلک ۶۹

کلک نقاش ہمارا قلم رنگین ہے
ایسی شیرینی مضمون ہی کہ خط شیرین ہی
بکر معنی ہی دولہن آج نیا آئین ہے
صاف بندش نہین آئینہ پی تزئین ہے
طور دل پر شجر طور کی تصویر کہینچے
شمع بنجای قلم نور کی تصویر کہینچے

شعر الکتی ہین وہ مانگ ہی سلک گوہر
یا کھنچا ہی محک حسن پہ کوئی خط زر
یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر کوثر
کہکشان یا شب دیجور مین آئی ہی نظر
شانہ کہتا ہے زبان سی یہ نیا پہلو ہے
اوسی کی سر کی قسم صبح شب گیسو ہے

ہین عیان حسن کی شمشیر کی جوہر شفاف
کشش شین شب لف کا انداز ہی صاف
دفتر حسن کی کاتب کے لکھون کیا اوصاف
زور قدرت سی دیا ہی قلم مو مین شگاف
واہ کیا صفحہ سیاہی سی یہ تصویر لکھا
فاصلہ بیچ مین رکھکر خط تقدیر لکھا

آفت جان جو وہ گیسوئی سیا ہین دونون
دل پہنسانی کی لیی دام بلا ہین دونون
دیکھہ لو سلسلۂ جور و جفا ہین دونون +
ایک صیاد ہین ہرچند دوتا ہین دونون
دام الفت کی ہین آثار انہین دونون مین
دونون عالم ہین گرفتار انہین دونون مین

اوسکی بالونمین ہین اسطرح پروی گوہر
نکل آئی ہین شب تار مین جیسی اختر
رہ گئی یا شب گیسو متبسم ہوکر +
سنبل گلشن خوبی ہی یا شبنم تر
چوٹی مین نقرۂ موباف عجب زیبا ہے
دامن شب سی گریبان سحر ٹانکا ہے

لو ذرا ہیلی کرو جبہہ روشن پہ نظر
بدلی خورشید کی مہتاب سی پیدا ہی سحر
کیا صفائی ہی کہ پانی ہی خجالت سی گہر
معجز حسن عیان ہی اوتر آیا ہی قمر
لوح سیمین تو اسی کیا ید بیضا کہیے
غش نہ آجاے اگر برق تجلے کہیے

مطلع مہر تجلی ہے جبین پر نور
کوری دیدۂ خورشید فلک جا کی حضور
زرد ہی ماری خجالت کی رخ شعلۂ طور
دیکھی گر شمع رخ حور و پری ہو کافور

گل خورشید گلستان ضیا ہے وہ جبین
آبشار عرق شرم و حیا ہے وہ جبین

۵۶ ذرے افشان کی درخشان نہین پیشانی پر
شعلۂ آتش عارض سی اڑی ہین یہ شرر
الف آسا جو کہنچا ہی یہ خط قشقۂ زر
خط روہی ہے یہ یا دفتر خورشید و قمر
ذرے افشان کے جبین پر جو دمکتی دیکہے
اختر طالع خورشید سے چمکتے دیکہے

۵۷ ساغر بادۂ گلرنگ ہی آنکھونپہ نثار
مستی حسن سی سرمست ہوی ہین ہشیار
ڈورے آنکھونمین نہین جمع ہوی ہین میخوار
صاف ہی چہرۂ رنگین یہ گلستانکی بہار
مست سمجھین جو وہ آنکھین نظر آئین کالی
گہر کی آئین ہین گلستان مین گہٹائین کالی

۵۸ اونہین آنکھونکی تو ہی نرگس شہلا بیمار
اونہین آنکھونپہ تہو بادام ہی جانسی نثار
جام کہنکہی ہوی مست ہزارون ہشیار
جامی می زہر ہلاہل سی ہین دونون سرشار
زیست سی ہاتہ وہ دہوی جو یہ ساغر پائے
ساغر عمر ہو لبریز ابہی بہر پائے

۵۹ خضر دیکہے تو کہی ہین قدح آب حیات
پہر عاشق ہین مگر ساغر سم جام ممات
کیسی کالی جو گہٹا صاف ہی یہ نقص صفات
چہرۂ خورشید ہی اظہر من الشمس یہ بات
دیدۂ شوخ سیہ مست نہ متوالے ہین
کہل گیا دہوپ کی گرمی مین ہرن کالی ہین

۶۰ توسن طبع ہمارا بہی ہی کیا زور آور
چشم وحشی کی صفت مین نہین رکتا دم بہر
گردش چشم سیاہ و مژہ جانان پر
پہبتی اک اور سناتا ہی یہ نیزون اوڑکر
کسی صیاد نے برچہونمین ہرن گہیری ہین
چوکڑی بہرنی پر آمادہ ہین رخ پہیری ہین

۵۵۲ طرفہ آفت ہی بلا ہی نگہ افسون ساز
وقت نظارہ بہی باقی ہی حیا کا انداز
غیر اعجاز نہین ہی کوئی اسکا ہمراز
آنکہ اوٹہا کر کبہی دیکہا تو کیی سیکڑون ناز

واہ کیا سرمہ کے دنبالی سی بہی کام لیا
چشم بیمار جو اوٹہی تو عصا تہام لیا ۵۵۳

اوسکی رعنائی کی کیونکر ہون بیان مجہسی صفات
سیل آنکہونکی ہی مردہ دلان آب حیات
ہی دو لخت اوسکا ہر اک قول دو پہلو ہر بات
ہی مگر زہر ہلاہل کیطرح خوف ممات

ساتہ امید و رجا کی خطر فوت بہی ہے
خانہ زادان نگہ سی ملک الموت بہی ہے ۵۵۴

وصف وہ کیجیی چشم و مژہ و ابرو کا
موی مژگان نہین آنکہونپہ یہ ہین دست دعا
جو سنی صاف کہی صلِّ علی صلِّ علے
زیر محراب اوٹہای ہین باامید شفا

جنبش ہر مژہ آفت ہی خدا خیر کرے
نبض بیمار کو سرعت ہی خدا خیر کرے ۵۵۵

تیزی موی مژہ مین ہی بہلا کسکو کلام
کبہی فصاد اگر خواب مین لی اسکا نام
پردۂ دیدۂ بادام مشبک ہی تمام
ہر رگ جوہر نشتر سی لہو آئے مدام

عاشق سوزن مژگان جو کوئی ہوتا ہے
سفتہ آتی ہین در اشک اگر روتا ہے ۵۵۶

واہ کیا ابروی خمدار ہی سبحان اللہ
ماہ نو چرخ پہ اظہار ہے سبحان اللہ
قدرتی حسن کی تلوار ہے سبحان اللہ
یہ کمان طرفہ دو ہیوان دار ہی سبحان اللہ

گر مرقع مین بہی اس تیغ کی تصویر کہینچے
شرم سی مانی و بہزاد مین شمشیر کہینچے ۵۵۷

ایسا مضمون نہ ہی بر دو شبی کا کہ واہ
چاندنی رات ہی افشانی وہ گیسوی سیاہ
نوبتین بجنی لگین سب کہین سبحان اللہ
دیکہتی ہون جسی تا بد ہی وہ کری خوب نگاہ ۵۵۸

واہ کیا شکلین ہین قابل ہین یہ تصویرون کی
دیکھو نکلی ہی زرہ سا بی ہین شمشیرون کی

۸۷
واصف گوش ہین آنکھو نسی تمام اہل زبان
گل سی تشبیہ جو دین گل ہین تو ہین گت یہ کہان
دیکھہ پای جو صدف مثل گہر ہو غلطان
نالۂ عاشق شیدا یہ سنین کیا امکان
پردۂ شرم یہ آنکھو نسی اوٹھا دیتے ہین
سنکے اس کانسی اوس کان اوڑا دیتی ہین

۸۸
عارض صاف نہین شمس و قمر ہین دونون
صاف آئینہ سی بہی پیش نظر ہین دونون
رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون
دو ہین شمعین کہ ادہر اور ادہر ہین دونون
عکس اگر آئینہ مین نور فشان ہو جائے
دیکھنے والونکو چمک کا گمان ہو جائے

۸۹
ہی بجا دانتونکو گر انجم رخشان کہیے
کیا صفائی ہی نہین گوہر غلطان کہیے
کیا لب لعل کو گلبرگ گلستان کہیے
رنگ پیدا ہی غضب لعل بدخشان کہیے
رنگ یاقوت کا ہی لعل شکر بار مین سب
جوہری کی ہی دکان حسن کی بازار مین سب

۹۰
دہن تنگ مین تنگی سی نہین جای سخن
شرم ہی چور مگر اوسنی چرایا ہی دہن
پر چہپائی سی کہین چہپتی ہین ایسی ہی چلن
حسن دعوی جو کری صاف ہو مضمون شکن
بات پوشیدہ نہین ہی سندین ظاہر ہین ✤
ہونٹہ دونون تو گواہی کی لئی حاضر ہین

۹۱
نالہ غبغب سیمین پر اگر جای خیال
متعجب ہو کہی ماہ با غوش ہلال
لب سیگون ہی کلڑانکی مانند ہلال
مست دیکھین جو غبغب تو ہون گرم سفال
کوئی بچہ کی نہین راہ خدا خیر کرے
قرب بتخانہ ہی یہ چاہ خدا خیر کرے

سینہ دیکھیں کہ کریں پیش وہ کھلی گریباں پہ نظر
ابر او بہار او سینہ ہے پستاں کا غضب مایۂ سر
حسن کا ہی یہ اشارہ طرف شمس و قمر
میں بھی حاضر ہوں نہیں نور کا دعوی ہے اگر
دیتا چند فلک سے کسی عنوان آؤ
یہی گو ہی یہی میدان ہے یہی چوگان آؤ ۹۳

وصف پستان کری کیا کوئی کہ مشہور ہیں یہ
کہتی ہیں شمس و قمر قمقمۂ نور ہیں یہ
ثمر پیش رس نخل سر طور ہیں یہ
ہاتھ کسطرح سی پہونچی کہ بہت دور ہیں یہ
آشنا آنکھہ ہی جس عضو سے وہ انگیا ہو جای
طائر نور نظر سونی کی چڑیا ہو جاے ۹۴

شکم صاف تو ہی حسن کا دریا نایاب
گو تھی گہاٹ و سینہ ہی پستان جنکی کہتی ہیں حباب
جال ہی جالی کی انگیا کہ کری دل بیتاب
کیسی خشی کو رہی ہیان جو اسکا دم خواب
نور کی بحر رواں نور کے جنگلے دیکھے
نور کی کوٹھی و غیں نور کے بنگلے دیکھے ۹۵

روشنی ساعد سیمیں کی جو آجای نظر
شمع مہتاب ہی ہو چرخ پہ کو لا جلکر
گول گول ایسی ہیں مونڈہی کہ کریں دل میں اثر
گول گہر میں ہو فلک قید پڑی آنکھہ اگر
عرش پر جای اگر دہوم مچائیں مونڈہی
اہل کرسی کو بھی کرسی گرائیں مونڈہے ۹۶

واہ کیا پنجہ پر نور ہے سبحان اللہ
پنجۂ شاخی ہی تو تشبیہہ نہیں ہی دلخواہ
دیکھلو پنجۂ خورشید ہی یہ پیش نگاہ
او نگلیاں خط شعاعی ہی بہی باریک ہیں واہ
دور ادب سی ہی جو پنج آیت قدس کہیے
انگلی او تھی تو ہلال کا مخمس کہیے ۹۷

حلقۂ ناف نہیں ہی گرہ موج گہر
دل عاشق کی ڈبونی کی لٹی ہی یہ بہنور
ذرہ کیا حلقۂ گوش او سکی ہیں خورشید و قمر
دلکو تشبیہ نہیں لا دری ہی منظور نظر

صاف آئینہ ہی اوسکا شکم صاف نہین
عکس ہی چاہ زنخدان کا پڑا ناف نہین ۵۶۸

طرفہ معدوم کمر جسکی عدم مین بھی ہی موہوم
کیون نہ معدوم کی عاشق ہون جہانسی معدوم
موشگافونکو یہ عقدہ نہ کبھی ہو مفہوم
ہی جو یہ عشق کمر ہستی انسان معلوم
کیون نہ معدوم ہون اس نام پہ جو مرتی ہین
وہ کبوتر بھی ہین عنقا جو کمر کرتے ہین ۵۶۹

جوش پر نور کا دریا ہی زہی حسن شباب
حلقۂ ناف کو کسطرح نہ کہیی گرداب
موج ہی ہر روی خمدار تو پستان ہی حباب
ناخدا دیکھی اگر سینہ مین پھر آئی ابھی آب
منہ کو اوسکے صدف گوہر دندان کہیے
دست گلرنگ کو بھی پنجۂ مرجان کہیے ۵۷۰

ران کی وصف مین ہر چند ہی شفاف بیان
ساق پا شمع ہی ایسی کہ نہین جسمین دہوان
پر صفائی ہی یہانتک کہ پھسلتی ہی زبان
شمع مہتاب مین اسطرح کی تنویر کہان
مثل پروانہ ہی وہ کون جو مشتاق نہین
شمع فانوس مین ہی پانچے مین ساق نہین ۵۷۱

پای نازک ہی وہ نازک صفت پای خیال
کف پا صورت مہتاب ہین ناخن ہین ہلال
سجدہ کرتی ہین جسے دیکھ کی زہرہ تمثال
نقش پا طرفہ دکھاتی ہین سر راہ کمال
خوبصورت یہ دم جلوہ گری بنتے ہین
دیدۂ حور کبھی چشم پری بنتے ہین ۵۷۲

راست ہی مثل الف بسکہ وہ قد بالا
دل بنا دال تو ہی دال کہ ہو جان فدا
دال مین جیسی الف ولمین ہی یون اوسکی جا
شک نہین ثابت ہی تل کی جا تصور کیا
تل سویدا ہے تو پھر رنگ نرالا کچہ ہے
جان کی خیر نہین دال مین کالا کچہ ہے

شاعرانه یه سراپا جو کیا ورد زبان
ابھی کیا تو نی سنا اب وه کرون گرم بیان
پھر مخاطب سی کہا ہنسکی کہ او دشمن جان
شمع کیطرح جسی سنکر جبھی تو ہو سوزان
سنکے ہر عضو کی تعریف تجھے حیرت ہو
بوٹیان دانتونسی کاٹی جو ذرا غیرت ہو ۱۰۴

دیکھہ لی اوسکی اگر گیسوی شبرنگ کا جال
رنگ اوڑ جای کری گر رخ رنگین پہ خیال
پڑی جنجال مین دم بھر کا بھی جینا ہو وبال
منہ کی رونق نرہی دیکھہ کی زیبایش خال
دل ہو زلف عرق آلود سے ایسا پانی
نا پتا تو پھری ظلمات مین کالا پانے ۱۰۵

دیکھے گیسو تو پریشان ہو گیسو کیطرح
شوخی چشم بھگادی تجھے آہو کیطرح
آگے ابرو کی جھکی شرم سی ابرو کیطرح
گرمی ناز اوڑادی تجھی جگنو کیطرح
رخ سی پردہ جو اوٹھای تو یہ شرماے تو
منہ چھپا کر کسی جنگل کو نکل جاے تو ۱۰۶

مہندی ہاتھونمین ملی ہی جو وه حور مثال
اوسکو آجای جو آرایش کاکل کا خیال
شرم سی زرد کبھی تو ہو کبھی خشم سی لال
کنگھی چوٹی کا تو کیا ذکر ہی ہو زیست وبال
تجھے ہے دلپہ کسیطرح کا قابو تیرا
آرہ بنجاے تجھے شانۂ گیسو تیرا ۱۰۷

سر دھری پانون پہ تو منہ نہ لگاؤن تجھکو
گرمیان اوس سی کرون خوب جلاؤن تجھکو
آئینہ اوسکے کف پا کا دکھاؤن تجھکو
اگلی باتین جو ہین سب یاد دلاؤن تجھکو
روی تو مین کہون چل دور ہو منہ ڈھانپ نکل
پیٹ شرما کی لکیر اب کہ گیا سانپ نکل ۱۰۸

راہ مین سامنی آجای جو وه غیرت ماه
زلف دیکھی تو جہان ہو تری آنکھو مین سیاه
آنکھین پتھرائین تری خاک سوجھی تجھکو راه
برق آئینہ رخسار پہ ٹھہرے نہ نگاه

آہوی چشم جو وہ شوخ دکھادی تجھکو
خواب خرگوش تکبر سے جگا دے تجھکو

۱۰۹
منہ پہ جب ناز سی رکھہ لی تری آگی دامن
ہونٹہ چابی نظر آجای جو شیرین وہ دہن
جوش وحشت ہو تجھی چاک کری پیراہن
دیکھی گردن تو ندامت سی جھکا لی گردن
حلقۂ ناف و ذقن سی جو نگاہین لڑ جائین
غیر حالت ہو تری آنکھو نمین حلقی پڑ جائین

۱۱۰
نرگس مست سی دیکھی جو تجھی ایک نظر
شرم کی طرز کری جامی سی تجھکو باہر
عقل زائل ہو پیی بیخبری کا ساغر
جاتی ہین نیچی نگاہین کہین اوپر اوپر
ہون تری موی بدن ہو کی پریشان کہڑی
آنکھ پر آنکھ جو ڈالی تو کری کان کہڑے

۱۱۱
دیکھی انکھونکو تو دل تہام کی تو کہینچی آہ
پردہ ہو فاش ترا دیکھہ کی دزدیدہ نگاہ
صبح ہو جای غضب تجھپہ پڑی روز سیاہ
بہاگی تو چور کی مانند ملی تجھکو نہ راہ
دلکو مضطر صفت طائر پربند کرے
کوٹھری مین تجھی کاجل کی نظر بند کرے

۱۱۲
نیچی انکھونکو جو دیکھو تو بہت شرماؤ
بالی پتی جو نظر آئین تو تم پچتاؤ +
میٹھی باتو نسی کہٹائی مین پڑو پچتاؤ
مہندی دکھلای تلوونسی لگی جل جاؤ
اشک بھی آنکھو نمین بھر لاؤ تو وہ رونکری
آنسوونکو کبھی خلخال کے گھونگرو نکری

۱۱۳
چشم جادو جو نظر آئی تو تو شرما جائے
تیرگی چہرۂ شفاف پہ تیری چھا جائے
چار آنکھین وہ کری تجھسی تو تو گھبرا جای
رنگ میلا ہوا بھی چاند گہن مین آجای
کری اعجاز کا دعوی وہ صنم ہونٹھون پر
لب جانبخش سے آئی ترا دم ہونٹھون پر

تیغ غمزہ ہو وہ سفاک کہ تو ہو بیدم
سامنی تیرے اس انداز سی کہی وہ قدم
تیر مژگان جو لگای تو تری پشت ہو خم
ٹہوکرین کہا کی کہی ہای ستم ہای ستم
منہ کی بہل ہو کی خجل حسن کی میدانین گری
چاہ غبغب سے بچی چاہ زنخدان مین گرے ۱۱۵

رخ روشن سے نقاب اوسکی اگر وا ہو جاے
آستینونکو جو دیکہی تجہی سودا ہو جای
جل بجہی حق مین تری طور کا شعلہ ہو جاے
فاش اوس ساعد پرنور سی پردا ہو جاے
دامن شرم تلک ترک کری ساتہ ترا
کوچۂ چاک گریبان مین سے چہٹے ہاتہ ترا ۱۱۶

حسرت آئینہ عارض سی ہو سکتا ہو جای
دیکہی شیرین جو وہ لب دل ترا کہٹا ہو جاے
سایۂ زلف سیہ سی تجہی سودا ہو جای
غیر ہو حال ترا کیا سی ابہی کیا ہو جای
آنکہین اون تلوونسی تو ہو کی قدمبوس ملے
وہ تو منہ سی ملی اور تو کف افسوس ملے ۱۱۷

ہو خزان حسن جو دیکہی گل عارض کی بہار
پارہ پارہ ہو جگر آنکہہ جو اوس سی ہو دوچار
جنبش موی مژہ دیکہہ کی تو کہای خار
بیٹہہ جای ترا دل دیکہکی سینہ کا اوبہار
اوسکی آگی نہ کوئی تجکو قرینا آئی
سینہ دیکہی تو خجالت سی پسینا آئی ۱۱۸

آئی گر بزم طرب مین کسیدن وہ مینوش
چشم میگون نظر آجای تو اوڑ جائین ہوش
ساغر بیخبری پیکی رہی تو خاموش
ہو بنا گوش کا سوجانسی تو حلقہ بگوش
سامنی اوسکے نہ باقی رہین اوسان تری
آنکہونسی آنکہین کہلین کانونسی ہون کان تری ۱۱۹

لہر آئی کسی روز جو وہ دامن پاک
روبرو آئی پہن کر جو وہ آبی پوشاک
صورت موج کری اپنا گریبان تو چاک
پانی پانی ہو رہی آبروی حسن نہ خاک

ہاتھ تیرا نہ گریبان قبا تک پہونچے
ایک ہی غوطہ مین تو تحت ثری تک پہونچے

۱۲۰
چھیڑتی کو جو بھی وہ گل خندان تجھے
روی تو کچھ نہ بن آئی کسی عنوان تجھے
ہو مقابل جو وہ سلطان حسینان تجھے
ہار ہو جا تری جیت لی میدان تجھے
نہ ہی تاب ہو ناز کا گھوڑا ہو جاے
اوسکا موباف تری واسطے کوڑا ہو جای

۱۲۱
خدمت آئینہ داری جو کری تو منظور
آنی دی وہ نہ قرین سد سکندر ہو غرور
خاصدان اوسکا اوٹھای یہ تیرا کیا مقدور
ساتھ ڈولی کی جو دوڑی تو کہی ور ہو دور
حق تو یہ ہی ہے تجھے ہر طرح سی باطل سمجھے
پانچونکی بھی اوٹھانی کی نہ قابل سمجھے

۱۲۲
زیب زینت کا کسیدن جو وہ سامان کری
صورت آئینہ کیا تجھی حیران کرے
موج کیطرح تری دلکو پریشان کری
پانی پانی جو ہو تو اپنی طرف ہیان کری
پھر تو کچھ تجھسے نہ او کافر پی تدبیر بنے
اوٹ مین آئینی کی طوطی تصویر بنے

۱۲۳
اسقدر حسن خداداد کی ہو اوسکے دہوم
جو تری چاہنی والی ہین کرین گرد ہجوم
تو بھی تجکو بھی ہو اپنی حقیقت معلوم
مل کی ہر دم کف افسوس کہی یا مقسوم
شکل یوسف جو اوسی لاوین بازارو مین
تو بھی بڑھیا کیطرح آئی خریدارو مین

۱۲۴
در سی نکلی تو تجھی صورت دیوار کرے
آپ نقطہ ہو تجھی صورت پرکار کری
عشقبازونکی نگاہونمین تجھی خوار کرے
اک زمانہ تری معشوقی سی انکار کرے
گل جو کھاتی ہین گریزان صفت بو ہو جاین
تو مسلمان ہو تو عاشق تری ہندو ہو جاین

وصف

ایسی شوخی پہ عجب حال ہی مجھسی اوسکا
مہر سینہ مین نگاہون مین حیا دلمین وفا
مین فدا اوسپہ ہون وہ میری طرح مجھپہ فدا
دلکی صورت نہین ہوتا مری پہلو سی جدا
مجھسی برگشتہ تری طرح وہ محبوب نہین
اوسکو مطلوب نہین جو مجھی مطلوب نہین ١٢٦

جب مین جاتا ہون مجھی پاس بٹھا لیتا ہے
دنمین سو بار جو روٹھون تو منا لیتا ہے
ایسی کرتا ہی لگاوٹ کہ لگا لیتا ہے
ناز جو اوسپہ مین کرتا ہون وہ اٹھا لیتا ہی
بات نکلی جو مری منہ سی وہی بات کہے
دن کہون دن وہ کہی رات کہون رات کہی ١٢٧

کام ہی میری اطاعت سے اوسی آٹھ پہر
خاطرین میری ہین کیا کیا اوسی منظور نظر
رات بہر میری کرے خوشامد ہی تو منت دن بہر
ہاتہ گردنمین حمایل کبہی زانو پہ ہی سر
نگہ مہر جو کرتا ہون تو جی جاتا ہے
غصہ کہا کر جو گہرکتا ہون تو پی جاتا ہی ١٢٨

الغرض مینی سنائی جو اونہین یہ تقریر
غیرت حسن نی دکہلائی یہ اپنی تاثیر
ماری غصی کی ہوا پہول سا چہرہ تغیر
پہلی تو ہوگئی خاموش برنگ تصویر
پہر جو بولی تو کہا ہوش مین آ ہوش مین آ
او گرفتار قضا ہوش مین آ ہوش مین آ ١٢٩

خیر ہے خیر ہے میاں کیا ہوا کیا تجہکو
بات کرنی کا بہی آیا نہ سلیقا تجہکو
پیلی آیا ہی کہ سودی کا ہی دورا تجہکو
منہ اسی سی نہ کبہی مینی لگایا تجہکو
واہ جی زور یہ شوخی ہی نئی گرمی ہے
منہ بتاؤ کہ زبان خوب ہی چل نکلی ہے ١٣٠

اتنا کہل کہیلنا انسان کو نہین ہی بہتر
بدزبانی پہ زبان چلتی ہی کیسی فرفر
اسقدر جامی سی ہو جاؤ نہ اپنی باہر
بیٹہی بیٹہی لگا جاتی ہی ہماری منہ پر

ایسی دیدی کی صفائی تو نه دیکهی نه سنی
یه دلیری یه ڈهٹائی تو نه دیکهی نه سنی

۱۳۱ ابهی کل تک تو زبان منه مین نهین تهی گویا
بات کرتی هوئی منه خشک هوا جاتا تها
سطوت حسن سی پڑتا تها بدن مین رعشا
آنکهه اوٹهه سکتی تهی سر تو اوٹهانا کیسا
روح تهراتی تهی بر هم همین گر دیکهتی تهی
کانپ جاتی تهی جو هم بهر کے نظر دیکهتی تهی

۱۳۲ آنکهه دکهلانی سی مرتی تهی اجی تم هو وهی
سامنی آنکهه نکرتی تهی اجی تم هوئے هے
بات کرتی هوئی ڈرتی تهی اجی تم هو وهی
دبکی آگی سی گذرتی تهی اجی تم هوئے هے
راه مین بهی جو کبهی سامنی پڑ جاتی تهے
اوٹهه نه سکتی تهی قدم خاک مین گڑ جاتی تهی

۱۳۳ یاد هی آگی بهی همپر کبهی منه آتی تهے
آگے بهی همسی کبهی فقری کبهی جاتی تهی
آگی بهی آپ سی انداز سی اتراتی تهے
آگے بهی همپر اسیطرح سی جهنجلاتی تهے
بڑهی لی کبهی آگے بهی لیا کرتے تهے
اس ڈهٹائی سی کبهی بات کیا کرتی تهی

۱۳۴ ساری تقصیر هماری هی قصور آپکا کیا
رحم ایسونپه نکرتی نه اوٹهاتی صدما
منه لگایا تمهین همنی یه اوسکی هی سزا
سر چڑهایا تمهین همنی یه هماری هی خطا
کج اداؤن سی مروت نه همین کرنی تهے
بیوفاؤن سی محبت نه همین کرنی تهے

۱۳۵ طره ان سب په یه هی چال بهی سیکهی هی کیا
زور گرمی نئی شوخی هی نیا هے فقرا
کهتی هین همنی نیا یار کیا هے پیدا
اوسکی زلف ایسی هی رخسار هی اوسکا ایسا
سچ هی هاته آپکی ایسا هی هے دلبر آیا
آپنے مجهسے کها اور مجهے باور آیا

واه کیا بات بنائی ہی اجی کیا کہنا   نئی تمہید اوٹھائی ہی اجی کیا کہنا
خوب بلی پرکی اوڑائی ہی اجی کیا کہنا   کیسی دیدی کی صفائی ہی اجی کیا کہنا
کیون نہو واه نئی طرح کی چالاکی ہے
اسکو چالاکی نہین کہتی ہین بیباکی ہے ۱۳۷

چشم بد دور نیا یار ملا ہے انکو   ہمسے بہتر کوئی دلدار ملا ہے انکو
کوئی یوسف سر بازار ملا ہی انکو   جان بیچینگی خریدار ملا ہے انکو
اوسی معشوق سے دل اپنا لگائین گی یہ اب
پوچھنا کیا ہی مزی خوب اوڑائین گی یہ اب ۱۳۸

اب وسی آئینہ رخ کی یہ حیران ہونگے   اب وسی زلف پریشان کی پریشان ہونگے
اب اوسیکی لب جانبخش پہ بیجان ہونگی   اب اوسیکی نگہ ناز پہ قربان ہونگی
کیون پسند آئین گی اب ناز ہمارے انکو
سچ ہی کیون بہائین گی انداز ہمارے انکو ۱۳۹

چلو جی خوب ہوا ہمنی بہی فرصت پائی   مٹ گیا مفت کا خنجال فراغت پائی
جان جہگڑی سی چہٹی روز کے راحت پائی   سیمتن تمکو ملا ہمنی بہی دولت پائی
تم اوڑایا کرو گلچھری وہان بے کھٹکے
اپنی بہی چین سی گذرینگی یہان بی کھٹکے ۱۴۰

غمزہ خونریز ہی عشوہ ہی ہمارا جلاد   راتدن رہتی تہی ان دونون کو مشق بیداد
جہگڑی ہر روز رہا کرتی تہی ہر روز فساد   خوف ہتا تہا کہ پڑ جای نہ بیڈہب افتاد
تیغ ابروی غضب کام نہ اپنا کرجائے
نگہ قہر سے بیجرم نہ کوئی مرجائے ۱۴۱

پہر لگی کہنی کہ او تیز زبان او طرار   او وفا دشمن و آوارہ مزاج او عیار
او پراگندہ دل و دلشکن او دل آزار   بی ادب ہرزہ درا یاوہ سرا بد اطوار

اب کبہی نام ہمارا جو زبان پر آیا
جان لی قہر خدا تجہپہ مقرر آیا ۱۴۲

کہلی یہ کہنی لگی جی مین ذرا تو شرما
ابہی کل تک تو یہ کہتا تہا کہ تم ہو یکتا
آج کہتا ہی کہ وہ یار کیا ہی پیدا
جو کہین صورت و سیرت مین ہی تمسی اچہا

خیر صاحب وہی گلفام مبارک ہو تمہین
ہم ہوی خار گل اندام مبارک ہو تمہین ۱۴۳

پر وہ محبوب کہان اوسکو یہان بلواؤ
کیسی صورت ہی کس انداز کا ہی دکہلاؤ
یہ تو کیا دخل کہ تم یہانسی قدم سرکاؤ
آدمی اوسکے بلانے کو مگر بہجواؤ

ایک اشارا بہی تمہارا وہ اگر پائے گا
تابع حکم ہے فی الفور چلا آئے گا ۱۴۴

زلف و رخسار ذرا ہم بہی تو دیکہین اوسکی
لب اعجاز نما ہم بہی تو دیکہین اوسکے
ناز و انداز و ادا ہم بہی تو دیکہین اوسکے
غمزہ ہوش ربا ہم بہی تو دیکہین اوسکے

ہم بہی دیکہین کہ وہ آشوب جہان کیسا ہی
سامنی لاؤ تو جی ہی وہ کہان کیسا ہے ۱۴۵

صید کی تاک مین مدت سی ہی شہباز نظر
خون بسمل کا ہی مشتاق ادا کا خنجر
فکر نخچیر مین جلاد غضب سے ہے مضطر
جستجو ہی رگ جان مین ہی غمزہ کا نشتر

سامنی لاؤ جو اوسکو تو تیا رنگ کرین
خنجر ناز و ادا سی ابہی جو رنگ کرین ۱۴۶

ترک غمزہ ہی سنبہالی ہوی شمشیر دو دم
صف مژگان کا یہ غیرت سی ہولہ ہے عالم
ہاتہ عارض پہ دہری کہاتی ہین قرآن کی قسم
آگی آئیگا فرشتہ ہی تو چہوڑین گی نہ ہم

قول ہی چشم سخن گو کا کہ ہم اول ہین
کاکلونکو ہی یہ دعوی کہ میان سو بل ہین

سوجی چشم فسونساز کا ہر دم ہی کلام
فتنۂ حشر کو سایی مین ہیری ہے آرام
چلتی ہی تیغ قضا لیکی مرا نام مُدام
چار چشمی کا جو دعوی ہی تو آئی خود کام
ڈہاؤنگی اوسپہ غضب قہر لئے بنکر
پہونک دونگی مین سراپا اوسی بجلی بنکر ۱۴۸

زلف کہتی ہی کہ آئی تو مقابل میری
ماری کوڑونکی اوڑا دونگی مین دہجی اوسکی
غیر ممکن ہی مری جالسی پہنسکر نکلی
بل کری لاکہ نچہوٹی وہ مری پہندیسی
دور سے سایہ نظر آئی تو مشکین کس لون
سامنی آئی تو اوڑنا گنی بنکر ڈس لون ۱۴۹

نیچی کہتی ہین ابرو کی بہی کہنچ کہنچ کر
لائو میدانمین تو دکہلائین ہم اپنی جوہر
لاکہ ہو تیز نگہہ لاکہہ ہو وہ شوخ نظر
ترکین وار کہان تیغ قضا کی ہی سپر
سامنی ہو تو حقیقت ابہی ساری کہل جائی
جوہر اپنی جو کہلین اوسکی بہی قلعی کہلجائی ۱۵۰

صاعقہ بنکی کری کام یہ دندان کی چمک
ہوچکا چوندا وسی جائی وہین آنکہہ جہپک
نہ سنبہلنی دی اوسی شعلۂ عارض کی لپک
طرّہ ان وتونیہ ہو جبہۂ روشن کی جہلک
ٹہوکرین کہا کی گری دیر ذرا بہی نہ لگے
گر پڑی چاہ زنخدان مین پتا بہی نہ لگے ۱۵۱

گات کہتی ہی کہ مجہہ مین کرامات کی بات
ہو مقابل جو مری حسن پریزاد ہیہات
مونگ چہاتی پہ دلون اوسکی جو آئی بدذات
شفتلون کی کہین منہ لگتی ہین عالی درجات
گروہ جی چہوڑ کے بہاگا ہی یہانسی خسلکر
بیڑیان پاؤن کی بجائیگا جو بن ڈہلکر ۱۵۲

زلف کیطرحسی بل کہا کی یہ کہتی ہی کمر
ایسی انکہین تو کہان اوسکی جو آؤنمین نظر
ہان مگر اوسکو جو ہو سوی عدم قصد سفر
جادۂ راہ کی مانند بنون مین رہبر

چوکڑی بہول کی بہجاتی وہین آہوے ناز
کری جوگی بگڑ جاے گت انداز ❊ ❊
۱۵۳

زانو و ساق بلورین کی بہی ہی گفتار
پاؤن بہی اوس سی ہی نہ دبواؤن کری لاکہ اصرار
ہمکو دیکہی تہی نہ زانو ہی اوٹہی سر زہسار
کہٹ پا چہوتی نہ دن ہاتہ وہ دوڑاتی ہربار

تو بہی داغ پہ وہ داغ برابر کہاے
ہر قدم پر روش ناز سے ٹہوکر کہاتی
۱۵۴

الغرض خوب ہی وہ جوش مین آکر برسا
لیکن اسیر ہی شرارتسی نہین باز آیا
ساتہ ہنسکر اوسی بہی منہ مین جو آیا سو کہا
گرمی طبع سی سوجہا مجہی اور اک فقرا

دفعتاً اوٹہ کی کہا مینی کہ لو وہ آے
ہوشمین آؤ اجی فکر کرو وہ آے
۱۵۵

یک بیک سنکی وہ اوس بات کو پہلی جہجکا ❊
دشمنونکو نرہا ہوش سراپا کا ذرا
سوی در اوٹہ گئی آنکہ آپ بہی گہبرا کی اوٹہا
کہائی ٹہوکر بہی ہوا سر سی دوپٹہ بہی جدا

دوڑ کر مینی سنبہالا تو سنبہلکر اوٹہا
شعلہ گویا دل بیتاب سے جلکر اوٹہا
۱۵۶

رنگ اوس گلکی نزاکت نی نیا دکہلایا
یون خجالت کو مٹانی لگا یون فرمایا
منہ دہوان ہو گیا آنکہونمین اندہیرا آیا
ہیچ ہی پریونکو بہی ہو جاتا ہی اکثر سایا

دل دہڑکتا ہی نظر کچہ نہین آتا ہمکو
جی کہی مین نہین یارب یہ ہوا کیا ہمکو
۱۵۷

کہکی مجہسی یہ کہا آپ اب آرام کرین
جائین اخلاص اوسی سی سحر و شام کرین
فائدہ کیا نہ زیادہ مجہی بدنام کرین
آپ ہون مست اوسی ساقی گلفام کرین

چہیڑ کا ہوتا ہی انجام برا یاد رہے
ہمنی کیا جانیی کیا پاس کیا یاد رہے

او ملی باتو نمین جو مینی یہ لگاوٹ پائی
گر پڑا پاؤن پہ کی عرض زہی دانائی
عشق پہر تازہ ہوا جوش مین الفت آئی
مجکو بہی سمجہا ہی تو اپنی طرح ہرجائی
سوز دل تہا یہ فقط تیرے طلبگار ہین ہم
تو مسیحا ہی وہی اور وہی بیمار ہین ہم
١٥٩

حور آئی جو کبہی راہ بتائین اوسکو
ماہ بہی ہو تو ترا ہالہ بنائین اوسکو
منہ دکہائی جو پری منہ نہ لگائین اوسکو
بنکی خورشید بہی آئی تو جلائین اوسکو
لاکہہ دل ہون تو فدا صورت پروانہ کرین
شمع رو تیرے سوا غیر کے پروانہ کرین
١٦٠

سنکی تقریر مری کہنی لگا وہ طناز
تمنی دیکہی نہین دنیا کی نشیب اور فراز
تمکو معلوم حسینونکی ابہی کیا انداز
طاقت صبر بہی کچہ چاہیی ای بندہ نواز
بی مشقت کوئی ہو سکتا ہی ہمراز کہان
جب تلک سوز محبت مین نہو ساز کہان
١٦١

الفت گل مین جو بلبل کا ہوا چاک جگر
جلکی پروانہ جو محفل مین ہوا خاکستر
گوش گلکی لیی تب اشک ہوی اوسکی گہر
نام روشن کیا تب شمع جہانمین یکسر
عشق مین شان زلیخا کی شہانی پائی
پیر ہوکر غم یوسف مین جوانی پائے
١٦٢

قیس و فرہاد کو کیا کیا نہوی رنج و ملال
ہو جو غیرت تو طمانچونسی کرو منہ کو لال
بچی چہری وامق و نل ہو گئی الفت مین حلال
اتنی سی باتمین آنی لگی غیرون کی خیال
چار دن تمسی محبت نہ نبہی دیکہہ لیا +
کیا تنک حوصلہ ہو جاؤ اجی دیکہہ لیا +
١٦٣

شکر صد شکر امیر اب تو گیا غم کا اثر
رکہہ لیا پاؤن سی زانو پہ اوٹہا کر میرا سر
عاجزی سی مری ڈہیلا ہوا وہ شکر
صحبت عیش جو آگئی تہی ہوئی بار دگر +

یارب احباب نہ احباب کی نظرون سی گرین
دن پھری جیسی مری ویسی زمانی کی پھرین

تمام ہوا

واسوخت ششم

باسم تاریخی

بانگ اضطرار

۱۲۸۴ھ

۱
یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا
شمع فانوس بیان شعلہ آواز نہ تھا
جلوۂ حسن ادا حوصلہ پرداز نہ تھا
اک جہان کشتۂ تیغ نگہ ناز نہ تھا
آنکھیں خونریز نہ تھیں خنجر قاتل کیطرح
لوٹتی تھی دل عشاق نہ بسمل کیطرح

۲
پانون پردیسی نکلا تھا تمہارا باہر
صحن تک بھی تمہین دالان سی آنا تھا سفر
صورت آئینہ تھی خانہ نشین شام و سحر
ڈرتی ڈرتی کبھی جاتی تھی اگر جانب در
دیدۂ نقش قدم سی تمہین تک جاتی تھی
دیکھکر سایہ کو ہمراہ جھجک جاتی تھی

۳
اکھی زیب سے تھی تمکو نہ زینت سی خبر
ہاتھ مہندی سی تھی پنجۂ مرجان اکثر
مسی ملنی کا نہ لپکا تھا نہ سرمہ پہ نظر
آتش رنگ حنا سی نہ جلاتی تھی جگر
دامن زلف تلک دسترس شانہ نہ تھا
آئینہ پرتو عارض سی پریخانہ نہ تھا

بوی عارض سی معطر تہا نہ یون گلشن دہر
نہ اوگلتی تہی کبہی افعی گیسو یون زہر
قلزم حسن سی اوٹہتی تہی نہ بیداد کی لہر
شہرۂ ماہ رخ صاف نتہا شہر بشہر
جان آفاق تہی عاشق دلگیر جمال
کہنچ کی جاتی نہ تہی ہر شہر مین تصویر جمال ۵۵

سیکڑون آئینہ حسن کی حیران کب تہی
لاکہون گیسوی پریشان کی پریشان کب تہی
اتنی وحشت زدہ نرگس فتان کب تہی
اسقدر مشتری سیب زنخدان کب تہی
کوچہ یون آٹہ پہر مصر کا بازار نتہا
تمتو یوسف تہی مگر کوئی خریدار نتہا ۵۶

کون تہا میرے سوا چاہنی والا صاحب
خانگی ماہ تہی تم اور مین بالا صاحب
میری چاہت سی ہوا رتبہ دوبالا صاحب
میری بدنامیو نسی نام نکالا صاحب
فکر کی مینی بہت حسن مین تب طاق ہوئی
نئی مضمون کیطرح شہرۂ آفاق ہوئی ۵۷

سیر پر تمکو نظر تہی نہ تماشی پہ نگاہ ÷
مثل یوسف کبہی دیکہی تہی نہ بازار کی راہ
ماہتابی پہ نہ چڑہتی تہی کبہی شام و پگاہ
بلکہ خورشید نی دیکہا تہا نہ سایہ ہی ماہ
شوخیان طبع مبارک مین یہ زنہار نتہین
کہڑکیان گہر کی کبہی جانب بازار نتہین ۵۸

روز ہوتی تہی نہ یون پہولونکی زیور کی خرید
خز و دیبا کی پی جامہ نتہی قطع و برید
اک جہان گو کہ تہا مشتاق برنگ مہ عید
پر نہ حاصل تہا کسیکو مزۂ گفت و شنید
جمع ہوتی تہی نہ یون اہل غنا شام کی وقت
قصہ گویونکو بلاتی تہی نہ آرام کے وقت ۵۹

اب جو ہر بات مین یکتا ہوئی ماشاء اللہ
عربدہ جو ستم آرا ہوئی ماشاء اللہ
مائل سیر و تماشا ہوئی ماشاء اللہ
غیر ہم غیر احبا ہوئی ماشاء اللہ

جمگھٹی آپکی محفل مین بڑے رہتے ہین
منتظر ہم پس دیوار کھڑے رہتے ہین ۱۰

یہ نہ سمجھے تھی کہ ہوگی یہ قیامت ہمپر
غیر لوٹین گی مزی آئیگی آفت ہمپر
امتحان دم شمشیر عداوت ہمپر
ظلم و جور و ستم و خواری و ذلت ہمپر
کچھ ہوا آخر تہا کچھ اور گمان درویش
قہر درویش تہیدست بجان درویش ۱۱

دلمین سوچو کہ طرحدار بنایا کسنے
اسطرحکا تمہین عیار بنایا کسنے
دلربا دیکی دل ای یار بنایا کسنی
ساری معشوقون کا سردار بنایا کسنی
کب سلیقہ تہا تمہین زینت و زیبائی کا
کسکی صدقی مین یہ شہرہ ہوا رعنائی کا ۱۲

ساری احسان مری نام خدا بہول گئی
ذائقہ مہر کا الفت کا مزا بہول گئے
بیوفائی پہ چلی راہ وفا بہول گئے
پچھلی باتونکو تم ای ماہ لقا بہول گئے
ابتو دل اور دماغ اور ہی شان اور ہی ہے
آن بان اور زبان اور بیان اور ہی ہے ۱۳

راتدن صحبت اغیار ہے اللہ اللہ
دل ہین پامال وہ رفتار ہے اللہ اللہ
گہر مین ہنگامہ بازار ہے اللہ اللہ
دم نکلتی ہین وہ گفتار ہے اللہ اللہ
آئین احباب قدیمی یہ اجازت ہی نہین
لنگی چوٹی سی کہیدم تمہین فرصت ہی نہین ۱۴

عام چاہت ہوئی اب عشق کی بیمار ہین سب
گرم بازار ادا سرد طبیبون کے مطب
درد دل درد جگر سوز درون خشکی لب
آنکھین بیمارونکی ہین شربت دیدار طلب
خوش ہوا سا زمین بن آئی ہی عطارونکی
ڈولیان روز چلی آتی ہین بیمارون کی

۱۵ کوئی جا باز تری کوچہ ہی اب بستی ہین
خنجر ناز سی لاکھونکی گلی کٹتی ہین
جا بجا بیٹھی ہوئی نام ترا رٹتے ہین
شربت مرگ کی پیاسونمین قدحی بٹتی ہین
خون غریبونکی رواں لب صفت آب نہین
کس سحر کوچہ ترا مسلخ قصاب نہین

۱۶ روز چھپ چھپ کے چلی آتی ہین غیرونکی پیام
اونسی ہوتی ہین اشارونمین لگاوٹکی کلام
کٹنیاں بھیس بدلکر تمہین کرتی ہین سلام
حال آئینہ ہی چاہون تو کہون نام بنام
خط پہ خط آتی ہین پوشیدہ نہین یارون پر
بیٹھی رہتی ہین کبوتر تری دیوارونپر

۱۷ راتدن صحبت اغیار رہا کرتی ہے
طبع تمسی مری بیزار رہا کرتی ہے
بزم انہین لوگونسی بازار رہا کرتی ہے
گرد تمہین دیوار رہا کرتی ہے
خیر کیا واسطہ بہتر ہوا اگر جور سے تم
ناز اوٹھواؤ یہ بیجا کسی مزدور سے تم

۱۸ ہمسی اولجھی ہوئی گفتار ذرا اور سنو
بیرخی ہمسی یہ ہر بار ذرا اور سنو
ہمسی اوکھڑی ہوئی رفتار ذرا اور سنو
ہم رکاوٹ کی سزاوار ذرا اور سنو
دور غمزی ہین یہ سرکار کی دانائی سے
ایسی چالین رہین صاحب کسی ہرجائی سے

۱۹ خیر تمکو جو نہین پاس ہمارا صاحب
کہین وابستہ اگر دل ہی تمہارا صاحب
بجز الفت سی کیا ہمنی گنہ کارا صاحب
سلسلہ قطع ہی کب ہے یہ گوارا صاحب
آپکے دلمین محبت کا اگر نام نہین
خوش رہو خوش رہو بندیکو بھی کچہ کام نہین

۲۰ بد بلا تم ہو تو ہین ایک بلا کش ہم ہے
تمکو پروا نہین تو تم پہ نہین غش ہم ہے
برق وش تم ہو تو پرکالۂ آتش ہم بھی
ڈھونڈ لینگی کوئی محبوب پریوش ہم بھی

دل ہی بلبل تو کہان چہرہ گلرنگ نہین
پانو نہین لنگ نہین ملک خدا تنگ نہین

۲۱ بھر غواص عدن مین در غلطان لاکہون
دل ہی دریا ہی جو منظور تو خواہان لاکہون
پہول گلشن مین بہت قاف مین پریان لاکہون
ماہرو زہرہ جبین مہر درخشان لاکہون

جگمگاتا کونسی جا ماہ جبینون کا نہین
شہر آباد ہی کچہ کال حسینون کا نہین

۲۲ تو بہی تاک مین ہم ہو یہ ستاؤن تمکو
آنکہین کہلجائین وہ خورشید دکہاؤن تمکو
شمعرو ایسا نکالون کہ جلاؤن تمکو
اشک بنجاؤ تو نظرون سی گراؤن تمکو

نہ ملون گلی خوشامد کے جو ارشاد کرو
بہول جاؤن تمہین ایسا کہ بہت یاد کرو

۲۳ ڈہونڈہ کر کوئی طرحدار نکالون ایسا
ذرہ تم سامنی اوسکی ہو وہ خورشید لقا
تم بہی دیکہو تو کہو صل علی صل علے
کم نما جیسی کہ خورشید کی پہلو مین سہا

فخر خوبان جہان چست بہی چالاک بہی ہو
اپنے غمزے کیطرح قاتل بیباک بہی ہو

۲۴ چاند سا چہرہ شب مہ جو دکہائی تمکو
گرم صحبت ہو تو ہنس ہنس کے رولائی تمکو
کرم شب تاب کی مانند اوڑائی تمکو
آپ تو برق بنی ابر بنائی تمکو

سامنی اوسکے کہان دانش و فرہنگ ہی بات
صورت غنچہ نہ نکلے دہن تنگ سے بات

۲۵ دام مین لائی نہین گیسوی پیچان اوسکا
داغ دی چاند سا رخسارۂ تابان اوسکا
کنوین جہنکوائی نہین چاہ زنخدان اوسکا
طوق ہو تمکو یہ نوسا گریبان اوسکا

عرق شرم حضور گل رخسار آئے
سر جہکا او جو نظر ابروے خمدار آئے

۲۶ کان کھلجائین کرو آنکھہ کی شوخی جو نظر
آنکھین پھر ائین جو کانونکی نظر آئین گہر
ہونٹھہ کاٹو جو پڑی آنکھہ لب لعلین پر
نیت کردی تمھین نظارہ عنقای کمر
رنگ فق ہو شکم صاف کی نظاری سے
حلقی آنکھونمین پڑین ناف کی نظاری ہی

۲۷ زلف پرپیچ کری تمکو گرفتار رسن
کنوئین مین ڈوب مرو دیکھلی وہ چاہ ذقن
تنگ جینی سی ہو ہنگام تماشای دہن
صبح کردی جو نظر آئی بیاض گردن
کھینچی رشک صف مژگان کی خلش خارونمین
آتشین چہرہ لٹای تمھین انگارون مین

۲۸ دلکو دہچکا ہو کمر کی جو لچک آئی نظر
دم پھڑک جای جو نتھنونکی پھڑک آئی نظر
درد دل چمکی جبین کی جو چمک آئی نظر
غمسی لٹ جاؤ جو گیسو کی پھڑک آئی نظر
سینۂ صاف جو سر مشق تصور ہوجاے
شکل آئینہ ہو سکتایہ تحیر ہوجاے

۲۹ دیکھو وہ لعل سی زیب تو شامت آئی
سرمگین چشم ہی آنکھونمین اندھیر اچھائی
زلف کج تمکو مقدر کی کجی دکھلاے
راستی قامت موزون کی قیامت ڈھاے
بیکلی دلمین ہو پیدا جو کلائی دیکھو ✣ ✣
کیا ملو ہاتھ جو وہ دست حنائی دیکھو

۳۰ کبھی آمادہ جو ہو رقص پہ وہ مایۂ ناز
ایسی بچھہ جاؤ کہ تم فرش ہو پا انداز
شمع سان پھوٹ بہو دلمین یہ پیدا ہو گداز
نیش عقرب ہو تمھین جنبش مژگان دراز
خشم آلود نگہ زہر کا دی جام تمھین
سانپ بن بنکی ڈسی زلف سیہ فام تمھین

۳۱ گر پڑی اشک جو آنکھین کبھی آنکھونسی لڑین
پھول سی جھڑسی لالی تمھین جلنی کی پڑین
باتین رنگین وہ کری منہ سی گل تازہ جھڑین
خار ہو تمکو یہ پھانسین دل نازک مین گڑین

سرو آسا جو قدرت دکھائے تمکو
خوب رسوا کری جھنڈی پہ چڑہای تمکو

۳۲ ایسی آوازی کسی ہل نسکین آپ کی لب
پھبتیان ایسی کہی تمپہ کہ چھا جائین وہ سب
گرمیون پر اگر آجای نہین جای عجب
بھاگتی راہ نپاؤ وہ گری برق غضب

گرم فقرہ اوسی ہر وقت وہ موزون سوجھی
قافیہ تنگ کری تمکو نہ مضمون سوجھے

۳۳ میلی ہوتی ہین بہت شہر مین بھاری بھاری
جاتی ہین ساری حسین کر کی وہان طیاری
شہر اُمڈا ہوا ہر سمت سی سڑکین جاری
کثرت ایسی کہ زمین بوجھ سی جھکی عاری

امرا جتنی ہین سب سیر کنان ہوتی ہین
عشقبازونکی بھی انبوہ وہان ہوتی ہین

۳۴ ابکی جاؤ گی کہین ہو کی جو گاڑی پہ سوار
اوسکو بھی لائینگی اوس میلی مین ہم کر کی سنگار
دیکھین ہوتا ہی دل آفاق کا کس گلپہ نثار
بندھتی ہی کسکی حضور اہل تماشا کی قطار

توسہی کوئی نہ پوچھی تمہین گاڑی ہانکو +
تالی بج جای بہت خوار ہو بغلین جھانکو

۳۵ بس امیر اب نہین باقی ہی شکایت کا مقام
دیکھو کس رنگ سی کرتی ہین وہ ملنی کا پیام
غمزہ کہتا ہی کہ اب غیر کا ہم لینگی نہ نام
آئی آئی ہی چشم سخنگو کا کلام ++

تھا جو اندیشہ تمہارا وہی اب کام آیا
چپ ہو چپ رہو لو صلح کا پیغام آیا

واسوخت امیر تمام ہوئے

امانت

سید آغا حسن صاحب مغفور متخلص بہ امانت ابن
میر آغا ابن سید علی ابن سید محمد تقی ابن سید علی رضوی
مشہدی کلید بردار روضہ جناب علی موسیٰ رضا
علیہ السلام والف الف تحیۃ والثنا ہیں سید آغا حسن صاحب
امانت مغفور سنہ ۱۲۳۱ ہجری میں پیدا ہوے اور
بیس برس کے سن تک ان مغفور عالی طبیعت کو
تحصیل علوم کا شوق رہا پندرہویں برس
شعر گوئی کی طرف طبیعت کو رغبت ہوئی دوچار

سلام تصنیف فرمائے اوس زمانہ مین میان دلگیر صاحب مرحوم مرثیہ گوئی اور سلام گوئی مین اوستاد کامل تھی اور والد ماجد سے ان مغفور کے اور میان دلگیر صاحب سی نہایت ربط و اتحاد تھا اس سبب سی سید آغا حسن صاحب مغفور کو اونکی والد ماجد میان دلگیر صاحب کی پاس لیگئے اور کہا کہ چاہتا ہون کہ یہ بندہ زادہ آپکی علم و کمال سے مستفیض ہو یہ کہکی وہ سلام پیش کیے میان دلگیر صاحب نی اون سلامون کو دیکہکے نہایت تعریف کی اور کہا کہ ابتدا مین جب ایسی طبیعت پائی ہی تو انتہا مین درجۂ کمال حاصل ہوگا یہ کہکے اون سلامون پر جا بجا اصلاح دی اور امانت تخلص تجویز کیا کچہ دنون تو یہین سلام گوئی رہی بعد اسکے طبیعت غزل گوئی کیطرف رجوع ہوئی غزل کہکی میان دلگیر صاحب کو سنائی اونہون نی عذر کیا کہ مین غزل نہین کہتا اسوجہ سی اسکی اصلاح مین معذور ہون اوس دنسی بجای خود غزل گوئی اختیار کی قصہ مختصر بیس برس کی سن مین بسبب امراض باردہ خود بخود زبان بند ہوگئی اور بذریعہ تحریر کلام کرنا اختیار کیا اس بیکاری اور خاموشی مین شعر گوئی درجۂ کمال کو پہنچی اور امرا اور شرفا اور شعرای شہر مشتاق و مداح ہوئی اور اکثر لوگ شاگرد ہوی اوسی عروج طبیعت مین شاہزادہ عالی وقار صاحب عالم مرزا ہمایون بخت بہادر بہی بہ اعلان مشاعری مین شاگرد ہوے کئی برس مین بکوشش اونہون نی دیوان انکا جمع کیا اسی اثنا مین ایک واسوخت نہایت عاشقانہ اور دلچسپ ایک سو دس بند کا کہا ایک دوست نی وہ واسوخت انسی بہانے سے لیکر اپنی پاس بند کر رکھا اور کہا کہ یہ واسوخت باعث بری فخر کا ہوگا کہ سوا میری اور کسی انکی دوست اور شاگرد کے پاس نہوگا اونہون نی بہت اوس واسوخت کو مانگا مگر اونہون نی ندیا اوس واسوخت کی بعد یہ واسوخت مشہور کہ تین سو سات بند کا ہے سنہ ۱۲۵۹ ہجری مین تصنیف کیا اس واسوخت کی تصنیف کرنی مین تین بار ایسی علیل ہوی کہ نوبت ہلاکت کی پہونچی تہی ابہی واسوخت مذکور ناتمام ہی تہا کہ اونکو شوق زیارت عتبات عالیات پیدا ہوا اور سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین زیارت سے مشرف ہوئی اور ببرکت معجزہ جناب امام حسین بعد دعا کے جو زبان کہ بند ہوگئی تہی خود بخود روضہ مین بعد دس برس کے گویا ہوگئی اوس دفعی باتین کرنی لگی مگر کچہ

لکنت زبان مین تا مرگ رہی ایک برس مین زیارت سی مشرف ہوکر پہر وارد لکہنؤ ہوے اور واسوخت ناتمام کو تمام کیا اور سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین ایک محفل قرار دی کہ تمام امرا و رؤسا اور شعرای شہر جمع ہوے اور یہ واسوخت ایک جلسہ مین پڑہا گیا بعد اوسکے یہ واسوخت صدہا بار شہرون مین چہپا اور آج تک چہپتا جاتا ہی بعد اسکے احباب نے فرمایش کی قصہ راجہ اندر اسطرح نظم کیجیے کہ جسمین غزلین اور مثنوی اور شعر اور ٹہمریان اور دادری اور ہولیان اور بسنت اور ساونون اور چہند ہون تاکہ اس زبان مین بہی طبیعت کی جودت اور ذہن کی رسائی دیکہین بسبب اصرار ہر دوست و یار چار ناچار سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین یہ قصہ تصنیف کیا اور اندر سبہا اوسکا نام رکہا کہ آج تک خاص و عام کی زبان پر جاری ہی مگر چونکہ اندر سبہا کا تصنیف کرنا خلاف شان تہذیب جناب مغفور تہا اس لیے اوس کتاب سے اپنا تخلص نکال لیا اور جا بجا تخلص کی جگہہ لفظ اوستاد رکہدیا مگر عاشقانہ دیوانکی غزلونمین جو تخلص امانت تہا وہی باقی رہا پہر دیوان سے چند غزلین اور مسدس اور مخمس اور ترجیع بند اور خمسہ نکال کے ایک جا جمع کیے اور گلدستۂ امانت اوسکا نام رکہا اور جب سی یہ مرحوم و مغفور زیارات عتبات عالیات سی مشرف ہوکر آئے مرثیہ گوئی اختیار کی تہی پہلے پہل مرثیہ رزمیہ ایسا کہا کہ موجد اس مضمونکی ہوے یہ مرثیہ ایسا مرغوب خلائق ہوا کہ اہل مطبع نے بسبب شہرت سکے چہاپ دیا بعد اسکے سو سوا سو مرثیۂ رزمیہ و بزمیہ فصیح و بلیغ محاورۂ اردو مین تصنیف کیے بعد اسکے مغفور کو شوق پہیلیان اور چیستان اور معما کہنے کا ہوا کہ بڑے بڑے نکتہ فہم اور خردبین اوسکے بتانے اور بوجہنی مین عاجز آئے قصہ مختصر شہر جمادی الاول کی ۲۰ تاریخ روز سہ شنبہ کو قریب شام سنہ ۱۲۷۵ ہجری مین عارضہ استسقا سے انتقال کیا اور شہر لکہنؤ مین قریب امامباڑہ آغا باقر مسافر خانہ مین دفن ہوے بعد اپنے دو فرزند ارجمند چہوڑے ایک سید حسن صاحب لطافت دوسرے سید عباس حسن صاحب فط:

واسوخت امانت

عشق کے جال سے یارب کوئی آگاہ نہو ۔ پاؤں اس راہ میں رکھکر کبھی گمراہ نہو
غرق بحر غم و اندوہ میں دل آہ نہو ۔ حسن یوسف سے بھی نظر آئے تو کچھ چاہ نہو

مطلع دوم
مثل ہاروت اسیر چہ بابل ہوئے
دل مگر زہرہ جبینوں پہ نہ مائل ہوئے

عشق کے نام سے یارب کوئی بدنام نہو ۔ خاص میں شورش وحشت کی خبر عام نہو
انتہا سوچ کے وارفتۂ خود کام نہو ۔ ابتدا عمر میں الفت کا سر انجام نہو

مطلع سوم
نہ گرفتار قد غیرت شمشاد رہے
سرو کی طرح سے اس باغ میں آزاد رہے

یا خدا حسن پری کا کوئی دیوانہ نہو ۔ قصۂ عشق صنم خلق کا افسانہ نہو
کوئی دل شیفتۂ جلوۂ جانانہ نہو ۔ گل کا بلبل نہ بنے شمع کا پروانہ نہو

تپش آتش حسرت سے تپ دق ہوئے
پر کسے رشک مسیحا کا نہ عاشق ہوئے

یاد آئے کوئے اس عشق کا بیمار نہ ہو
درد سر مول نہ لے غم میں گرفتار نہ ہو
خواہش حسن میں رسوا سر بازار نہ ہو
جان و دل بیچکے الفت کا خریدار نہ ہو
[illegible]
کسی بدرنگ سے مانوس نہ اصلا ہووے
دل دانا کو نہ اس جنس کا سودا ہووے

عشق وہ گل ہے کہ دامن میں ہیں جسکے سو خار
عشق وہ نخل ہے جسمیں نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ میوہ ہے جسمیں نہیں لذت زنہار
عشق وہ باغ ہے جسمیں کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہے جسمیں نہیں پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتا دیکھا

یہ وہ ہے سرو کہ بیکار سے ہے دل ناشاد
یہ وہ شمشاد ہے جسکے ہیں گرفتار آزاد
یہ وہ ہے دام کہ پابند ہیں جسکے صیاد
یہ وہ صرصر ہے ہوا خواہ ہیں جسکے برباد
یہ قفس وہ ہے کہ دم بند ہے انسانوں کا
یہ وہ دانا ہے کہ دل آب ہے نادانوں کا

چمن دہر میں وہ سبز قدم ہے یہ شجر
خشک ہو سبزۂ تر سایہ میں جسکے گرکر
گرم رفتار ہو گلشن میں ہوا اسکے اگر
سرو گلزار تپے سرو چراغان جلکر
روشوں کی جو طرف رخ کبھی اسکا ہو جائے
ہو خلش خار کو گل سوکھکے کانٹا ہو جائے

یہ وہ گلچیں ہے کہ تاراج کری عیش کا باغ
یہ وہ گلدستہ ہی بولونکی عوض جسمیں ہیں داغ
یہ وہ نکہت ہے کہ بلبل کا پریشان ہو دماغ
یہ وہ جھونکا ہے کہ جو زیست کا گل کردی چراغ
سرو اس ہاتھ سے گلزار کا مطبخ ہو جائے
اوس شبنم پہ پڑے آتش گل یخ ہو جائے

یہ وہ دریا ہے کہ جسکے نہیں ساحل کا پتا
یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ میں جسپر صدہا
یہ وہ طوفان ہے کہ ڈوبے اسے تہ گرداب بلا
یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل میں بنے سیل فنا

یہ وہی موج کہ خنجر کے روانی دکھلاے
یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلاے

۱۰
یہ وہ ہے چاہ کہ اس چاہ پہ پیاسا جو گیا
یہ وہ ندی ہے کہ تالی گری لب تشنہ سدا
آب شیرین سے نہ سیراب ہوا خشک گلا
یہ وہ چشمہ ہے کہ ہو خاک پی آب بقا

کس کی تری ہوے اس موج کی ماری بچی
آشنا ہمنے سدا گور کنارے دیکھی

۱۱
یہ وہ موتی ہے لڑی جسکی طبیعت ابہر
یہ وہ یاقوت ہے رلوای جو خون آٹھ پہر
آبرو کھوکے ہوا خاک پہ غلطان و بستر
یہ وہ الماس ہے سو ٹکری ہوی جسکی جگر

آتش اس لعل کی گر آب مین پیدا ہو جای
دفعۃً جلکے گہر سیپ مین چونا ہو جای

۱۲
یہ وہ صحرا ہے کہ اوڑتی ہی سدا جسمین خاک
یہ وہ ویرانہ ہے گنجینہ جو لی اسکا تاک
یہ وہ کہسار ہے جسکا کہ ہی اس صد چاک
نقد جان کھوکے وہ قارون کی طرح ہوی ہلاک

یہ وہ دولت ہے کہ اسکی جسی حسرت ہووے
درہم داغ جنون اوسکو عنایت ہووے

۱۳
یہ وہ بدنام ہے لے ہکا اگر صبح کو نام
اسکے اوصاف کا لیوی جو دہن سے کوی کام
شام تک کہاے غم و غصہ غذا ہوی حرام
شمع کیطرح زبان منہ مین جلی وقت کلام

اس تپنگے سے زمانہ کی جگر جلتے ہین
گو پری زاد بہت دور ہین پر جلتی ہین

۱۴
یہ وہ میخانہ ہی جسمین نہین کوئی ہشیار
یہ وہ می ہی کہ ہر اک قطرہ ہی جسکا لف نار
یہ وہ پیمانہ ہی جسکی ہین ہزارون سرشار
یہ وہی نشہ کہ ہی خواب اجل جسکا خمار

یہ وہ ساغر ہی کہ پیتا ہی لہو یارون کا
یہ وہ شیشہ ہی کہ دل چور ہی میخوارون کا

امانت

١٥
حق مین جان بازونکے میٹھی یہ چھری ہی اکثر — جان شیرین کی لیے زہر ہی یہ قند و شکر
جام شربت کا ہی پہلی تو یہ شوریدہ اثر — تلخی مرگ ہے آخر کو زبا نکلے اوپر
یہ وہ مصری کی ڈلی ہے کہ نہ بات اس سی کری
سنکھیا کھا کی مرے اسکو زبان پر نہ دہرے

١٦
یہ وہ ہی شمع کہ جلتی ہین فرشتونکی پر — اس تنگی مین ہی آتش کی پتنگی کا اثر
یہ وہ فانوس ہے پردہ مین ہی جسکی اخگر — یہ وہ گلگیر ہے دلسوز کا جو کاٹ لی سر
جان ناساز ہو وہ نغمۂ خوش ساز ہی یہ
دل مضطر کو سداسوز ہو وہ ساز ہے یہ

١٧
یہ وہ محفل ہی کہ راحت کا نہین جسمین گذر — بدلی قلیان کی دہوان آہ کا ہی ہر لب پر
یہ وہ صحبت ہی کہی پان جہان خون جگر — یہ وہ مجلس ہی کہ پانی کی ہی جا دیدۂ تر
یہ وہ دورہ ہے کہ ہشیار بہی متوالی ہین
یہ وہ جلسہ ہے کہ مطرب کے عوض نالی ہین

١٨
بوجہ اسکا نہ کسی شخص پہ ڈالے اللہ — کوہ پر سایہ پڑے اسکا تو ہو صورت کاہ
یہ وہ پرکالۂ آتش ہی کہ خالق کی پناہ — خرمن عمر کو اک پل مین کرے ہی خاک سیاہ
یہ وہ بجلی ہے فلک آگی سی جسکی ہٹ جای
برق پر برق گرے رعد کی چھاتی پھٹ جای

١٩
یہ وہ موذی ہے کہ ایذا مین رکھی پیل و پہار — یہ وہ زنبور ہے جو لینے نہ دی دل کو قرار
یہ وہ اژدر ہے کہ اک شعلہ مین کر دی فی النار — یہ وہ کالا ہے کہ انسانکو رکھی پیچ سی مار
یہ وہ عقرب ہے کہ بچھو ہی مگر نیش اسکا
یہ وہ ناگن ہے جہان مین نہین منتر جسکا

٢٠
یہ وہ آسیب ہی سینہ جو کری دیو کا شق — سایہ پریون پہ پڑی اسکا تو منہ ہوئی فق
ہیبتین اسکی وہ ہین جان کو ہو جس سی قلق — یہ وہ ہی بہوت سیانونکو جو سمجھی احمق

نقش و تعویذ سے آسیب ہے مارا جاتا
یہ وہ جن ہے کہ نہین سر سے اوتارا جاتا

یہ وہ تلوار ہے جو قتل کرے آخر کار
یہ وہ ہے تیر جو کر دیوے کلیجہ افگار

یہ وہ گولی ہے بچا جانا ہے جسکا دشوار
یہ وہ نشتر ہے کہ ہو جای رگ جان کی جو پار

یہ وہ لوہا ہے کہ خون سیکڑون کی جاتی ہین
یہ وہ خنجر ہے کہ لاکھون کے گلے کاٹے ہین

جسکے تعبیر اجل ہے وہ پریشان ہے یہ خواب
ملک الموت ہے اکثر پئے جانِ احباب

یہ وہ فتنہ ہی جو فتنے کو جگا دیوی شتاب
سیکڑون گھر کیے ویران یہ وہ ہے خانہ خراب

پاؤن شادی مین یہ رکھے تو بپا غم ہوجاے
عیش و عشرت کا بچھونا صف ماتم ہوجاے

یہ وہ گیسو ہے پریشان رہے جس سے دل زار
یہ وہ ہی چشم کہ گردش مین کبھی لین نہا

یہ وہ ابرو ہے جو تلوار دکھاے ہر بار
یہ وہ رخسار ہے دلبر وہ ہے جس سے کہ غبار

یہ وہ لب ہی کہ لب گور تلک پہونچاے
یہ وہ دندان ہی کہ سر رشتۂ جان کٹجاے

یہ وہ ہے عطر کہ آمیز ہی بوے حرمان
یہ وہ غازہ ہے کہ رخسار یہ زردی ہو عیان

یہ وہ روغن ہے کہ گیسو کا اوڑا دیوے دہوان
یہ وہ سرمہ ہے کہ تاریک ہو آنکھون مین جہان

یہ وہ شانہ ہے کہ سب دل ہین پریشان اس سے
یہ وہ آئینہ ہے ہر چشم ہے حیران جس سے

رنگ ہر رنگ مین اپنا یہ دکھاتا ہے سدا
شعبدی یاد ہین اس اہل دغا کو کیا کیا

کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی بے پروا
کبھی گل ہے کبھی بلبل کبھی ہے غنچے کی صدا

کبھی اس باغ مین قمری کبھی شمشاد ہے یہ
کبھی ہے طوق گلو گردن کبھی آزاد ہے یہ

۲۶
کبھی ہی صید گرفتار کبھی ہے صیاد
کبھی مقتول جفا ہے کبھی قہر جلاد
کبھی مجنون ہے کبھی لیلیٰ پاکیزہ نہاد
کبھی ہے غیرت شیرین کبھی تیشۂ فرہاد
کبھی انداز پری ہے کبھی دیوانہ ہے
شمع رخسار کبھی ہے کبھی پروانہ ہے

۲۷
کبھی ہے زلف مسلسل کبھی زنجیر گران
کبھی ہے ابروی پرخم کبھی تیغ بران
کبھی خود چشم کبھی دیدہ وحشت زدگان
کبھی رخسار مصفا کبھی روی حیران
لعل لب ہے کبھی جان سوز کبھی نالہ ہے
کبھی ہے گوہر دندان کبھی تبخالہ ہے

۲۸
کیا کیا انداز لگاوٹ کی ہین اس عشق کو یاد
کر دیا کتنون کو الفت کی ہوا مین برباد
لیلیٰ زلف کا مجنون ہے کوئی نیک نہاد
لب شیرین کا بنایا ہے کسیکو فرہاد
کوئی نادان دہن تنگ کا دیوانہ ہے
در دندان سی گرفتار کوئی دانا ہے

۲۹
پھوڑتا ہے کوئی سر دیکھکے پیشانی یار
تیغ ابرو پہ کوئی جانکو کرتا ہے نثار
چشم مخمور کی شاغر سے کوئی ہے سرشار
تیر مژگان کا نشانہ ہے کسیکا دل زار
دہیان مین رخ کے کسے چشم کو حیرانی ہے
یاد کاکل مین کسے دل کو پریشانی ہے

۳۰
صفت برگ خزان دیدہ ہے کرتا کوئی غل
نعرہ زن ہے کوئی اس خار سے مثل بلبل
کوئی باحال پریشان ہے برنگ سنبل
چاک کرتا ہے گریبان کو کوئی صورت گل
تنگ دل ہے غنچے کی مانند کوئی ہوتا ہے
کوئی اس باغ مین شبنم کے روش روتا ہے

۳۱
صورت آئنہ اس گھر مین ہے کوئی حیران
شکل تصویر ہے سکتہ کسے خوشتر کو یہان
جلکے اس شمع سی دم توڑتا ہی کوئی جوان
کسے کم سن پہ چراغ سحری کا ہے گمان

کوئی اس آتش پنہان سے پھکا جاتا ہے
کوئی شعلہ کے طرح طیش سے تھراتا ہے

٣٢ دل کا آجانا حقیقت مین ہے اک قہر خدا
کچھہ نہین سوجھتا آنکھون سے کہ کرتا ہو نہین کیا

دین و دنیا مین بشر کا نہین لگتا ہے پتا
آبرو جاے کہ عزت نہین اصلا پروا

چھوٹی ذلت سے اگر موت کی ایذا سمجھاے
منہ کفن مین جو چھپالیوے تو پردہ رہ جاے

٣٣ کبھی کوچے مین حسینون کی گذارہ نکری
خوش نگاہون سے محبت کا اشارہ نکری

دل کو مارے قدم اس راہ مین یا نکری
جان دے شربت دیدار گوارا نکری

آنکھہ گر ابرو و مژگان ستمگر پر جاے
تیغ سے کاٹے گلا مار کے چھریان مر جاے

٣٤ سب ہین آسیب پر آسیب محبت ہے غضب
ہوتا ہے سایہ فگن دیو شب فرقت جب

بہوت بنجاتا ہے عاشق نہین سنتا کسی ڈھب
تب یہ چلاتا ہے انسان کہ بنی جان پہ اب

جنکو دعوی ہے دم اونکا بھی فنا ہوتا ہے
حسن پریون کا حقیقت مین بلا ہوتا ہے

٣٥ نہ کسی بجہ لطافت پہ کرے چشم کو وا
انکے چھٹونپہ نہ لہراسے طبیعت کو ذرا

حلقۂ گیسو محبوب ہے گرداب بلا
آشنائی سے حسینون کی کنارہ اچھا

جان دی گر کے کنوین مین کہ جہان واہ کر
نہ کسی غیرت یوسف کے مگر چاہ کرے

٣٦ کرلے سورج کو سلام آب مین جھکر سو بار
بدلی عشاق کی بانے کے پہن لے زنار

بندگی سے صنم مہر لقا کی رہے عار
بت کو پوجے نہ کری حسن پرستی زنہار

ہاتھہ سے کعبۂ ابرو پہ اگر دل کھو جاے
صاف اسلام سے منہ پھیر کے کافر ہو جاے

۳۷
جوشش نگاہون پہ کرے شیرۂ دلکو اصلا
آہوے چشم غضب ہوش ربا ہین بخدا
ان غزالون کی جھپک دیکھکے ہوجاتی ہوا
چوکڑی دیتی ہین اک پل مین نہ انسانکی بہلا
مرگ چھالے کیطرح خشک بدن ہوتا ہے
نشہ آنکھون سی جو اسنے کا ہرن ہوتا ہے

۳۸
جان بیماری ہی تو انسان نکری حسن کو پیار
وصل جانان سے نکلتا جو نہین دل کا بخار
یہ مرض وہ ہی بُرا کہتے ہین جسکو آزار
جی تپ ہجر سی ہو جاتا ہے دق آخرکار
تن بدن غم کی حرارت سی جو پہنک جاتا ہے
عشق کی نام سے لرزہ اوسی تپ آتا ہے

۳۹
عشق بیموت سدا رکہتا ہی عشاق کو مار
ہو وے بیمار محبت کو جو شوق دیدار
اس ستمگر کی ادا مین ہے قضا آخرکار
چہرۂ یار کے نظارہ کے بدلے اکبار
ملک الموت کی شکل اوسکو دکہاتا ہے عشق
روزن در کے عوض گور جہکاتا ہے عشق

۴۰
جان کنی رہتی ہے دم زیست سی گھبراتا ہے
صدمہ اس ہجر کا عاشق کو یہ تڑپاتا ہے
خواہش مرگ مین بیتابی سے چلاتا ہے
ملک الموت کی نظارہ سے جی جاتا ہے
رکہے محفوظ خدا عشق کے بیماری سے
موت بہتر ہے کہین دل کے گرفتاری سے

۴۱
حسرت دید مین پتھرا گئین آنکھین صدہا
ہم بغل ہونیکی خواہش مین ہوا یہ نقشا
لب پہ دم آیا جو بوسے کیطرف دھیان گیا
موت نے آکے دبایا کہ ہوئی جان فنا
وصل جانان کی ہوس مین یہ تماشا دیکھا
بدلے سونی کے چھپر کھٹ کے جنازہ دیکھا

۴۲
کیسا سیم تنونکو کبھی سمجھے نہ بشر
دھیان مین رنگ طلائے کی دہکتا ہی جگر
دل پہ آنچ آتی ہے پہک جاتا ہی اس آگ مین
کشتۂ عشق کو سونا نہین ملتا دم بہر

نقد جان تن مین بچا رکھنے کے تدبیر یہ ہے
خاک ڈالے رخ محبوب پہ اکسیر یہ ہے

مرگئے افیون سے ہزار عدون رہا کسکو قبر مین جا
زہر کھائی ہوی بیٹھے ہین اجل پر صدہا
گئے مار اپنے موئی ایسے کہ جی چھوٹ گیا
ہمنے جو دیکھا کسیکو وہ نہ دکھلائے خدا
تن سی دم عین جوانی مین نکلتے دیکھا
ویسی ہی بچھونکو آنکھونکے بدلتے دیکھا

الغرض عشق سے محفوظ رکھے سبکو خدا
اس بلا مین جو پھنسا پھر وہ کہین کا نہ رہا
اک ہمین ہین کہ گرفتار مصیبت ہین سدا
عشق کے جانکو بیٹھے ہوی کرتے ہین دعا
تلخی مرگ کا فرقت مین مزا چکھا ہے
اک پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہے

ابتدا عشق صنم کی کہون ای دوستو کیا
آگے ان باتون سے آگاہ نہ تھا مین بخدا
سادہ رویون کے نظارہ سی کچھ مطلب تھا
میل کرتا تھا دل صاف کسیپر نہ ذرا
عشق کے بار سی جسم سبک آگاہ نہ تھا
دور تھا کوہ مصیبت غم جانکاہ نہ تھا

لالہ رویونکی نہ الفت کا لگا تھا مجھے داغ
خار اندوہ سے تھا دامن عشرت کو فراغ
صرصر عشق سے یون عقل کا گل تھا نہ چراغ
نکہت داغ جنون سے نہ پریشان تھا دماغ
زندہ دل رہتا تھا شادی سے غم مرگ نہ تھا
رنگ رخ زرد برنگ گل صد برگ نہ تھا

کوئی عاشق جو کسے پر کہین ہوتا ناگاہ
اوسکی صورت پہ تحیر سے مین کرتا تھا نگاہ
پہر دن رہتا تھا اسی فکر مین با حال تباہ
عشق کیا شی ہے ہنسے کیسے سب کہتی ہین چاہ
پیار کیا چیز ہے عالم مین محبت کیا ہے
ہجر کسکو کہتے ہین وصل کی لذت کیا ہے

۵۴۸
تیار ہمجنس کو کیونکر یہ بشر کرتے ہین
اپنا جی کھوتے ہین اور غیر کا دم بھرتے ہین
مین یہ عرضیا ہون کہ کسطرح سے سب کی تمیز
کیا بلا موت ہے یہ لوگ غضب کرتے ہین
کوئی دیوانہ بنا ہے کوئی سودائی ہے
دل لگانے مین فقط ذلت و رسوائی ہے

۵۴۹
بیٹھے بٹھلائے جو یہ ولولۂ عشق اٹھا
باغ عالم مین ہوا نخل جوانی جو ہرا
چند عرصے مین بڑا بول مری پیش آیا
عیش و راحت کی گلستان مین چلی جو ہوا
شکل گل غنچۂ خاطر مرا کھلانے لگا
بلبل دل قفس جسم مین گھبرانے لگا

۵۵۰
اہتزاز شوق یہ میری دل نادان کو ہوا
بخت بیدار نے اک شب جو دیا مجھکو سلا
کچھ دریافت کہ کس عشق کا کیا ہے مزا
خواب مین آیا نظر اک چمن روح فزا
گل کھلاتے ہوی باد سحری کو دیکھا
روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا

۵۵۱
اتنے مین شیشہ و ساغر لیے دوڑی وہ حور
قسمین دے دے کے پلائی مجھے با عیش و سرور
اوس پری نے کئی جام پیے بھرپور
لڑکھڑانے لگا مین نشے مین جب ہو کے چور
دوڑ کر اوسنے گلے اپنے لگایا مجھکو
ذائقہ وصل کے لذت کا چکھایا مجھکو

۵۵۲
پر ہوا تھا نہ ابھی کھول کے دل بوس و کنار
نہ وہ گلشن نظر آیا نہ وہ صحبت نہ وہ یار
طالع خفتہ نے جو کر دیا مجھکو بیدار
ہاتھ مل مل کے یہ مین کہنے لگا با دل زار
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

۵۵۳
خواب یہ دیکھکے رویا مین بڑی دیر تلک
دیکھا گہ سوی زمین یا گہ سوی فلک
تا سحر ہجران مین اوس آنکھ کی جھپکی نہ پلک
نظر آئی کہین اوس حور کی ذرہ نہ جھلک

آتش ہجر سے مین صبح کو جلتا اوٹہا
وصل کا پا کے مزہ ہاتہونکو ملتا اوٹہا

۵۵۴ پہر تو اکدم نہ قرار آیا مجہے سنے دلبر
کاٹی کہانے لگا گہر جانے لگا جانب در
آنکہین چار اوسکے تصور مین ہتین آٹہ پہر
باتین دلسوزونسے بہی کرنے لگا جل جلکر

آتش عشق عناصر مین جو آمیزہ ہوئے
گرمئ شعلۂ حسرت شرر انگیز ہوئے

۵۵۵ رفتہ رفتہ مین لگا آپ سے ہونے باہر
ہاتہہ دروازیکے بازو پہ رہے شام و سحر
وحشت دل نے غرض پاون نکالے یکسر
گہر کیا عشق نے دل مین تو ہوا مین بے گہر

چرخ مین گردش افلاک نے ڈالا مجہکو
خانہ برباد کیا گہر سے نکالا مجہکو

۵۵۶ بیکلی سے جو لگے غنچۂ خاطر کو ہوا
نالے بلبل کے روش کرنی لگا صبح و مسا
خاک عالم کی لگا چہاننے مانند صبا
کبہی صحرا کبہی گلشن کیطرف جا نکلا

سرو گلزار نے جوبن جو دکہایا مجہکو
جلوۂ قامت جانان نظر آیا مجہکو

۵۵۷ سیدہا شمشاد کی جانب کو چلا مین اکبار
دلکو حسرت ہوئی میری کہ یہ کیا ہے اسرار
چشم حسرت سے لگا دیکہنے قدرت کی بہار
شجر باغ ہے یا قامت برجستۂ یار

قد موزون کا کچہ انداز جو پایا مین نے
دوڑ کر سرو کو چہاتی سے لگایا مین نے

۵۵۸ ناگہان گل نے دکہائی جو مجہی اپنی بہار
خار کہا کہا کے اوڑایا مجہے بلبل نے ہزار
ہاتہہ اور پانون گئے بہول چمن مین اکبار
منہ پہ منہ گل کے رکہا مینے سمجہکر رخ یار

یاد مین بوسۂ رخسار کے سب کچہ بہولا
رخ رنگین کے تصور مین نیا گل پہولا

۵۹
صحن گلشن مین جو نرگس سے ہوئین آنکھین چار
چشم جانانکی بعینہ نظر آئی جو بہار
دید بازی کی لیے پاس گیا مین اکبار
ٹکٹکی بندہ گئے جھپکے نہ پلک پھر زنہار
کہب گیا چشم صنم کا جو خمار آنکھون مین
پی گیا کاسۂ نرگس کی بہار آنکھون مین

۶۰
اس پریشانی مین سنبل کو جو دیکھا ناگاہ
جا لگی نزدیک جو کی چشم تصور سے نگاہ
دل ہوا کوچۂ کاکل کے ہوا مین گمراہ
سو بہو پھر گئی آنکھونکے تلے زلف سیاہ
دم یہ او بجا پے گیسوے معنبر میرا
حال سنبل کے روش ہوگیا ابتر میرا

۶۱
نہر گلشن پہ جو آیا کوئی دم جو نہ نظر
متلاطم جو ہوا چشمۂ حسرت یکسر
جوشش اشک سے فوارہ بنا دیدۂ تر
داغ دل دھونے کو لہرا کے چلا دریا پہ
وان بھی کس کس در یکتا کا نظارہ نکیا
شام تک پاون نے ساحل سے کنارہ نکیا

۶۲
خالی دریا ہوا لوگون سے تو دل بھر آیا
غنچۂ دل جو کسی جا نشگفتہ پایا
آکے چوک مین نظارہ کنان پونہچا یا
گلفروشون مین کہڑے ہو ہو کے جی بہلایا
خلش عشق سے وان بھی مجھے اک خار ہوا
کوئی گل آکے گلے کا نہ مرے ہار ہوا

۶۳
رویت ماہ کا مژدہ شب اول جو سنا
کربلا جا کے طواف در حضرت تو کیا
شوق نوچندی کا وہ چند مری دلکو ہوا
کعبۂ رخ کے مگر دید سے محروم رہا
وان سے درگاہ جو آیا تو الم اور ہوا
عقدۂ دل کی کشائش کا نہ کچھ طور ہوا

۶۴
چودھوین رات کا مہتاب جو نکلا سرِ راہ
جا کے تالاب پہ کی چار طرف مینے نگاہ
چاندنی دیکھکے مجھکو ہوئی تالاب کی چاہ
تیرہ بختی نے دکھایا نہ کوئی غیرت ماہ

دل جو بھر آیا تو اک شور مچایا مین نے
سارے تالاب کے سوتون کو جگایا مینے

بھولا سب کچھ مجھے جلنے جو کوئی یاد آیا
جگمگٹا باده کشتونکا جو کہین سن پایا
ناچ کا رنگ دکھانیکو وہان دل لایا
آنکھو مینے بہر کیف وہان پہونچایا

سے دیدار سے لیکن کہین سیر ہوئے
آمدورفت کہان شہر مین سیرے ہوئے

ایک پل جسنے کہ گھر مین نہ بٹھایا مجھکو
جذبۂ عشق جو اک کوچے مین لایا مجھکو
دربدر گردش قسمت نے پھرایا مجھکو
حسب دلخواه پریرو نظر آیا مجھکو

غور سے مینے جو وہ نور کے صورت دیکھی
جلوۂ حسن مین اللہ کے قدرت دیکھی

ٹکٹکی بندھ گئی میری جو ادہر کو ناگاه
کے لگاوٹ سے پہر اوسنے مری جانب جو نگاه
مسکرانے لگا منہ پھیر کے وہ غیرت ماه
کر گئے ذبح مجھے تیغ نظر ناظر خواه

بات کی بات مین منہ ہائے غضب موڑ گیا
اپنے کوچے مین تڑپتا وہ مجھے چھوڑ گیا

تگ و دو اوسکے سبب پہر تو رہے آ پیچہے
اتفاقاً کبہی آیا وہ چھلاوا جو نظر
کوچہ گردی نے کیا گرد فلک کے چکر
لین اشارون مین پریرو کی بلائین یکسر

کوٹھے مین سے لگاوٹ کی غرض کہاتے سنکے
اچھے جانکے پر اوسنے ملاقات سنکے

دل مرا اوسدن جو بہت گھبرایا
آستان یار کا لوگو سنے جو خالی پایا
کھٹے دلدار مین بس جاکے قدم ٹھہرایا
گھر مین اس شوخ کے بیساختہ مین در آیا

حسن کی ہر طرف جلوہ گری کو پایا
تخت پر صحن مین اوس رشک پری کو پایا

غه دیکھکر مجھکو بناوٹ سے وہ بگڑا اکبار
سر کو نہوڑا کے یہ کے مکر سے اوسنے گفتار
آدمی جان سے گئے مجھسے کئی کچہ تکرار
ایسا بیباک زمانے مین نہو گا زنہار

آبروریزی سے شاید نہین توڑتا ہے
لکه غیر گھر مین کوئی اسطرح قدم دہرتا ہے

غصہ جب اوس ستم ایجاد کا کچہ دور ہوا
دلکی بیتابی نے پیاری مجھے ناچار کیا
بیٹھکر پاس تب آہستہ سے مینے یہ کہا
تجھپہ سو جان سی عاشق ہون فدا سر تو اوٹھا

یاد آتا ہو تمجھے ذلت ہے نہ رسوائی ہے
طکه کشش حسن یہان کھینچکے لی آئی ہے

نیم راضی سا جو اوسبات پر اوسکو پایا
تمنے مجھپر نہ کبھی روز کرم فرمایا
بے حجابانہ سخن مین یہ زبان پر لایا
دل بیتاب کو فرقت مین سدا تڑپایا

واہ جی ایسا تغافل بہی کوئی کرتا ہے
سکه آج تک تمنے نجانا کہ کوئی مرتا ہے

مسکرا کر یہ شرارت سے جواب اوسنے دیا
مرنے جینے سے کسیکے نہین واقف اصلا
مجھکو معلوم ہے کیا حال ترے دل کا
کوئی مرتا ہے تو وہ جاکے کرے اپنی دوا

مجھسے اس درد کی تدبیر بھلا کیا ہووے
عکه کرے مردی کو وہ زندہ جو مسیحا ہووے

اس لگاوٹ کا جواب اوس سے جو پایا مینے
پای دل صبر کے کوچہ سے اوٹھایا مینے
ظاہر الفت کو کیا عشق جتایا مینے
کھینچکر ہاتھ گلی اوسکو لگایا مینے

منہ پہ منہ رکھدیا بوسے لب نازک کی لیے
هکه سرکشی اوسنی دکھائی تو قدم جھک کی لیے

گو رکہائی سے کیا اوسنے سراسر انکار
دیر تک رد و بدل ہے مین رہا بوس و کنار
ایک بھی بات بنے اوسکی نہ مینے زنہار
دل سے دل مل گئے نقشہ یہ ہوا آخر کار

نشہ ساغر لذت سے جو بیہوش ہوا
کہولکر ہاتہہ وہ خود بڑہکے ہم آغوش ہوا

تہ مکان یار کا صحبت کے جو قابل پایا
پہر ہر اک آدمی کو گہر کا پتا بتلایا
اپنے گہر لانیکا طور اوس سے غرض ٹہہرایا
لا کے احباب کے صحبت مین اوسی ٹہلایا

گرد پہر پہر کے فدا صورت پروانہ ہوا
شمع رخسار سے روشن مرا کاشانہ ہوا

محفل آراستہ کرنے لگی اپنے سب یار
رکہے شیشے کے کنول چار طرف بوٹے دار
بام پر فرش تکلف کا بچہایا اکبار
چاندنے فرش پہ چہٹکے تو ہوئی اور بہار

ڈالیان پہولون کے ہارون کی سراسر رکہین
کشتیان شیشہ و ساغر کے برابر رکہین

میری پہلو مین اوسے لا کے وہان بٹہلایا
عیش و عشرت کا جو سامان مہیا پایا
وہ رہا شغل جو اوس شوخ کے دل کو بہایا
بیقراری سے یہ مطلع مین زبان پر لایا

عاشق تازہ ہون اور وصل کی پہلی شب ہے
شرم سے کہہ نہین سکتا ہون کہ کچہ مطلب ہے

جب لگا نیند سے انگڑائیان لینے وہ گل
پہر تو خلوت مین لگا چلنے بہم ساغر مل
چمن بزم سے سب اوڑ گئے مثل بلبل
نشۂ مے سی وہ بیہوش ہوا جب بالکل

دست گستاخ بصد شوق بڑہایا مین نے
گہات سے داؤ پر اوس گل کو چڑہایا مینے

زانوون مین جو لیا ساق بلورین کو دبا
ل گیا جلکے گلاب سے جو شیشے کا گلا
کسمسایا وہ بہت ناز سے پر ہل نسکا
ساغر وصل مے سرخ سے لبریز ہوا

یہان گرہ کہل گئی دل کی اودہر انگیا کے
لب نازک سے صدا آنے لگی بس بس کے

۵۸۱ سینہ سے سینہ ملا دل سے جگر تن سے بدن
تنگ آیا مرے آغوش مین وہ غنچہ دہن
لایا آہستہ سے عذرا کی زبان پر یہ سخن
غش چلا آتا ہے ہوتا ہے مرا جی سن سن

غیر حال اسکا نزاکت سے جو پایا مین نے
لخلخۂ زلف معنبر کا سونگھایا مین نے

۵۸۲ بادۂ عیش سی تا صبح رہا دل سرشار
دن چڑھا جب تو ہوا نشۂ وصلت کا اوتار
خواب راحت سے اوٹھے جھومتے باہم یکبار
سرخ آنکھوں مین ادہر نیند اودہر اوسکو خمار

نیچے نظروں سے وہ ہر دم مرا منہ تکتا تھا
مجکو حیرت سے ادہر اوسکو اودہر سکتا تھا

۵۸۳ یون ہی القصہ ہوئین صحبتیں اوس سے دو چار
جو کہا مین نے قبول اوسنے کیا بی تکرار
وضع کو دیکھا تو بالکل ہے لڑکپن اظہار
بگڑا رہتا ہے بناوٹ سی نہین کچھ سرکار

جامہ زیبی سے ہی آگاہ نہ رعنائی سے
خود پسندی سے ہے مطلب نہ خود آرائی سے

۵۸۴ گرم ہو کر سوی حمام اوسے مین لایا
چھینٹے دی دی کی نہانی کی لیے ٹہلایا
میل خاطر پہ جو اوس سیم بدن کی پایا
طمع کیسۂ زر دیکے وہین بہلایا

یون نہا دہو کے وہ حمام سے باہر نکلا
آتشی برج سے گویا مہ انور نکلا

۵۸۵ ٹھیک پوشاک جو سلوائی تھے مینے سارے
اوس سبکدوش کو پہنائی بہڑکیا بہارے
کامدانی کے سراسر جو وہ تھے طیارے
پیٹ پر کرتے نئی جانے تو ہوئی گلکارے

چند پھر مجسمۂ زر تار کے کس کر باندھے
جال مین سونے کے چڑیا جو پھنسے پر باندھے

۵۸۶ سبز اطلس کا وہ پاجامہ سجا بوٹے دار
سب کے کلیون کا ہوا غنچہ دہن سی نہ شمار
ہاتھ مین پانچے دونون جو اوٹھاے یکبار
کس قدر جا بسی باہر ہوا وہ رنگ بہار

گلبدن پھر جو مقابل کوئی پایا اوسنے
چٹکیون مین دم رفتار اوڑایا اوسنے

۸۵۳ اک دوپٹہ دیا شبنم کا پھر اوس گل کو اوڑھا
جنبش جسم سے آنچل کا جو پٹا لچکا
پڑ گئے اوس حسینان جہان پر ہرجا
چادر ابر مین بجلے کو تڑپتے دیکھا

جھرمٹ اوسنے رخ روشن پر جو تنکر مارا
قہقہہ برق نے سورج کے کرن پر مارا

۸۵۴ بکھرے بالون سے پریشان جو ہوا دم بھرا
تیل بالون مین حنا کا جو دیا مہندی لگا
کنگھی چوٹی کا ہوا دل کو سراسر سودا
مشکبو زلف معنبر سے ہوا گھر سارا

بال مقراض سے گیسو کے برابر کاٹے
اور چلے زلف کی ناگن تو وہین پر کاٹے

۸۵۵ مانگ سیدھے وہ نکالے کہ فلک کو ہوئی چاہ
ذرۂ الماس کا چھپکا جو لگایا ناگاہ
کہکشان کو نہ ملے بھاگنے کی چرخ پہ راہ
چٹکے تارے سر شام ایسے کہ ٹھہری نہ نگاہ

غل شب زلف کا بس قاف سے تا قاف پڑا
چاند سے کھل گئے جب نقرئی موباف پڑا

۸۵۶ اوسکے ماتھے کو بھرا افشان سے کیا نور فشان
کاجل آنکھون مین لگایا تو ہوا حشر عیان
تیغ ابرو کو کیا صاف پے قتل جہان
سرمہ سان اشک سے بس لگ گئے خوش چشم جوان

مسے ملوائی تو قدرت کے چمن بھول گئے
گل سوسن کے فضا غنچہ دہن بھول گئے

۸۵۷ شام کا رنگ جو مسے کی لگاوٹ مین تھا
لایا باہر جو زبان کو وہ جمانے لاکھا
اوسپہ لاکھے جو لگائے تو شفق پھولی کیا
پھول لالے کا عیان غنچہ سوسن سے ہوا

ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا
گوہر و نیلم و یاقوت کو یک جا دیکھا

۹۱۲
بالیان مین جو لگا اوسکو پہنانے زرگر
بالے پن سے جو تہا حلقہ بگوش زیور
چیخ مارے وہ شرارت سے کہ گرج اوٹھا گہر
کان کیا لال ہوی کان جواہر بنکر
بتیان موتیونکے جہمک سے لوین جو ستی تہین
بالیان خوشہ گندم کے طرح جہومتے تہین

۹۱۳
بندی یاقوت کے اوسکو جو دی مینی پہنا
جہالے پہنای اوسی اور عدد بے یکتا
کان کے لوے سے شرارے نکل آئے گویا
حسن کے باغ مین کیا موتیونکا صفیہ پہنا
ابر گیسو مین جو ہل ہل کے چمک جاتے تہین
بجلیان ہیری کے دل برق کا تڑپاتے تہین

۹۱۴
طوق گردن مین وہ پہنایا کہ ٹھہرے نہ نظر
دیکھ کے ہیری کی ڈالے جو گلے کی اندر
چاند سے جسکے ہوا ٹکڑے مہ نو کا جگر
تالیون مین سے لگے جگنو کو اوڑانے اختر
نورتن باندہ کے جب یار کے بازو دیکھے
پہنے دو پرچے الماس جڑاو دیکھے

۹۱۵
نکل آئے تو کلائے کو بنا کر چہوڑا
سچ کے نوگر ہو یکو کنگن کیطرف منہ موڑا
چوڑیون کا سر دست اوسکو پہنایا جوڑا
گہنا پہنایا بہت سا کہ نہو دل تہوڑا
چمکا کندن سا بت رشک قمر کا چہرہ
دیکھا ہیری کے کڑون مین جو گہر کا چہرہ

۹۱۶
پہر علی بند پہنایا پے حفظ اعضا
چہلے سونے کے جو یکدست دیئے پہنا
کر دیا ہاتھ کو پابند طرحداری کا
اونگلیان ہو گئین اوس شوخ کی انگشت نما
آرسی پہنے تو دل اور لبہایا اوسنے
کیا انگوٹھا بہ مجھے ہنس ہنس کے دکھایا اوسنی

۹۱۷
اوسکے پیرون مین پہنائی وہ سونیکی جہڑے
دم رفتار وہ جہنکار مین ہو وین جو کڑے
جسکے گھنگرو کے صدا شور قیامت سے لڑے
بچین زندونکا اوڑے نیند نہ مردونکو پڑے

غلغلہ زیر زمین دور تلک چال کا ہو
دل لرز جائین گمان خلق کو بہونچال کا ہو ۹۸

پہر طلائی اوسی جوتا وہ پہنایا بہاری
جہاڑی اسطرح کی ہو جسسے تجمل گلکاری
چنیان جسمین جواہر کے جڑی تہین سارے
گہنگرو سونے کے ٹکی گردنئے طیارے
دل لگا روندلی جب وہ بت پرفن میرا
دوست ہر سمت سے کہنے لگے دشمن تیغ یا ۹۹

جب یہ سب زیور و ملبوس پہنایا اوسکو
دلکی مینیا بےسی گو وہین اوٹہایا اوسکو
پہر تو نایاب جہان حسن مین پایا اوسکو
آئینہ خانے مین لیجاکے بٹہایا اوسکو
دیکہکر حسن کو وہ رشک چمن پہول گیا
دیکہا تن تن کے بدن شرم و حیا بہول گیا ۱۰۰

اس ہوا مین جو شگفتہ اوسے پایا مینے
صورت صحن چمن گہر کو بسایا مینے
گہنا پہولونکا پہر اوسکے گلکو پہنایا مینے
شیشیون عطر عروس اوسکے لگایا مینے
زر کے جلوے سے دلہن جسکیہ بنایا اوسکو
شادی وصل مین چہاتی سے لگایا اوسکو ۱۰۱

ہمکنار اوس سے رہا کرتی لگا آٹہ پہر
تہا کچہ اندیشہ رقیبونکا نہ اغیار کا ڈر
خوش رہا وصل سے دل ہجر سی بیخوف و خطر
عیش و عشرت مین کیا کرتا تہا اوقات بسر
کچہ سفید اور سیہ کی نہ خبر ہوتے تہے
صبح ہوتے تہے کہان شام کدہر ہوتی تہے ۱۰۲

دولت وصل سے تہا خانۂ دل مالامال
لپٹا رہتا تہا مین اوس شوخ سے [illegible]
نہ جدائیکا کہین خواب مین آتا تہا خیال
ہجر کے مشق سے کیا غیر تہا ہر غیر کا حال
کوئی غم کہاتا کوئی خون جگر پیتا تہا
لوگ مرتے تہے مجہی دیکہکے وہ جیتا تہا

حیدر علی

قصہ

بقصد جانیکا مین کرتا جو کسی دوست کے گھر ہنس کے وہ کہتا تھا للہ مجھے قتل نکر
بانہین گردن مین پڑی رہتے تھین باہمدگر چارپائی سے نہ ہوتے تھے جدا آٹھ پہر
روٹھ کر مین جو کبھی پاس سے ہٹ جاتا تھا
ہاتھ پھیلا کے گلے سے وہ لپٹ جاتا تھا

چند دن جبکہ اسی عیش مین گذری باہم چاہا قسمت نے کہ ہو صحبت عشرت برہم
فلک بد سے نہ یہ دیکھہ سکا جاہ و حشم کر دی اک تفرقہ اندازی کی صورت باہم
ظلم کے طرح نکالے ستم ایجاد کیا
عین شادی مین دل شاد کو ناشاد کیا

میری صحبت سی غرض یار کا دل گھبرایا پھونکے کان مین شیطان کچھ اوسکی آیا
مال و زر سیم تنی کے جو بدولت پایا حسن کو اوسنے بناوٹ سے غضب چمکایا
آبرو خاک مین سونے کی ملادی اوسنے
اسقدر رنگ طلائے کو جلادی اوسنے

آئینے سے وہ دوچار آٹھ پہر رہنے لگا شوق خود بینی کا منظور نظر رہنے لگا
زلف و عارض پہ فدا شام و سحر رہنے لگا برق بن بن کے بت رشک قمر رہنے لگا
ناز و انداز مین غمزے مین غضب طاق ہوا
خودنمائی مین خود آرائی مین مشاق ہوا

زلف اولجھی جو سر مو تو دل اوسکا الجھا بال شانے سے کیے صاف پئے حسن صفا
کھینچکے موباف جو چوٹے مین پڑا کوڑی کا تازیانہ فرس غمزہ و نازش کو ہوا
کنگھے اوبٹنے یہ رہے زلف کے سلجھانی مین
درد افراط نزاکت سے ہوا شانے مین

ذرہ ذرہ رہے اوس مہر کو اعضا کے خبر خال افشان سی نہ پیشانی کو رکھا دم بھر
چاند سے منہ پہ نظر آئی ستارے اکثر سرکو تھوڑا سا کے ہوا چین بجبین رشک قمر

بار افشان کا نزاکت مین غضب ہوتا ہے
درد سر بہی کسے معشوق کو کب ہوتا ہے ۵۰۹

پڑ گئے چشم پہ جب عین بناوٹ مین نگاہ
نہ ملے تیغ نظر سے دل مردم کو پناہ
کاجل آنکھون مین ستمگر نے لگایا دلخواہ
اہل نظارہ کو اک پلمین کیا خاک سیاہ

پلکین جہپکا کے ہزار آفتین ڈہائین اوسنے
لاکہہ چہریان دل عاشق پہ لگائین اوسنے ۵۱۰

مسے ہونٹون پہ سر شام لگائی وہ دہوان
دانت سے کشور دل پر جو لگا سی دندان
ہو گئے جس سے کہ عشاق کی مجلس حیران
کر دیا پان نے شبخون کا سراسر سامان

جان لب ہو گئے دو ایک نہ لب کی غم مین
خون لاکہے نے ہزارون کے بہائی دم مین ۵۱۱

ٹہیک پوشاک پہننے کا اوسے شوق ہوا
سرکے پستان سی کٹوری تو ہوے آپ مین خفا
ڈہیلے کرتے سے سدا غنچہ دہن تنگ رہا
بند محرم کے بندہی چست تو دل اوسکا کہلا

گہاٹ انگیا کا کم و بیش جو پایا اوسنے
ہنسکے خیاط کو چڑیا کا بنایا اوسنے ۵۱۲

گجرے پہولونکے پہن ہاتہہ لگا چمکانے
اینڈکر گات کا انداز لگا دکہلانے
عطر مل مل کے یہ اترایا کہ پہڑکے شانے
دم رفتار نزاکت سے لگا بل کہانے

حسن و خوبی مین پریرو پہ جب فوق ہوا
دید بازیکا لگاوٹ کا اوسے شوق ہوا ۵۱۳

فاش در پردہ کیا حسن نے پردہ اوسکا
قتل اٹکہیلیون سے اہل تماشا کو کیا
پاس چلمن کے کہڑا رہنے لگا نے پروا
منہ نکالا کبہی باہر کبہی شرماکے چہپا

ربط رہنے لگا اوس شمع کو پروانون سی
آشنائیکا کیا حوصلہ بیگانون سے

دھوپ جب ڈھلگئی اور رہ گیا دن چار گھڑی
دھو کے منہ ہاتھ گلوری رکھی اک منہ مین بڑی
تلملا کر وہ اوٹھا نیند نہ آنکھون مین پڑی
ہاتھ کے آرسے مین دیکھلی مسی کی دھڑی

دید بازونکو تہ بام جو پایا اوس نے
بر محل آنکو کوٹھے پہ چڑھایا اوس نے

لیکے پھولونکے چھڑے ہاتھ مین وہ گل اندام
منہ پہ لایا طپش دل سے لگاوٹ کی کلام
ناز سے کرنے لگا بام پہ ہر سمت خرام
کبھی اشعار زبان پر کبھی لب پر دشنام

چٹکیان گاہ بجانا کبھی گانا اوسکو
سر پہ عاشق کے مزے روز اوڑانا اوسکو

راگ لانے لگا ہر رنگ مین وہ آخر کار
نہ خیال آیا مری دل شکنی کا زنہار
چھیڑنے کو مرے در پردہ کیا شوق ستار
اپنے بیگانے مین گانے وہ لگا بی تکرار

جب کہا مینے مری پاس سے اب آتے ہو
بولا وہ زہرہ جبین طعن سے کیا گاتے ہو

جبکہ عیاری مین کامل ہوا وہ ماہ تمام
نقد دل نذر لیے ہاتھ مین پہونچی ناکام
تب ملاقات کے آنے لگے ہر سو سے پیام
اہل بازار ہوے یوسف ثانی کے غلام

پردہ داری مین سخن رمز کے سب کہنے لگے
جمگھٹے یارون کے چلمن کے تلے رہنی لگے

لب پہ اشعار امانت کے کوئی لاتا تھا
سوز پڑھ پڑھ کے کوئی درد سے چلاتا تھا
کوئی وحشت زدہ سودا کے غزل گاتا تھا
رقعہ لکھہ کے بھیجکے جرات کوئی دکھلاتا تھا

کوئی کہتا تھا کہ اس بات سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

کوئی کہتا تھا کہ سو جان سے قربان مین ہون
کوئی کہتا تھا کہ ناشاد بہ ارمان مین ہون
کوئی کہتا تھا ترا تابع فرمان مین ہون
کوئی کہتا تھا ترے وصل کا خواہان مین ہون

آئینے مین مری صورت نے ڈرایا مجھکو
زیست نے مردۂ صد سالہ بنایا مجھکو ١٤٢

سنکے احباب نی یہہ حال کرم فرمایا
غمگساروں نے جوانی کا مری غم کھایا
دوستانہ مجھے یاروں نے بہت سمجھایا
یہ سخن متفق اللفظ زبان پر آیا

سنکے غم مین ہوئے ای شخص یہہ حالت تیرے
رونا آتا ہے ہمین دیکھکے صورت تیرے ١٤٣

اپنا یہہ حال کوئی عشق مین کرتا ہی بھلا
دل لگا اور سے تو ہے اوسی خاطر مین لا
جانکو دشمن جانے کی لگے تیری بلا
جسقدر اوسنے جلایا اوسی تو ہے تو جلا

غم کے کھانے سے کسیدن غضب جای گا
جان جای گی تری یار کہان پائی کا ١٤٤

ہمنشینون نی مری حق مین جو یہہ فرمایا
اور معشوقون کا فی الفور مجھے دھیان آیا
سبکا فرمانا مرے دل کو نہایت بہایا
شعر یہ اوسکی تصور مین زبان پر لایا

تو ہے ہرجائی تو اپنا ہے یہی طور سے
تو نہین اور سے اور نہین اور سے ١٤٥

دلمین یہ بات سمائے تو حواس آئی ذرا
منہ لگایا نہ اوسے مینے بہی پھر ہوئی خفا
تب فرقت ہوئی کم ولولۂ عشق سوا
سے کے رو کھائے وہ بناوٹ سی کہ بگڑا نقشا

دیکھا اندھیر تو دل طیش سے معمور ہوا
بے جلانا مجھے اوس شمع کا منظور ہوا ١٤٦

چمن دہر مین پھر پھرنے لگا شکل صبا
بندہ گئے عشق کی اپنے پریشانی مین ہوا
دل گل اندامونکی غنچے مین رہا پیچ و تاب
لالہ رویونکو ہوا داغ مری فرقت کا

دیکھکر رنگ مرا غنچہ دہن کھلنے لگے
سرو قد شوق سی یہ جھکجھک کے گلی ملنے لگے

۱۴۷
رنگ مین لوچ مین نزاکت مین جو یکتا پایا
چمن حسن کا اوسنے جو سمان دکھلایا
اک گل تازہ سی دل مینے غرض اٹکایا
نخل توام کی روش مینے گلی لپٹایا
کئے دن لگ کے مزی وس سے اوڑائی کیا کیا
شجر قد سے ثمر وصل کے پائے کیا کیا

۱۴۸
مین نی اوس گل کو جو بیرنگی مین کامل پایا
دیکھکر مجھکو یہ کلمہ وہ زبان پہ لایا
خار دینی کو تب اوس غنچہ دہن کی آیا
اب یہ ناحق مری چونڈیہ کرم فرمایا
کسکے ہے یاد کہ تو دل سے مجھی بہولا ہے
نہ خدا جھوٹ کرے اب کوئی گل بہولا ہے

۱۴۹
کھلکھلا کے مری منہ سی یہی نکلا اکبار
اپنے جوبن پہ ہے نازان عبث ای گل رخسار
گل وہ بہولا ہے کہ دکھلائیگا اب تجکو بہار
باغ عالم مین پڑے ہین گل تر تجھسے ہزار
سرو قد سیکڑون ہین غنچہ دہن لاکھون ہین
گلشن دہر مین بلبل کو چمن لاکھون ہین

۱۵۰
دوستانہ تجھی ای دشمن جان سمجھایا
تونے کیا کیا نہ مرے حق مین سدا فرمایا
کہنا عاشق کا نہ کچھ دہیان مین ہرگز لایا
سخن بد نہ کبہی اپنے زبان پر لایا
ہم تجھے کہتے رہے پیارے جانی پیارے
تو نے افسوس مری قدر نہ جانی پیارے

۱۵۱
آتش رشک سے حالت مری کیا کیا ہوئی
سوز پنہان کی کسیکو خبر اصلا نہوئی
دنکو اوقات بسر صورت پروانہ ہوئی
شمع کے طرح جلا مین مرے پروانہ ہوئی
گھر مین دلسوز کے اندہیر مچایا تو نے
آتش افروز عدو کو محفل مین بٹھایا تو نے

۱۵۲
چربی چھائی یہ تری آنکھون مین الشمع لقا
موم روغن لب خشکیدہ دل یہ نہ ملا
اپنے دمساز کے سوزش پہ نہ گھلا اصلا
غیر سی چرب زبانی رہے محفل مین سدا

اپنے غنچے مین بٹھایا اوسے اغیارون نی
گل رعنا کو مرے گھیر لیا خارون نے ۱۳۱

ڈوبو کے ہاتھ آبرو کے پیچھے پڑا یار ایسا
دلکو مرغوب ہوئی چاہ سے پانی کی ہوا
آشنائی رہے چشمون سی نگاہونکو سدا
روز تالاب پہ وہ نام ڈبونے کو گیا

دوڑی کھڑکھڑیا سڑک پر سے گئے یاری اوسکے
ڈانوان ڈولی مین لگے رہنی سواری اوسکی ۱۳۲

نخل عشرت سے مری دلکو ملا غم کا ثمر
موتی جھیل اوسکو کبھی لیکے گئی مدکو گہر
عیش باغون مین وہ گل کرنے لگا شام سحر
لہر دریا کا لگا یا کہ ہنسا وہ چیل کر

آشنائی سے ہوا پیرے کنارا اوسکو
چھینٹے پیراکون نے دی دی کی اوبھارا اوسکو ۱۳۳

چاندنی رات کی دن آئی تو نکھرا وہ قمر
آگئے در پہ سر شام سکے پیدا اختر
برق پوشاک وہ بدلے کہ تڑپ جائی بشر
لیگئے ماہ کو میرے سے کسی بیھرے کے گھر

شب مہتاب مین کیا کیا ستم آرا چمکا
تیرہ بختون کی نصیبون کا ستارا چمکا ۱۳۴

گو کیا اوسنے کوئی امر نہ مجھسے اظہار
لی گئے ایکدن اوس گل کو جو دو خدمتگار
پر یہ ہر بات کی پرگذری مجھے لیل و نہار
میری ہرکارون نے آکر یہ سنایا اخبار

یعنی وہ صدر نشینون مین گرفتار ہے آج
گرم اوسکے تو کھرے سر دربار ہے آج ۱۳۵

پھر تو وہ نکیا اوسنے مرا خوف و خطر
دربدر پھرنے لگا رات کو مانند قمر
رو سیاہون مین رہا صرف تھا دن دن بھر
گھر مین آیا کبھی پچھلے کو کبھی وقت سحر

دن نکل آیا کئے دن نیا اوسے دیر ہوئے
ہو گئے صبح تو دنیا مجھے اندھیر ہوئی

۱۳۶
بخت بیدار مری خفتہ ہوی آیا زوال
روز و شب قتل مجھے کرنے لگا شوق وصال
سونا اوس سیم بدن پاس ہوا خواب و خیال
دل رہا ہر گھڑی تیغ غم فرقت سے نڈھال
خاک پر لوٹ کے ہر رات بسر ہونے لگے
سر ٹپک کر شب فرقت مین سحر ہونے لگے

۱۳۷
ناز بیجا مجھے کافر نے غضب دکھلایا
کبھی گھورا مرے جانب کبھی سر نہوڑایا
منہ بنا کر کبھی بگڑا کبھی وہ جھنجلایا
دانت پیسے کبھی جھنجھر کبھی غصہ کھایا
کیے سو غمزے سے بے ترک ملاقات اوسنے
روٹھ کر دو دو پہر مجھسے نکی بات اوسنے

۱۳۸
کشمکش مین مرا دل آٹھ پہر رہنے لگا
شب کو وہ خانہ خراب اور کے گھر رہنے لگا
اشک آنکھون سے بہے درد جگر رہنے لگا
بستر ہجر مین شام سے مر رہنے لگا
غم نے تکیے سے نہ سرکانے دیا مجھکو
خانہ تیرہ ہوا گور سے بدتر مجھکو

۱۳۹
دلکو جب گھر سے جلایا طپش سودائی
پنجۂ دست جنون پاون لگا پھیلانی
دشت وحشت کی لگین مجھکو ہوائین آنے
ہاتھ بڑہ بڑہ کے لگے سوی گریبان جانی
دل لگا کہنے کہ چل بیٹھیے دیوانون مین
بھر گئے بیڑیون کے غل کے صدا کانون مین

۱۴۰
دیکھکر مجھکو لگے کہنے عزیز آپس مین
شدت جوش جنون پاکے مری نس نس مین
دل کسیکا نہ پڑے آہ کسیکے بس مین
فصدین کھلوانے لگے دلکی لہو کی نس مین
زردی چہرے کی بڑہی گھٹنے لگا خون میرا
ہو گیا حال بہر رنگ دگرگون میرا

۱۴۱
لیچلی غم سے خزان باغ جوانی کی بہار
حلقے آنکھون مین پڑے جسم ہوا غم سے نزار
پھیلیان بازو سے نکلے ہو گئین کانٹا کبار
یہ ہوی شکل کہ برسونکا ہو جیسے بیمار

بگڑی منہ کی کوئی مسی سے بناوٹ کرتا
سرمہ دیکر کوئی آنکھونین لگاوٹ کرتا ۱۲۰

جعلسازی کو کوئی زلف بنا کر آتا   لے بلائین کوئی ہاتھونکے حنا دکھلاتا
در دندان کوئی ہنس ہنسکے غضب چمکاتا   سرخرو ہونیکو لاسے کوئی لب پر لاتا

قد اکڑ کر کوئے اوس سرو کو دکھلاتا تھا
کوئے پوشاک کے تنگی سے کھنچا جاتا تھا ۱۲۱

دیکھا جب اوسنے کہ عالم ہے مرا محو جمال   امتحاناً گیا در پردہ ہر اک شی کا سوال
سرو قد غنچہ دہن سے کہنے لگے ہو کی نہال   جان حاضر ہے یہان مال ہے پیاری کیا مال

زر کے دینے سے سبھے دل کو نہ آسایش ہو
کاٹ دین تن سی ابھی سر کی جو فرمایش ہو ۱۲۲

یہ ہوا بدلی کہ بلغے سے مجھے دینے لگے خار   ہار لالاکے دل اوس گل کا کیا باغ بہار
طرہ اسیر یہ ہوا اور سیئے عاشق زار   بدھیان مینے منگائین تو نہ پہنین نہار

گرسیان یار کو دکھلائین سے چاہون نے
نیکھیان پھولون کے بجھائین ہوا خواہون نے ۱۲۳

چکنے باتون سی اوسی چھا لیا سبنے ایسا   حال دہرا ایا کوئے مینے تو منہ پھیر لیا
سبے مین کہتا رہا کچہ صاف زبان سے نہ کہا   بات کی ایسے چبا کر کہ ہوا دل چورا

عشق کے بو سے معطر ہوئی گہر گلیون کے
خاصدان آنے لگے عطر کے ڈبیون کے ۱۲۴

پان منگوانی کی رسم پھر اوسنی جاری   جمع اس رنگ سی عشاق کے ڈہولی سارکی
بو سے عنبر دنکو گلوری یہ گلوری بہار کے   قتل پر بیڑا اوٹھایا مری یون یکباری

سرخرو لوگ ہوی جو صلے نکلے سب کے
رہ گیا بدرنگ سی مین خون جگر پیپے کے

ہوگی

۱۲۵
ہوگیا جام مے حسن سے ایسا سرشار
ہم پیالہ رہا کم ظرفون سے وہ لیل و نہار
ساغر لگے بھر بھر کے پلانے میخوار
شیشۂ دل پہ مری سنگ جفا کے ہوئی مار
نشہ کی جوہری یاقوتیان بھجوانے لگے
کیا فلک سیر مجھے آنکھون سے دکھلانے لگے

۱۲۶
سچے یاقوت سکے دکھلاتا تھا کوئی لالا
بجلیان یار کو آنے لگین بالا بالا
سرمہ دیتا تھا کوئی آنکھ لگانے والا
مسّی بھجواتا تھا کوئی کہ کرون منہ کالا
چھلے دیتا تھا کوئی ہاتھ پہنانے کی لیے
مہندی لاتا تھا کوئی رنگ جمانی کی لیے

۱۲۷
چھینٹ اچھا سا و چھپا کوئی لیکر آتا
گلبدن کو کوئی پاجامہ نیا بھجواتا
رنگ کندن سا جو وہ سیم بدن چمکاتا
جا کر سونے کے چڑیا کوئی انگیا لاتا
کرتیان لیسکے [illegible]ئے خانہ خراب آتا تھا
جعلسازی کوئی اس جال مین پھیلاتا تھا

۱۲۸
راہ دارون نے کیا یار کو آخر بدراہ
کوچہ گردی سے کیا بدچلنون نے آگاہ
رفتہ رفتہ ہوا خود رفتہ مرا غیرت ماہ
یوسف پردہ نشین کو ہوئی بازار سے چاہ
وصل کے بعد سے عداوت مجھے دکھلانے لگے
گھر سے نادیدون کی دعوت کی پیام آنے لگے

۱۲۹
اپنے جلسے مین جلیسون نے بلایا اوسکو
رقص کے جشن کا سب بھاؤ بتایا اوسکو
دل لگانے کی لیے ناچ دکھایا اوسکو
راگ لا کر مری ہاتھون سے گنوایا اوسکو
پردۂ ساز مین سب دل کا کیا راز اوس سے
سازشین کرنے لگے بزم مین ہمساز اوس سے

۱۳۰
بیکلی سی جو کبھی غنچہ دہن تنگ آیا
باغ مین اوسکو ہوا خواہون نے جا پہنچایا
فرش اوجلا سا قریب لب جو بچھوایا
کھٹیان ہونے لگین دل جو شگفتہ پایا

چہرہ بلور سا چمکا کے جلایا ہر شب
کیا مری دل کا کنول تو نے بجھایا ہر شب ۱۵۳

باغ الفت کا چمن ای گل تر خشک ہوا
رنج کی سی جلنے لگی گلشن راحت مین ہوا
کشت سرسبز کو یون ہاتھ سی پامال کیا
خار حسرت ہوی پیدا گل امید کی جا

نخل دل پر جو ہر باضل ب ہو تو کیا ہوتا ہے
شجر خشک مصیبت سی ہرا ہوتا ہے ۱۵۴

ہم نہ کہتے تھے کہ دیکھو نہین اچھے یہ کام
اوس بری بات کا آخر کو ہوا بد انجام
اپنا آغاز ہے کچھ یاد بھی ای ماہ تمام
اختر حسن اسے اوج پہ رہتا تھا مدام

ماہ سی کب تری چہری کی ضیا ملتے تھے
چاند نے پرتو رخسار سے یون کھیلتے تھے ۱۵۵

تن بدن کا نہ تجھے ہوش تھا ای چہر لقا
میل کرتے تھے نہانی پہ طبیعت تھی ذرا
نہ سر مو تجھے گیسو کی خبر تھی اصلا
زلف کا حال پریشان ہا کرتا تھا

تھا نہاوٹ کا نہ شوق ای بت پرفن تجھکو
کنگھی چوٹی سے رہا کرتے تھے اوجھن تجھکو ۱۵۶

درد سر تھا تجھے صندل کا نہ ایجان جہان
ٹکے جیتا تھا لڑکپن مین کہانکی افشان
تیغ ابرو مین خونریزی کی جوہر تھے عیان
تیر مژگان مین یہ شوخی یہ شرارت تھی کہان

سرمہ آنکھونکو نہ منظور نظر رہتا تھا
کوئے کاجل نہ لگا دی یہی ڈر رہتا تھا ۱۵۷

شوق منہ دھونیکا تھا خاک کہ تجھکو ای یار
ایکدن صاف نہ ہم پاتی تھے دونون رخسار
رہتا تھا آئینہ رخ پہ سدا گرد و غبار
پوچھا جاتا تھا نہ رومال سے چہرہ ہر بار

کاجل اکثر تری گالون مین بھرا رہتا تھا
آئینہ سامنے پہرون نہ دھرا رہتا تھا

۱۵۸
در و دندان کی صفائے سے نہ کچھ تھا مطلب
کلّے سے الفت کچھی سی تھی لیکن بے سبب
آئنے کی جا نہ تھا دھڑی ہو جو نہ کب
دانت کٹے تھے مسی سی کی اخیر تک لب
پان کا رنگ ہو تو بھی ذرا لاتے سے تھے
کبھی کھاتی تھی گلوری تو چبا جاتے تھے

۱۵۹
اچھے پوشاک پہننے کا کبھی شوق نہ تھا
دیکھا کرتی تھی بُری حال سے ہم جنسوں کو سدا
پردہ داری نہ محرم سے تھی طبیعت اصلا
بند انگیا کے کھلے رہتے تھی ہر صبح و مسا
آستینیں نہ کہوٹی سی چڑھی رہتی تھیں
دھجیاں کھیل میں کرتے کی اُڑا دیتی تھیں

۱۶۰
بھاری انگیا سی نہ محرم تھا تو ای رشک پری
جھکی رہتی تھی کٹوری نہ ستارو لسی وری
مانگ چڑیا کی کبھی ہو تو نہ سیتے تھے بھری
گھاٹ پر لہر نہ ٹکتے تھے نہ یہ چلے گرے
انگیاں سینے پہ کب ای جان جھکے رہتے تھیں
چھٹکیاں گوکھرو میں یوں نہ روکی رہتی تھیں

۱۶۱
جامدانی میں نہ تھے تہان چکن کی پیہان
تجھکو پہچان تھی ای گلبدن اطلس کے کہان
گل کی شبنم کو سدا جانتا تھا آب روان
اشرفی کے شجروں پر تھا شجر کا گمان
گر کہیں شبکو نظر قاقم و سنجاب آیا
ہاتھ مل مل کے سحر ہو گئے کمخواب آیا

۱۶۲
آگے وہ تہان کا پاجامہ پہنتے تھے کب
کمر اور کولوں کی سج دھج سے نہ تھا کچھ مطلب
کلیاں پڑتی تھیں اب ای گلبدن اس طرح کی کب
پانچا بیسی کا تری پائنچو نین فرق ہی ہے
ڈھیلا ہر وقت کمر بند پڑا رہتا تھا
نیفہ چیتے سے شکم میں نہ گڑا رہتا تھا

۱۶۳
رنگ بے رنگ تھا ہر رنگ سے شرماتے تھے
ہلکے ہلکے یہ دوپٹے نہ رنگی جاتی تھی
جوڑ توڑ ایسے بہلا تمکو کہاں آتے تھے
لپیٹے گوٹہ نہ بادلے میں ٹکوائی تھی

گندی رنگ کو نکہرنہ کہرا کرتے تہے
دہانی جوڑی سے کبہی دل نہ ہرا کرتی تہی

بانکپن جوڑیوں کا تہا نہ طبیعت میں ذرا
رنگ مہندی کا کسے رنگ نہ خوش آتا تہا
سجا جوڑا تجہے جہوٹہوں نہ پہنتے دیکہا
دل جو اپنے تہے حنا سی صفت زرد حنا

دست رنگین سے حسینوں کے جلا کرتے تہے
پاؤں پہیلا کے نہ ہاتہوں کو ملا کرتے تہے

تہا ستارہ ترا گردش میں بہت ماہ لقا
دل تہا آگاہ نہ رفتار کے چالوں سے ذرا
چہلّے کا کبہی پاؤں میں جوتا نہ سجا
گہنگرو چہاگل کے صنم بولتے تہے یوں صدا

نہ سے نندوں کی کلیجے نہ نکل پڑتی تہے
مردی کب پاؤں سے کے آہٹ اوچہل پڑتی تہے

سونی جانگہوں کی تو زیور کا بہلا ذکر ہے کیا
شاخ گل رہتے تہے گجروں سی کلائی بیلا
گہنا پہولونکا نہ اسے غنچہ دہن ممکن تہا
ہار کاندہے پہ پڑے رہتے تہے کسد آن بلا

کان بہلی کی نہ کلیوں سے بہری رہتے تہے
پہول چنپا کے کب انگیا میں دہرے رہتے تہے

چمپکا پہولونکا لگاتا تہا نہ سر پہ یار
سخیرہ قد کبہی پہول لیتے نہ تہا باغ جہاں
چہوٹے ہاروں سے نہ رہتی تہی سر گلزار
بدہیان رہتی تہیں اسطرح گلے کا کب ہار

سیس نم ڈال کے زلفیں نہ کہپا کرتے تہے
عطر پل کے یہ جہٹنے نہ بیا کرتے تہے

آپکے مقراض کہو سے نہ زبان تہی طرار
ترش روئی سی تری کٹتے تہے جی سبکی یار
پرزری تہا تیز بہی تقریر سے کسکا دل زار
لب شیریں پہ نہ بات آتی تہے میٹہے زنہار

یوں شکر ریزیوں میں قند کہاں گہولتا تہا
مرغ تقریر کا طوطے نہ صدا بولتا تہا

رفتہ رفتہ یہ ہوئی میری کے سی یا بسر
سیر عالم کے ہوئے چشم کو منظور نظر

بے اجازت سے چلے جانی لگی ہر شخص کے گھر
ہاتھ پردی سے غضب ہے کہ اوٹھا لیگیر

پاؤن کیا جلد بڑے چال سے آگاہ ہوئی
راہ پر آنے نہ پائے تھے کہ گمراہ ہوئی شلہ

کوچہ گردی سی کبھی پاؤن کو یون راہ نہ تھے
یون ترانگی ہوا دے کے ہوا خواہ نہ تھے

آرزو چاند نے مین پہرنیکی ابھی ماہ تھے
تہا کنارہ تجھے تالاب ہے یہ چاہ تھے

بخت دریا کے تو اسے بحر کرم سوتی تھے
آشنا پاؤن نہ ساحل سے کبھی ہوتی تھے علہ

در تک آتی تھے نہ صاحب کہین جانا کیا
سایہ سے بھاگتے تھے دل کا لگانا کیا

نہین تم جھانکتے تھے آنکھہ لڑانا کیا
اُف نہ مجھسے کبھی کرتے تھے جلانا کیا

زیست کا لطف تھا ہر دم مرا دم بھرتے تھے
جان جان زندہ دلون پر نہ کبھی مرتے تھے علہ

آنکھڑیون پر جو نگہہ پارسی کوئی کرتا
دیدہ بازی تو نہ منظور نظر تھے اصلا

عین اخلاص مین ہمچشمون سے ہوتی تھی خفا
آنکھہ تھی مردم دنیا سے چراتی تھی سدا

دیدی عاشق کو قیامت کے نہ دکھلاتی تھی
چتونون مین سر محفل نہ غضب ڈہالی تھے ثلہ

سن کی یہ بات وہ خوش چشم نکا اچلکر
گھورا گھا رکھی نہین پان تو فرشتونکو خبر

دیدی پہوٹین جیسے نظارہ ہو منظور نظر
رکھتا ہے دیدہ و دانستہ بہی تہمت مجھپر

بدنگہہ کوئی کہان جاکے کیا کرتا ہے
تو تو ہر پل مجھے آنکھون مین رکھا کرتا ہے عہ

فرق اسطرح کا ہے نہین دیکھا ہی نہین
کب تلک صورت تصویر رہون خانہ نشین

کس مصیبت مین پڑی ہائی غضب جان حزین
مین بہی تو آدمی کی جائی ہوئی حیوان نہین

جی نہ بہلائی کو کس طرح سے باہر جاؤن
اپنا دم گھونٹ کے اس قید مین کیا مر جاؤن
۷۵

جانکو اور کسیکی تو بہلا کو سون کیا
آگ لگ جای محبت کو اور ہے اسکا مزا

ہو چکون مین کہین غارت کہ چکے یہ جھگڑا
کر دیا اچہے بہلے دلکو مصیبت مین پہنسا

قدر بیقدر نے کچھ خاک نہ جانے میرے
مفت کیا ہو گئے برباد جوانے میرے
۷۶

ایسے باتین کبہے آگے نہ سنی تہین حاشا
ہان بہت دن ہوی اب دل مرا صحبت سے بہرا

طعنہ دی دی کے کلیجے کو دیا میرے جلا
ایسے ہرجائی سے للہ بات نہ کرو اے خدا

اچہے صورت جو کسی اور طرف پائے ہے
غیر سے ملنے کی تہمت مرے سر آئے ہے
۷۷

آنکہہ مین ڈالکی آنکہہ اوسنی جو اسطرح کہا
مہربان غیر یہ تو ہے تو مجھے اس سے کیا

بولا مین بس مجھے دیدی کی صفائی نہ دکھا
مین نے بہی ڈہونڈہا ہی اپنے لیے وہ ماہ لقا

دیکھے انسان جھلک اوسکی تو چکا چوند مین آئے
جہلکے مہتاب سے چہرہ یہ ہوائے جہٹ جائے
۷۸

پہر وہ شعلے کی طرح کانپ کی بولا اکبار
ایڑی چوٹی یہ اوسی صدقہ کرون لیل و نہار

مین تو کہتا تہا کہ ہاتہہ آیا ہی اوسکی چوٹی یار
مین پکارا کہ زبان بند کر اے بد کردار

تجہکو کیا کیا نہ جلاوے گا جلاپا اوسکا
کان اب کہول کے سن مجھسے سراپا اوسکا
۷۹

آب وہ رخ مین ہی اوسکی کہ نہین تاب بیان
جلوہ قدرت کا ہی اوس بت کے سراپا سے عیان

تیزی خنجر اوصاف سی قاصر ہے زبان
دیکہے ہونگی نہ فرشتون نے بہی ایسی انسان

حور منہ اوسکا تکے ششدر و حیران بنکر
ہوش پر یونکی اوڑین تخت سلیمان بنکر

۱۸۰
اوسکی قامت پہ قیامت کا کرو نہین یہ خیال
سرو بہی گز نہ ہو سکین جو کوسے کر دی نہال
کب قیامت نے بہلا پائی ہے یہ حشر کی چال
شاخ کیا ایسے ہی طوبی مین جو ہو وہی نہال
اوسکے رفتار سے یہ بات نگر پائی ہے
شجر طور مین اعجاز مسیحائی ہے

۱۸۱
چال وہ قہر و غضب ہے کہ زمانی کو ہلاے
حشر تک شکل نہ عالم کو قیامت دکھلای
ہر قدم ڈر کہ فلک دل عشاق مین آئے
تہرتہراتا ہوا بہونچال زمین مین چہپ جائے
دم رفتار غضب کہ لچک جاتی ہے
پرتو حسن سے اک برق چمک جاتی ہے

۱۸۲
اوسکے زلفون پہ وہ عالم ہے کہ عالم ہے نثار
کیا سنبل نہین سنبل سے کچہ اصلا سروکار
سامنی جسکے خزان ہیچ یہ وہ ہے سنبل کے بہار
یہ مسلسل وہ پریشان یہ توانا وہ نزار
اسکو شائستہ و طرار سراسر دیکہا
اوسکو مجموعہ گلزار مین ابتر دیکہا

۱۸۳
ہر بن مو مری تن پر ہو اگر شکل زبان
کبہی زنجیر کا ہوتا ہے طبیعت کو گمان
ہو وہی اوس زلف کی خوبی کا سر مو بیان
کبہی کہتا ہون پریشانی مین شام ہجران
بال بہر بہی نہین وصف اوسکا ادا ہوتا ہے
موشگافی مین کرون لاکہہ تو کیا ہوتا ہے

۱۸۴
جعلسازی یہ ہے شہباز طبیعت طیار
نہین اندہیر جو گیسو کو کہون مین شب تار
پیچ سے طائر مضمون کوئی کرتا ہون شکار
اس شب تار مین روشن ہے چراغ رخسار
جلوہ کاکل کا نہین رخ پہ نظر آتا ہے
کان کی لو کا دہوان نار سے بل کہاتا ہے

۱۸۵
عقدہ اوس زلف کی بندش کا کسی پر کہلا
گرہ زلف رسا باغ مین ہو جاتی جو وا
اسے سودے مین پریشان پڑی پہرتی ہی صبا
نکہت گل کے چمن ہی مین بندہ جاتی ہوا

صحن گلشن مین پریشان جو وہ سنبل ہو جاے
نافۂ مشک ختن غنچۂ ہر گل ہو جاے ۱۸۶

زلف پیچیدہ وہ ایسی ہے کہ خالق کی پناہ
بگڑی اوس زلف سی سنبل تو بنی خاطر خواہ
جسکے کاٹے کا جہان مین نہین منتر واللہ
بولے زنجیر تو ہو خانۂ زنجیر تباہ
اوسکے ناگن تو وہ کوڑا دم رفتار رہے
بل کری سانپ تو ترسے کے اوسی مار پڑے ۱۸۷

اوسکے پیشانی وہ روشن ہے کہ ٹھہرے نہ نگاہ
چاند سی ملتے پہ افشان جو چنی غیرت ماہ
ٹیکے سر شام سے ہر زہرہ جبین شام پگاہ
چشم افلاک سی گر جائین ستارے واللہ
ماہ یک هفتہ نہ منہ پر کبھی تابندہ ہو
چودھوین رات کا چاند اوس سے تو شرمندہ ہو ۱۸۸

تیغ ابرو کو اگر چرخ پہ وہ ماہ چڑھائی
روبرو اوسکے کبھی قوس فلک سر نہ اوٹھائے
چشم مریخ سے شمشیر ہلالے گر جای
دلمین لشکر مہ نو چرخ کہن پیمای
خالی آتا ہے نظر حسن سے پہلو میرا
بھون کی تشبیہ کی قابل نہین ابرو میرا ۱۸۹

وہ بھونکو جو کری لیس تو سمجھے یہ جہان
اون کمانون سے چلین تیر تو تڑپین نشان
بھاگے گوشی مین نہان ہونیکو چلاکی کمان
مرغ ناوک زدہ ہر تن مین بنی طائر جان
رشک اون پلکون کا معشوقون کو تو وہ پڑجای
دل کمان ابرون کا تیر مژہ سے چھد جای ۱۹۰

آنکھ اوسکے وہ قیامت ہے جو گلشن مین اوٹھائے
نکلے بے مغز جو بادام کبھی آنکھ لڑائی
حشر تک نرگس بیمار نہ صحت سے کبھی پاے
پوست اندام کا بس چشم زدن مین کھنچ جاے
صید گاہ اوسکے اگر دشت ختن ہو جاے
نقش آنکھون کا غزالون کی ہرن ہو جاے

۱۹۱

چتون مین وہ قیامت کی شرارت ہی بہری
ہے مگر چشمون مین پتلی کی غضب جلوہ گری

جنکے دفتر مین ہے خوش چشمون کا چہرہ لطف سے
مچھلے پانی مین ہی پابند ہی شیشہ مین پری

اوسمین سرمہ جو لگے اور بہے لاثانی ہو
کیا پری ہے وہ نگینہ جو سلیمانی ہو

۱۹۲

چشم مین ہے وہ کہالی کہ ہوا اسکو تباہی
عین نادانی ہی مردم کوئی گرجان کہاے

گری سرمہ جو لگاوٹ تو وہ آنکھین دکھلاے
لیتے لیں جان مگر ہاتھہ وہ بادام مین آے

ایک ہٹی مین بنین نرگس بیمار آنکھین
کوئی دو تین بن اوس سے جو کرے چار آنکھین

۱۹۳

بیچ مین آنکھونکی اسطرح ہے بینی کا گذر
اس سانیسے ہوئے سیری نہ طبیعت کی مگر

جیسے اک مست کی ہون پہلو مین دو ساغر
دوربینے کی سبب مجہکو یہ آتا ہے نظر

ناک کے پاس ہوین سر نہین ٹہورانے ہین
شاخ بلور مین تلوار کے پہل آئے ہین

۱۹۴

رنگ رخ ہے وہ طلائی کہ نہین جسکا نظیر
جلوہ اوس شوخ کے رنگت کا قیامت ہے شریر

ہے بجا خاک عناصر کو جو کیجے اکسیر
پہونچے ضو مہر کے جسکو نہ قمر کے تنویر

رنگ رخسار کا شعلہ جو بہڑک جاتا ہے
آتش حسن مین کندن سا دہک جاتا ہے

۱۹۵

چہرہ ایسا ہے درخشان کہ پڑی جسپہ نظر
اوسکے رخسارونکو جسنے جو کہا شمس و قمر

آگے آنکہونکے چکا جو نہ رہے آٹھہ پہر
چاند سورج کو حسینون نے چڑہایا سر پر

رخ کے تشبیہ سی کس کسکو یہ پیاری ہوتے
مہر و مہ چرخ کی کب آنکھہ کے تاری ہوتے

۱۹۶

اوسکے عارض مین وہ رنگین کہ خجل ہو گلزار
عارض حسن پہ نازان ہی عبث گل ہر بار

دل رہے جنکے تصور سی سدا باغ و بہار
دیکہے ان پہولونکو بلبل تو ہو آنکہون مین خار

رری گل ہے یہ نہین نیز وہ رخساری ہین
ایک رخ کیا خجل اوس سی تو رخساری ہین

١٩٧ مطلع
لب ہین اوس گل کی وہ نازک کہ نہین سکتا بیان
بوسہ لی لینے کا عاشق جو کری وہم و گمان
رنگ ابنا ہے نزاکت سی ہی جنبر کہ گران
نازکی سے وہین رنگ گل سوسن ہو عیان

نگہ گرم کبھو اور سوا کرتے ہے
کالا منہ مسّی سی اوس لب کی بلا کرتی ہے

مطلع
دہن تنگ کی کس منہ سی کری کوئی ثنا
یان زبان لال ہی غنچہ کی روش منہ مین سدا
یہ وہ عقدہ ہے کہ مضمونکی نہ بندش سے کھلا
فرط حیرت سے نہین بات دہن مین گویا

اوڑکے مضمون یہ مری دام مین پر آیا ہے
جال مین جسنے عنقا کو لے پھڑکایا ہے

١٩٩ مطلع
لب ہین وہ لعل کہ یاقوت کی ٹھہری نہ نظر
جان طلب جوہر ہو لب کی جھلک دیکھی واگر
کہای غیرت سے عقیق سینے خون جگر
زرد کہراج کے مانند ہو چہرہ یکسر

اوسکے باتون مین جو اعجاز مسیحائی ہے
لعل کے طرح لب سرخ مین جان آتی ہے

مطلع
لب وہ شیرین ہین کہ ہی کری جنبش تو نبات
غم سے فرہاد کی معشوق کو ہو تلخ حیات
باتین مصری کی وہ ڈلیان کہ ہین سینے ذرات
آگے اون ہونٹون کی نکلی لب شیرین سے نبات

بوسے دو دی وہ شکر ریز تو مطلب ہو جائے
منہ مرا قند مکرر سے لبالب ہو جائے

مطلع
اوسکے سلک دندان سے جو آنکھ لڑی تھی
جب پڑی فکر تو ثابت ہوئی موتی کی لڑی
جب لڑی آنکھ تو اک فکر طبیعت کو پڑے
کیسے موتیکی لڑی اونمین شرارت ہی بڑے

ہے شرارت جو بڑی اونمین تو سیارے ہین
ہین جو سیاری تو آنکھونکی مری تارے ہین

عشقه

کام کرتی نہین دانتونکی صفائی پہ نگاہ
دست صانع نے عجب موتی پروئی ہین فواہ

ہے بجلے گر پڑتی ہے جب ہنستا ہے وہ غیرت ماہ
ایسے الماس تراشی نہین دیکھے واللہ

ہوئی ہیرے کی سُرکی جس سے خجل تیزی مین
موتی اون دانتون سی جھوٹھا ہو گہر ریزی مین

۳۲ه

اوسکی دانتونکی صفائی پہ ہو غلطان گہر
ٹوٹے گردون سی ستارہ جو پڑے اونپہ نظر

دیکھ لے آب تو پھر تاب نہ آئے دم بھر
مشتری دیکھے تو مرجائے وہ زہر کھاکر

ٹکڑے ہون دانتون سے الماس کا بھی دل ہووے
بیدھا ہووے کوئی موتی جو مقابل ہووے

عشقه

کیا ہو اوس چاہ زنخدان کے لطافت کا بیان
چمن حسن صنم مین یہ مگر ہی وہ کنوان

باؤلی ہو رہی ہے اپنی طبیعت تو یہان
پانی بھرتے ہین جہان یوسف گلزار جہان

کیا طراوت ذقن رشک وہ ماہ مین ہے
ڈانواڈول اپنا دل زار سدا چاہ مین ہے

شقه

اوسکی گردن ہے کہ اک نور کے سانچے مین ڈھلا
آبدار ایسے جو مملو نظر آیا وہ گلا

جسنے دیکھا وہ گلا آپ سے باہر وہ چلا
رشک کی برق سے کیا جسم صراحی کا گلا

سوی میخانہ گلو اوسکا اگر منہ موڑے
ہوکے ہر مست خجل شیشے کی گردن توڑے

شقه

رتبہ شانونکا بڑا جاتے ہین حسن پرست
اس سے بہتر کوئی پہلو نہین ملتا سر دست

دار گون جام کہون انکو تو مضمون ہے یہ پست
تن کی کرسی پہ غضب پائی ہے مونڈھون کی نشست

سچ اگر پوچھو تو وہ ساعد ونکی جائین ہین
کشور حسن مین شانونکی بڑی شانین ہین

شقه

اوسکے بازو ہین مگر موجۂ دریای صفا
شمع ساعد کو کہون مین نہین اندھیر ایسا

مچھلیان جنکی صباحت پہ تڑپتی ہین سدا
بچۂ نہر سے روشن وہ کلائی ہے سوا

ایڑی دیکھون مین عجائب ہین درخشان پہنچے
اوسکے پہنچے کو نہ روی مہ تابان پہونچے

۵۱۸ پنجہ دست وہ گلدستہ ہی دل جس سے ہوا
دست بستہ ہے اسد جسکے تصور مین حنا
پنجہ مرجانکا جو ہو دست نگارین سے گرا
اونگلیان توڑکے رکھدی وہین موج دریا

پنجے گل کو جو اوس ہاتھہ سے جسدم لڑجاے
تڑسے رخسار پہ صرصر کا طمانچہ پڑجاے

۵۱۹ اوسکے ہاتھون کو نہ پہونچے مہ کامل حاشا
ید بیضا ہے مقابل ہو ہتیلی کی ضیا
اونگلیان ایسی کہ معشوقون مین انگشت نما
ناخن اسطرحکے ہر رگ کی گرہ جس سے ہوا

سامنے اوسکے جو شرماکے نہ سر پہوڑتے
سب کہین عقل کے ناخن مہ نو سے ڈہٹے

۵۲۰ سینہ وہ سینہ کہ دیکھے تو تڑپ جاے بشر
ایسے سینے نہین دیکھین ہین کسینے سن بہر
اوبہری اوبہری ہین دو پستان غضب جوبن پر
سر اوٹہایا ہے مگر حسن صفانے نکیسر

قد و پستان کی تماشے مجہے دکہلائی ہین
شجرہ طور نے دو نور کے پہل پائی ہین

۵۲۱ نخل قامت مین دو پستانکی ثمر ہین یکتا
دیکھہ لی سیب تو آئی اسے آسیب بلا
فربہ ہے ہو نہ سبب کو کبھی غم سی حاشا
دانت نارنگی کی کہٹے رہین غیرت سے سدا

پہول سی سینے پہ کب ہین سرپستان پیدا
ہوی گلشن مین انارون سے پستان پیدا

۵۲۲ بحر تن مین ہین پستانکی لطافت کا حباب
کیون نہ سمجھے کسطرح طبع روان ہو بیتاب
فکر مین ڈوبکی مضمون یہ ملا ہے نایاب
ایک جا حسن کے دریا مین مگر دو ہین حباب

اور بات اسسے نہین ڈہونڈہ کی کہے جاتی ہے
اوسکے پستان پہ یہ پہبتی مری کیا چہاتی ہے

۲۱۳
شکم صاف کی اوصاف بیان کیجیے کیا
سو بپشت عیان ہے سبب جوش صفا
پرچۂ الماس کا یا چاند کا کہیے ٹکڑا
خانۂ تن مین ہے یہ آئینۂ اعجاز نما
نہین سیلی کا نشان سانپ سا لہراتا ہے
عکس چوٹی کا شکم مین یہ نظر آتا ہے

۲۱۴
کمر یار کو سب بال سی دیتے ہین مثال
دیدۂ فکر مین ہے اوسکی کمر آدہا بال
طبع نازک کو ہماری تو یہ مضمون ہے محال
موشگافی کے سبب کھینچے ہین بال کی کھال
ناف اس بال مین حکمت سی نہین خالی ہے
دست صانع نے گرہ بہر نشان ڈالی ہے

۲۱۵
کمر اور کولون کا عالم ہے کہ عالم ہو فدا
آگے ہے شرم کی جا فکر ہے پابند حیا
ناز کے چال سے ہوتی ہی قیامت برپا
صدف بحر لطافت کا کہون حال مین کیا
سخن نغز نہین منہ سے نکالا جاتا
ورنہ ناسفتہ مین ڈورا نہین ڈالا جاتا

۲۱۶
پہنچے زانو کی صفا کو نہ پری کا رخسار
سرکے پاجامہ جو اون زانون سے وقت قرار
پہلے دل ہاتھ سے گر جو یہ دیکھے اسرار
زانو ٹیکا کرے حسرت سے سدا عاشق زار
مثل مہتاب لگی منہ پہ ہوائے چھٹنے
وہ چھپا لیوے جو رانین تو لگے دم گھٹنے

۲۱۷
ساق پا نے تو عجب نور کا پایا ہی ظہور
نور کا جوش ہے یکدست صباحت کا وفور
دیکھے مہتاب تو منہ فق ہو بکنگ کافور
چمن حسن مین کیا پھولی ہی شاخ بلور
شب کو وہ پنڈلیان گر جامہ سے باہر ہو جائین
شمعین فانوسون مین خاموش سراسر ہو جائین

۲۱۸
پاؤن اوس شوخ کی کرتے ہین قیامت برپا
آئینہ وہ کف پا ہے پئے مہر جہد لقا
کوئی پامال ہے پستا ہے کوئی مثل حنا
اوسکے تلوے کو نہ پہونچی تری چہرے کی صفا

اونگلیان دیکھ لی تو اوسکے تو غم سامنھے لگے
ناخن یاس سی خراش جگر سے ہاتھ سے لگے

۲۱۹ عرق ہی حسن کے دریا مین سراپا وہ نگار
اپنے صورت پہ غرور اوسکو نہین ہے زنہار
کسطرح دل نہو ایسے در یکتا پہ نثار
ہے وفا پیشہ جفا سے نہین ہرگز سروکار

نور سے شکل بنی ہی مہر و محبت بھی ہے
بے تکلف ہی کہ صورت بھی ہی سیرت بھی ہے

۲۲۰ زلف اوسکے جو کری پیچ بناوٹ سی ڈرے
بکھرے بالونکو ہلا دیوے جو وہ رشک پری
ہو پریشانی دل سے تجھے آشفتہ سری
تیری گیسو کی بلی خاک مین سب جلوہ گری

چھٹ کے دل رشک سی غم جی کو سراسر ہو گئے
بلکہ مجموعہ عناصر کا سب ابتر ہو گئے

۲۲۱ نظر آجاے جو اوس ماہ جبین کا ماتھا
بوسی لون اوسکے جبین کے کبھی جو مون کف پا
درد سر ہو تجھے کس رشک سے ای ماہ لقا
تو سماجت سی قدم پر مری دی سر کو جھکا

پاؤن آخر کو مرا اور تری پیشانی ہے
جو مین کہتا ہون وہ اکدن تری پیش آنی ہے

۲۲۲ اون بہوون سے جو لڑی آنکھ تو جی ہو بیکل
تیغ ابرو کی نظارہ کیا بلی تجھکو بیسل
کشور دل مین پڑے چار طرف اک ہلچل
سیدھا ہو دم مین نکلجای یہ سارا کس بل

نوک مژگان پہ کری غور تو تیور جل جائین
ایک دلیر تری سو رشک سے خنجر چل جائیں

۲۲۳ آنکھ سے اوسکی جو لجای تری آنکھ ذرا
شوخیان اوسکی نگہ کی جو کرین حشر بپا
شرم سے مردم بینا پہ کری چشم نہ وا
دیدہ بازی تری نظرون مین ہو پھر عین خطا

زیب ہے نام کو یہ قہر و ستم آنکھون مین
چشم کی رشک سی آئی ترا دم آنکھون مین

۲۲۴
آگی اوس بینی کی خود بینی تری ہو بیکار
اک نظر دیکھے جو وہ چاندسی دونون رخسار
دیکھکر ناک کو تو کان مروڑی ہر بار
چہوٹین مہتابیان اے رشک قمر چہ ہزار

گوری گالونپہ نہ خورشید کا انداز رہے
عارضی حسن پہ دزانہ تجہے ناز رہے

۲۲۵
لب نازک سی جو ہو اوسکے دو چار اے دلبر
دہن تنگ کا نظارہ دکہائے یہ اثر
رشک سے ہونٹھ چبایا کری تو آٹھہ پہر
زلیست سی تنگ ہو تو چین ہو عنقا یکسر

رنگ اک بات مین ہونٹون کا روان سب ہو جائے
لب می گون کا تری جام لبالب ہو جائے

۲۲۶
اوسکے دانتونکے صفائی یہ کری چشم جدا
میٹھے باتین جو کری وہ لب شیرین سی ادا
ڈہارین تو مار کی رویا کری غیرت سی صدا
ایسا کڑوا ہو کہ بہولی تجہے دنیا کا مزا

چہکی لگ جای تحیر سے نہ پہر لب وا ہو
اپنے شیرینے گفتار سی دل کہٹا ہو

۲۲۷
میٹھے باتون مین ہے اوسکے مزہ آب حیات
اوسکے شیرینے گفتار کرے شہد کو مات
جسکا مشتاق رہے یوسف مصر و ہرات
قند باتون مین وہ گہولی تجہی کچہہ ہی نبات

زندگی تلخ ہو شیرینے سخن کی کہو جائے
شربت زلیست تجہے زہر ہلاہل ہو جای

۲۲۸
نام وہ پوچہے تو ہو شرم سی چہرہ آب آب
گہر کو وہ پوچہے تو ششدر ہو تو اپنی خانہ خراب
ای صنم نام کو نکلے نہ تری منہ سے جواب
اس حماقت پہ وہ ہو ماری ہنسی کی بیتاب

سر ہلا کر کہے تب مجہسے یہ وہ غیرت ماہ
واہ کیا آپ کا معشوق ہے سبحان اللہ

۲۲۹
رخنہ چشمک وہ کری چشم دہن سو بار
باتین ہو ڈہال سکے تجہپر نگہہ وہ شوخ غدار
تعلیمین تو جہا کی کر آنکہہ نہ اوس شوخ سے چار
گرمیان ہون تری تقریر سے آگی فی النار

جل کے شاید جو کوئی بات سے کہے مشکل مین
وہ شرر ریزیون سی آگ لگا دی دل مین ۲۳۰

غرق ہو بحر ندامت مین پھر بولا جاے
بولی وہ مغنیان اس ڈھب کے کہ دل شرما جاے
چھینٹی دی ایسے وہ تجھکو کہ پسینا آجاے
پھبتے ایسے وہ کہے گرم کہ تجھپر چھپا جاے

دل گرا کر کے نہ ان باتو پہ جب تو بسکے
کسکے آوازۂ رز قلب وہ دیکھے کسکے ۲۳۱

متبسم ہو سب کہیے خار وہ تجھکو دیوے
گالے تو ایک اوسی دیکھے تو وہ دو دیوے
قہقہہ مارسکے گم ہوش تری کھو دیوے
ایسا ایسا وہ ہنسے تجھسے کہ تو رو دیوے

بگڑی تو اوس سی حکمت مین تو بنائی تجھکو
ٹھیکیون مین وہ سر دست اوڑائی تجھکو ۲۳۲

دیکھے چاہ ذقن اوسکا تو یہ ہو حال تباہ
اوسکے گردن کی صفائی پہ جو پڑ جای نگاہ
ہو ندامت سے کنوین مین تجھے گرنیکی چاہ
گھٹکے دم آی گلے مین ترا ای غیرت ماہ

ہوئی ہمدست نہ ہیہات سکے تو اوسکے
ہاتھ ملوا یا کرین ساعد و بازو اوسکے ۲۳۳

شانہ مین وین اوسکی سراپا تری شانونکو گھٹا
پھوٹی جیب تجھی سی اوسکی تری قسمت کا لکھا
پشت اکبار کرے پشت تمکر کو دوتا
دیکھے پستانکو تو سینہ نہ ابہارے اچھلا

اپنے نارنگیون کی حسن سی کٹا دل ہو
اون انارون سی تو رنجون کا ثمر حاصل ہو ۲۳۴

اوسکے محرم سے ہو محرم تو عجب ہوئی بہار
ہان نکلیکی کٹوریکا نظر آی جو یار
کہا ٹھگے بارہ سے ہو سینہ خاطر افگار
پھٹ پڑی تجھپہ غم و رنج و الم کے دیوار

صف مژگان کی رخ انگیا کے کرن سی مڑ جائین
دیکھے چڑیا تو ترے ہاتھ کے توتی اوڑ جائین

۲۳۵
شکم صاف پہ گر دیکہلی کرتی کی پہبن
ناف اوس شوخ کی بنجاتی ترا قفل دہن
جعلسازی مین تری رخنہ پڑی ہی پرفن
پیٹ کی آگے تجہی کوئی لپیٹ آتی نہ بن
آنکہہ اوس موی کمر سے جو کبہی ٹک لڑجاے
طائر دل پہ میان بال کا پہندا پڑجای

۲۳۶
اس سی آگی کسی عضا پہ اگر جای خیال
دل کہ آمادۂ رفتار کری گر کوئی چال
آتش رعب صنم تجہکو جلا دی الحال
آسیا زانو کی پیسی تجہی گندم کی مثال
گر تصور مین کچہہ اوس غیرت مہتاب کا دیکہہ
صدف صاف مین جلوہ در نایاب کا دیکہہ

۲۳۷
پنڈلیان اوسکی جو تو دیکہی تو یہ رشک ہوا
بیٹہی تو اوسکی بچہونے پہ جو با عز و وقار
زانو غم سے کبہی سر نہ اوٹہاے زنہار
پاؤن دبوای نہ وہ تجہسے کبہی از رہ عار
سر قدم پر ہی جہکاے تو نہ مانے تجہکو
اپنے تلوی کے برابر وہ نجانے تجہکو

۲۳۸
اوس سی مانوس ہوے ہین مجہسے وسی الفت ہے
ذائقہ وصل کا بوسونکی کہبے لذت ہے
رنج کا ذکر نہین مشغلۂ راحت ہے
قہقہی اوڑتے ہین کیا لطف ہے کیا صحبت ہے
لب بلب رہتی ہین باہم نہین منہ موڑتے ہین
جشن رہتی ہین شب و روز مزی اوڑتے ہین

۲۳۹
اب ہے کمسن ہی وہ ہر بات سی آگاہ نہین
حسن کا شیفتہ وہ رشک دہ ماہ نہین
وضع داریکا طریقہ کوئی دلخواہ نہین
مصری یوسف کو بناوٹکی زلیخا نہین
ستی کا جل سے طبیعت ابہی گہبراتی ہے
سادگی چہرۂ روشن کے غضب ڈہاتی ہے

۲۴۰
بال اولجہی ہین تو پروا نہین اوسکو ہر مو
مانگ کج رہتی ہے شانی سے کشیدہ گیسو
چوٹے ہوتا ہے برہم ہے سراسر گیسو
عار سی رکہتا ہے آئینے سی وہ آئینہ رو

تیری صورت کوئی کب شکل کا دم بہرتا ہے
اپنے چہرے کی طرف رخ وہ نہیں کرتا ہے

۲۳۱
بگڑا رہتا ہے بناوٹ سے وہ نادان نہین
سے کے انگیا کا خیال اوسکو کسے آن نہین
حسن ذاتی ہے خود آرائی کا ارمان نہین
چاک کرتے کا گریبان ہے تو کچہہ دہیان نہین
عطر ملتا ہے نہ پوشاک نئی بہاتی ہے
میلے کپڑون سی سدا بوی عروس آتی ہے

۲۳۲
یان سی اب جاؤن تو مین راہ پہ لاؤن اوسکو
وضع داری کی وہ تصویر دکہاؤن اوسکو
زیب و زینت کا سب انداز بتاؤن اوسکو
عاشق زار بناوٹ کا بناؤن اوسکو
اسقدر مد نظر حسن کے آرایش ہو
مجہسے ہر روز نئے چیز کے فرمایش ہو

۲۳۳
جب بہشت مین اوسی زیبائی پہ مائل پاؤن
قسمین دون تنک کی منت سی اوسی بہلاؤن
تجہکو پہر آگی بہانی سی وہان لیجاؤن
آگی اوس شوخ کے لیجا کی اسے نہلاؤن
جو ہو چیز مہیا وہ اوسے آن کرون
بگڑے تو اوسکے بناوٹ کا مین سامان کرون

۲۳۴
اوسکو نہلا کے وہین جلد لیے بال سکھا
شانہ اون گیسوؤن مین کر کی بصد حسن صفا
تیل زلفون مین وہ ڈالون کہ ترا دم ہو ہوا
چوٹی وہ کہینچکے پہر گوندہون کہ تو ہو ڈہیلا
ڈالون وہ نقرہ موباف کہ تو بل کہا جائے
سر پہر رنگ طلائے یہ سپیدی چہا جائے

۲۳۵
پہر چنون ماتہے پہ اسطرح کی افشان کیسے
کاجل اوس چشم کو ہو جسکی گہڑی منظور نظر
چہٹکے جی تیرا ستارونکی طرح تنک قمر
سنے کی طرح ترا لپکے ہو دل خاک بسر
مسی ملا کی وہ مین تیری اوڑاؤن دم مین
عمر بہر روی لہو سرخی پان کی غم مین

۲۴۶
مانگ لی موتیونکی مانگ تری رخکی صفا — سر کے تعویذ کا تو نقش رہا ہے دل پہ سدا
مالیان اوسکے کرین حلقۂ صفت قد کو دوتا — جھالی بربھائین تری آنکھونسے مثلہ شکو نکالا

زلف کی جھونک پریشانی کا سامان کردی
آئینہ کھول کی قلعی تجھے حیران کردے

۲۴۷
دست دیا اوسکے بھبھوکا وہ کرون ملکی حنا — آگر میان خنکی کرین آتش گل کو ٹھنڈا
تیری مہندیکا نہ جمے رنگ نہ اوسجا اصلا — ہاتھ بغلونمین چھپا لیوی بصد شرم و حیا

جسم پامال ہو نقش کف پا کی صورت
رنگ چہریکا اوڑی دزد حنا کے صورت

۲۴۸
چوڑیون کا اوسی وہ تنگ پہناؤن جوڑا — بند ڈھیلا تری ہر عضو کا ہو جاتا تھا
سر نہ پہر اوٹھہ سکے تولا کہ کری دلکو کڑا — بانکین خاک مین ملجای کری چشم نوا

ہوئی محتاج قدم وہان سی اوٹھانی کی لیے
آدمی چاہیے ہو راہ بتانے کے لیے

۲۴۹
بھاری انگیا اوسی وہ ٹھیک پہناؤن ای یار — ہو سبک میری نظر مین تری پستانکا اوبھار
طعن کرکی تری جانب وہ کہے سو سو بار — پردہ کر لو مجھے نا محرمون سے ہی انکار

شرم کی ہے یہ جگہ اسنے نہ پہنا ہو
وہان پہناؤ نہ مجھے انگیا نہ جہان جوبنا ہو

۲۵۰
گلج کی کرتے پہناؤن اوسی مین وہ زرتار — نوکین ہون جسکی کرن کی تری سینے کے پار
چٹکیان چٹکیان لین جسم و جگر مین آکر — بای خاطر مین چبہے گو کہ وہ اوسکا ہار

پہر کی آنکہہ اوسکے طرف دیکھے تو گوٹا لی
گوٹ کی لہر مگر بحر الم مین ڈالے

۲۵۱
کامدانی کا دوپٹہ وہ اوڑھاؤن بھاری — مرغ زرین فلک مین تو یہ طیاری
موتی اور چنیونکی بیل ٹکی ہو ساری — آنچل اسطرح کی بھاری ہون کہ تو ہو عاری

گرگری شیشی ہو سب تار دری مین جڑ جائین
گوکھرو خاروی چھریان تری دل پر پڑ جائین

۲۵۲
لے وہ اوس اطلس گلنار کا پاجامہ پہن
جسکے کلیان ترا دل بند کرین غنچہ دہن
حیثیت نیفی کی نظر آئی جو کو تو نہ پہن
بار غم تیری کمر توڑدے ای سیم بدن

پانچے ایسے ہون بہاری جو وہ ہاتھومین اوٹھائے
مین کہون بوجھ سی لچکے کی نہ پہنچا چڑہ جائے

۲۵۳
پشت ماہی کا پہناؤن اوسی پہر وہ جوڑا
لوٹے تو خاک پہ مچھلے کی طرح غمسے سدا
ہو وہ طیاری کہ بہارے رہی دل صبح ومسا
ماند چمکی سے ستارہ ہو تری طالع کا

کردی رفتار سے پامال مہ و مہرو تجکو
جھانجھ مین لائین صدا بولکی گھنگرو تجھکو

۲۵۴
گہنا پہولونکا چنگیرون مین وہ ہوا طیار
بدہیان دیکھکی غم ہوی گلکا تری ہار
پہنے ہنس ہنس کے مری ہاتھ سی وہ گلرخسار
پہولی ای غنچہ دہن منہ ترا دیکھون مین بہار

خار کہا کہا کی طبیعت کا یہ نقشا ہو جائی
مین کرون بات تو تو جہاڑ کا کانٹا ہو جائے

۲۵۵
سنج جوڑی مین بہر اوس لگی مون عطر حنا
ہاتہ تو غم سے ملے رنگ ہو چہر کا ہوا
عطر مٹے کا رکھے خاک بسر تجھکو سدا
کردی مجموعہ پریشانے خاطر کو سوا

تنگ کیا کیا ترا دل شیشۂ افلاک مین ہو
فتنہ انگیزون سے عطر کا دم ناک مین ہو

۲۵۶
شام کی وقت دکہاؤن تجہی اک تازہ بہار
فرش تختون کا بچھے صحن چمن مین اکبار
چاندنی برف سے جو گرد سے کہنچے لی نکہار
اک پلنگ ایسا لگی اوسپہ کہ دل ہوی نثار

نقرئی پایون سے سیماب کا دل آب رہے
اوسپہ چادر سے کتان چادر مہتاب رہے

۲۵۷ تکیے ایسے ہون سبک اوسپہ کہ ہر مونگران
چاند گل تکیو نپہ ای شک قمر ہو قربان
ہوئی عاشق کو تو معشوق کی زانو کا گمان
پائنتے ایک دولائی ہو دہرے نورافشان

باغبان اوس گل رعنا کو شگفتہ پاکے
اوٹ پہولون کی رکہے دونون طرف لالا کی

۲۵۸ تخت کی کونونپہ مرزنگین لگی ہوین چار
ٹہنڈی ٹہنڈی ہو ہوا سامنے بجتا ہو ستار
دل جلے جسمین ترا شمع کے بدلی یار
میری پہلو سے لگا بیٹہا ہو وہ سہہ خار

چاندنی رات مین چہل بل ہت گلفام کرے
جگمگاہٹ یہ نہ کپڑون سے نگہ کام کرے

۲۵۹ گرگری چاندنی کی ہو وہ گل تر سے سی لگائے
گرمے وہ دجگر جانکے دہومین تہین اوڑائے
حسن محفل ترا دم گہونٹکی ہو ٹہو نیر لائے
بیچ وان کوئی نہ تیرا چلے جلکر رہ جائے

ہو قرینہ نہ کوئی پاؤن کے ٹہرانے کا
چلکے تو قصد کرے گہر کے سٹک جانے کا

۲۶۰ دوڑ کر ایک صبا دی جو ہوا کو سنکار
جہو کی مین کہاؤن می عیش سی ہو کر سرشار
آئین کیا دونو نظرف نیند کی آنکہون مین خمار
لیکے انگڑائیان مجہپر وہ گری سوسوبار

وصل کی شوق مین پہر لیٹنے کا چرچا ہو
رشک سی حال ترا اوسگہڑی پتلا کیا ہو

۲۶۱ گہر کے تو جانیکا اوسدم جو کرے قصد صنم
از رہ طعن وہ تجہسے کہے ای کشتۂ غم
یعنی منگواو سوارے ہر اگٹہتا ہے دم
آج رہ جاو امانت کے تمہین سر کی قسم

گہر کہان جاوگی اب رات کو سودائے ہو
سورہو تخت پہ گر نیند بہت آئے ہو

۲۶۲ سنکے اس طرز کو تو تجہسے کہے ہوکی خفا
اونسے کہدو کہ زبان بند رکہین بہر خدا
خوب یان آپنے لاکر مرا دل شاد کیا
مجہکو یہ رمز و کنایہ نہین بہاتا اصلا

لطف یہ ہے کہ ملاقات کا پردہ رہ جائے
کچھہ مری منہ سے نکل جای تو پھر کیا رہ جائے

۲۶۲ قہقہہ مار کے تب یون کہی وہ گل اندام
مجھسے کرسکتا ہے بیہودہ بھلا کوئی کلام
اپنے عاشق سے کہو اور کسیسی کیا کام
بس چلو چپ رہو ہوتی ہے مری نیند حرام

نام اس گھر کا محلے مین نہ بدنام کرو
لڑ چکے جاؤ خدا کے لیے آرام کرو

۲۶۳ سنکے یہ باتکو ہوجاتے تو اوسدم ناچار
چار پائی کو سنبھلے ہو جو الاغین یار
حسن کے رعب سے کچھہ کر نسکے پھر تکرار
منہ لپیٹ اپنا وہان پڑ رہے تو با دل زار

قہقہے سنکے مرے نالہ و فریاد کرے
گذرے رات ایسے کہ دن اپنے بہت یاد کرے

۲۶۴ خواب یہ دیکھکے آئے نہ تجھے نیند ذرا
ایک وہ دن تھے کہ تہا پیار مرا حدسی سوا
کروٹین لی لیکے دل سے یہ کہے تو سچا
ایک یہ شب ہے کہ اصلا نہین میری پروا

وان وہ ہنستے ہین گلی ملتی ہین خوش ہوتی ہین
ہم یہان اپنے نصیبونکو پڑے روتی ہین

۲۶۵ مین اودھر لوٹون مزے وصل کے بیخوف و خطر
دیکھکر گرمی صحبت کو جلے جسم و جگر
تو ادھر غم سے تڑپتا رہے بادیدۂ تر
آتش رشک لگا تے تجھے انگار و شرر

رات بھر تنگ یہ دل گردش افلاک کرے
صبح کے ساتھہ گریبان کو تو چاک کرے

۲۶۶ سنکے اس قصۂ جانسوز کو آیا نہ قرار
ایسا رویا کہ لگین ہچکیان بیحد و شمار
اشک آنکھون سی بہاتے وہ لگا آخر کا
جلد سینے او سے چھاتی سے لگایا اکبا

رہا گو ہین سبہی مگر داغ نہ چھوٹے دلکے
اوسکے اشکون سے پھپھولے مری پھوٹے دلکے

۲۶۸
رو چکا کھول کی دل خوب ہو جب نڈھال
کھل گیا حال کہ تو جاہل و ناداں ہے کمال
پونچھکر اشک کہا مینے بصد حزن و ملال
اتنے سے بات مین آنسو نکل آئے فی الحال
ہم نہ کہتے تھے کہ پچھتائیگا جب کھوئیگا
اب تو ہنستا ہے کوئی دن کو بہت روئیگا

۲۶۹
ترس آیا تری رونے پہ مجھے اسدم یار
ورنہ سمجھاتا اگر سارا زمانہ یکبار
دوڑکر چھاتی سی لپٹا لیا ہوکر ناچار
تجھسے ملتا نکبھی مین کیے جاتا انکار
کہین اس صلح سی دل صاف بھلا ہوتا ہے
زنگ آئینہ کا مشکل سے جدا ہوتا ہے

۲۷۰
ہنس پڑا روتی مین وہ کہنے لگا ہوکر شاد
غم کے ہاتھوں سے نہ مجھپر ہوئی کیا کیا بیداد
باتین بس بس نہ بناؤ وہ بگڑنا کرو یاد
پھوٹے منہ سے نہ کسی دن مری پوچھی روداد
بے سبب آج سے تشریف نہ یان لائی ہے
دل جلانی کے رولانے کے لیے آئی ہے

۲۷۱
الفت آمیز سخن سنکے یہ تب مینے کہا
سارا دن کٹ گیا تو تمہین نہ کچھ دھیان رہا
لو چلا جاتا ہون تم کسلیے ہوتے ہو خفا
ہوگئے تشویش مری سمت سے اسکو کیا کیا
غم مری دیر لگانے کا بڑا ہوئیگا
دل کو تھامے ہوئے دربردہ کھڑا ہوئیگا

۲۷۲
کہتا ہوگا کہ الٹے ہوئی کیا آج بلا
اشک آنکھون مین بھری ہونگین کی ورد بڑھا
صبح سے شام تلک ہمیان نہ آیا پیر
آدمی ڈھونڈھنے مجھکو گئی ہونگی ہر جا
خاک کیا کیا مری فرقت مین نہ چھانے ہونگے
حاضرے حضرت عباس کے مانے ہونگے

۲۷۳
فقرہ یہ سیجو کی مین اُلٹی جو گھبرا کے چلا
ڈاٹکے سر کو گریبان مین بصد ناز و ادا
جلد ہاتھ اوسنے بڑھا کر مرا دامن پکڑا
چپ ہوا ایسا کہ منہ مین نہ زبان تھی گویا

جھٹکے دامن کو لگا دینے جو وہ شرما کے
رنج و غم دور ہوا پاس مین بیٹہا جا کے

۲۴۳ جب رہی دیر تلک اسطرح کی صحبت باہم
سر اوٹھا کر یہ کہا اوسنے بصد لطف و کرم
اب کہین حشر تلک جانے نہ دونگی تجہے ہم
لینگے اوس کافر بیرحم سے ملنے کی قسم

منہ نہ پہر دیکھین جو تو شکل دکھای اوسکو
مرہم جلے جیسے خدا ایسا جلائے اوسکو

۲۴۶ تب کہا مینے بناوٹ سے بگڑ کر اکبار
بیٹھنے بیٹھے کی برائی نہین اچھے ای یار
مجہسے رکہہ کام تجہے اوس سے بہلا کیا سروکار
ایسے فقرون مین اب آنیکا نہین مین زنہار

بنکے نادان قسم ترک محبت کہاؤن
تو ملی غیرون سے مین دونون طرف سے جاؤن

۲۴۹ ہان ایسی مشکل سی خلاص کی صورت ہوگی
مین قسم کہاؤن بڑی چیز اوٹہالے تو بہے
لینے غیرون سی ملاقات کرون گر مین کبہے
ایک ہفتی مین سزا دیوے خدائے احدے

اسپہ راضی ہو تو قرآن اوٹہا لاؤن مین
رکہہ تو ای مصحف رو ہاتہہ قسم کہاؤن مین

۲۵۲ ورنہ قرآن کا ہے جامہ جو پہنے تو یار
ہو پس و پیش یقین ہے نہ مجہکو زنہار
دل رہے زیر و زبر عشق نہ مطلق ہو قرار
حرف آنیکا ملاقات پہ شک ہو سو بار

تو قسم کہا تو مرے دل کے سیاہی دہو جائے
اور صورت ابہی ای یوسف ثانی ہو جای

۲۵۵ سنکے یہ حرف وہ بولا کہ نہ تو اوسکو بیاہ
مین یہی کہتا ہون قرآن کی قسم بسم اللہ
تب کہا مینے اگر یہ سبب ہے تو یہ ہو گا نباہ
لے قسم مجہسے سبب کر اوسکی جلوون کی ٹہہر کی راہ

جب یہ سب قول و قرار اوس سے مکرر ہوا
کر کے ہان ہان وہ قسم کہانیکو طیار ہوا

۲۷۹ تب کہا مین نے کہ رکہہ سر پہ مرے ہاتہہ ذرا
کب بہری گہر مین قران کا اوٹہانا اچہا

کچہہ قسم کہانی کی حاجت نہین ای ماہ لقا
امتحان کی لیے ای جان یہ سب جہگڑا تہا

بولا وہ نام نہ اب لون گا کسیکا لب سے
تیرے قدمون کی قسم ہاتہہ اوٹہایا سب سے

۲۸۰ نظر بد جو سوے مردم دنیا اب جاے
پاؤن مین گہر سے نکالون تو قدم چین پاے

آگے آنکہونکی مری عین جوانی مین آے
در بدر خاک بسر شہر مین اللہ پہراے

جیتے جی منہ نہ خدا غیر کا دکہلای مجہے
جان اب جای کسے پر تو اجل آی مجہے

۲۸۱ پہر لگا کہنے قسم دی کی وہ اپنے سر کے
پاؤن پڑ پڑ کی اگر لیوے بلائین وہ کبہی

دست بردار ہو یکدست اب اس سے تو بہی
ہاتہہ تو لیکے جہٹک دی کہ جلی وسکا جی

ہم بغل ہوی تو پہلو سے اوٹہانا اوسکو
بوسے لیوے تو ذرا منہ نہ لگانا اوسکو

۲۸۲ مجہکو بیٹے جو رولای نہ اوی ہنس ہنسکر
حلوا کہا مرا بیٹہے جو کرے اوسپہ نظر

مجہکو ہی ہی کرے فریاد اپنے سے اوسکی اگر
قبر مین مجہکو اوتارے جو چڑہای وسی سر

پہول سیری کرے گر ہاتہہ سے کے شگفتہ دیکہے
زندہ دل اوسکو جو کر کے مرا مردہ دیکہے

۲۸۳ سنکے یہ دلکو مری تاب نہ آے اصلا
لے تری سر کے قسم اوس سے نہین ملنی کا

منہ پہ ہاتہہ اوسکے رکہا مین نے کہ تو کہتا ہی کیا
ہاتہہ اوٹہایا تری خاطر سے بس اب ان گرگا

پاؤن ٹوٹین اگر اب جاے وہ در دیکہو تمین
آنکہین پہوٹین جو اوسے بہر کے نظر دیکہو تمین

۲۸۴ مار کے ہاتہہ پہ ہاتہہ اوسنے یہ تب ہنسکی کہا
نیند کے مارے برا حال ہے اب تو میرا

حال معلوم ہے کچہہ انکا بیٹہے ہو گیا
سب چلیے دو چار گہڑے سو رہو از بہر خدا

کھینچکر ہاتھ پھر اوس جا سے اوٹھایا مجھکو
بستر خواب پہ لیجا کے گرایا مجھکو

۲۸۵ چٹرہ کی چھاتی یہ مری پیاری سی جوبن کھنی لگا
اتنے دن مجھسے جدا رہ کی بہت عیش کیا
لوٹتا ہو کہ تمہاری ہے سزا اسدم کیا
اب گلا گھونٹ کے دم دشمنو نکا کرون فنا

بولا مین دیر نہ جی کھونے مین اے جان کرو
اپنا صدقہ مجھے سر پیا سے قربان کرو

۲۸۶ تب گلے لگ کی کہا اوسنی کہ مین ہون قربان
جوش مین آیا جو دریای شباب آیا ارمان
سمجھا راب ہو کہ نکلے تری دل کا ارمان
مین ہوا اوس در نایاب سے ایسا چسپان

گر تلاطم سے نکلے جان یہ اوسکے بدنے
کھولے لیپھای صدف موجۂ بحر تن نے

۲۸۷ مل گیا گوہر مقصود جو با حسن و صفا
آشناؤن کی جو اس تہ سی لڑی طبع رسا
کر کے غواص گہر ریز یان دریا سی ہوا
خندہ زن ہو کے کہا موتی پروئے ہین کیا

الغرض دیکھکے سوتا نہ پکارا مین نے
کیا اوس بحر لطافت سی کنارا مینے

۲۸۸ پاس پھر لیٹ کے اوسکے جو گلی مین لپٹا
تیرے صدقے نہ خدارا ابھی سوتی مین ستا
نیند مین پیار کی آواز سے اوسنے یہ کہا
سنکے یہ نیند سے آنکھو نکو وہین بند کیا

وصل سے شاد ہوئی کھل گئی عقدی دل کے
سو گیا عاشق و معشوق گلے مل مل کے

۲۸۹ چونکا ہنگام سحر نیند سے وہ مہر لقا
دل تو تہا صاف سنتے گرد کدورت اصلا
گد گدی کر کے دیا مجھکو ہے کافر نے جگا
بدلی آئینہ سے کے منہ یار کا مین نے دیکھا

دونون ہاتھونکو گلے مین مرے ڈالا اوسنے
پھر اوسی ذکر کا منہ کو بہ نکالا اوسنے

ہنسکے بولا کہ وہ ہے دشمن جانی جو مرا
حسن و خوبی کا بیان کرتا ہے تو حد سی سوا
اک نظر مجھکو دکھا دی اوسی از بہر خدا
دیکھون مین بھی تو کہ اوس شکل کا کیا ہی لطف
تو جو کہتا ہے یہ باور نہین آتا مجھکو
ریختے صورت مین سے نکلے جو دکھاتا مجھکو

۲۹۱
گدگدی دل مین مرے کرنے لگا جوش شباب
حال سنکر تو ہوا دشمنون کا حال خراب
خندہ زن ہوکی دیا یار کو مینے یہ جواب
اوسکے نظارہ کی کسطرح بھلا آویگی تاب
میری ہنسی سے وہ کچھ بات کو پہچان گیا
بولا چلا کے یہ کچھ رمز ہے مین جان گیا

۲۹۲
رکھکے منہ چھاتی پہ اخلاص سے باناز و ادا
حلوی مردکی دلا کر مجھے قسمین یہ کہا
لین بلائین مری اوس رشک پری صدہا
تیرے صدقے تری قربان تیا بہر خدا
سچ ہے تیرا کسی معشوق پہ دل آیا تھا
یا فقط جھوٹہ کا پتلا یہ بنا لایا تھا

۲۹۳
پا کے بیتاب اوسی مینے یہ تب ہنسکے کہا
فقرے یارونکی غصنت مجھی ہین بس ہے یہ کہا
کیسا معشوق صنم وہ ہیان کدہر ہی تیرا
اپنا مطلب نکل آئی یہ مرا مطلب تہا
قصہ کہو ہنسی سے ساری یہ کہانی سب تھی
دل جلانی کے لیے چرب زبانی سب تھی

۲۹۴
رکھکے پیشانی پہ ہاتھ اوسنے تحیر سی کہا
جعلسازی کوئی دیکھے تو ذرا بہر خدا
تو بڑا فعلیہ ہے چل مجھے ہنسکر نہ جلا
آپ ایسے بے پر کے اوڑائے کہ مرا ہوش اوڑا
مجھکو حیرت ہے کہ دولت یہ کہان پائی ہے
دام مین سونے کی چڑیا کوئے کیا آئی ہے

۲۹۵
اب کھلا حال کہ الو کوئی ہوئیگا پھنسا
طوطی کھوٹ کا نہین بولتا دنیا مین سدا
غیرت آئی مری صدقی مین وہی چھوڑ دیا
مجھ سیہ کار سی اک روز تو آخر کو ملا

جس سے رغبت ہو وہی شے وہ عطا کرتا ہے
منہ شکرخوریکا شکر سے خدا بہرتا ہے ۲۹۳

کر چکا رنج جو وہ طوطیٔ گلزار سخن
جہڑ گئے پہول بہت منہ سے بنا گہر گلشن
بولا مین بند کر اب چونچکو ای غنچہ دہن
دیکہین ہم دیکہین تری گلریزیان اے رشک چمن

غلغلہ سن شاہ سی کیا تجہکو سروکار رہا
جسکا کہٹکا تہا طبیعت کو نہ وہ خار رہا ۲۹۴

چہچہے کرنے لگا تب وہ برنگ بلبل
رشک کا خار جگر مین نہ رہا جب بالکل
دل جو تہا غنچۂ پژمردہ کہلا صورت گل
کر دیا چار و نطرف اوسنے ہلاقا کا غل

اپنے بیگانی مین جلدی یہ خبر بہجوا دی
لوگ دینے لگے آ آ کے مبارکبادی ۲۹۵

بانٹنے صحن مین جنگل ہوئی نسان سے بہر
ڈہولیان چاندی کی کاندہونپہ کہار آے لیکے
گہری اوس یوسف ثانی کی عزیزون سے بہر
حور کے گہر مین اوترنے لگے پریونکی پرے

سب پریزادونکو تختونپہ بٹہایا اوسنے
بزم عشرت کو پرستان بنایا اوسنے ۲۹۶

دل کی بر آئین مرادین تو ہوئین شادیان کیا
رات بہر اوسنے رکہی رقص کی صحبت برپا
رتجگی ہونی لگے رحم جو خالق نی کیا
شمع رخسارونکو ہنگام سحر ساتہ لیا

جاکے مسجد مین چراغونکو کیا چاق اوسنے
گہر ہوا غیرت خالے تو بہرا طاق اوسنے ۲۹۷

آئی مٹہی جو مراد اوسکی تو شربت پلواے
سہرے پہولونکی شہیدونکی مزارونپہ چڑہاے
کونڈی شیرینی کے احباب نے تن تن کے کہاے
دل جو ٹہنڈا ہوا کیا گہی کی چراغ اوسنی جلاے

حاضری ساتہ لی حضرت کے رضامندی کو
چلے درگاہ کے گہوڑے گئے نوچندی کو

نذرین مانی ہوئین جب ہو چکین سب کی یہ دعا
کر کے پھر لوگونکو رخصت بصد انداز و ادا

یا خدا عزت و حرمت مری تو رکھیو سدا
میری دلجوئی مین دن رات وہ مصروف تہا

ہر نفس دہیان رہا یار کو پیہم میرا
ٹہنڈی سانسونکی عوض بہرنے لگا دم میرا

شاد رہتی ہی شب و روز طبیعت میرے
الفت اس مصحف رو کو ہی بشدت میرے

یار سی صلح ہوے لڑگئی قسمت میرے
ورق دل پہ لکھے رہتی ہی صورت میرے

یاد جس روز جدائی کا وہ غم کرتا ہے
دمبدم سورۂ اخلاص کو دم کرتا ہے

پوچھ لیتا ہے تو جہان کہین جاتا ہے
دید ہی مجہسے انکو ہر بات مین دکہلاتا ہے

بے مرے حکم قدم وہ نہین سرکاتا ہے
جو مین کہتا ہون وہ آنکہون سے بجا لاتا ہے

چشم مردم سے حیا اب تو بہری رہتی ہے
آنکہ ہر پل مری چتون سی لڑی رہتی ہے

سر اوٹہاتی ہے کبہی مجہسے جو پیشانی یار
ٹیڑہے ہوتی ہین وہ ابرو جو کبہی از رہ عار

دمبدم فرق پہ چمکاتے ہین ابرو تلوار
بارہا پلکونکی اونہین کرتی ہے عار سے بار

چتونین دل کبہی میرا جو دکہا دیتے ہین
پتلیان نیچہ مژگان سے سزا دیتے ہین

شامت آتی ہے وہ گیسو جو اکڑ جاتا ہے
رخ کا نقشہ جو کبہی مجہسے بگڑ جاتا ہے

کہیچکے موباف مین ہر بال جکڑ جاتا ہے
زلف کا منہ پہ طمانچہ وہین پڑ جاتا ہے

سخن گرم زبان پر اگر آ جاتا ہے
شعلہ آواز کا نے سے جلا جاتا ہے

جلسے رہتے ہین مرے اوڑتی ہین ہر صبح و مسا
رہتا ہے گانے بجانے کا ہر شب چرچا

قہقہے چلتے ہین ہر بات پہ آپس مین سدا
گرمی صحبت کی دکہاتی ہی تماشے کیا کیا

آتش رشک سی غیرون کے جگر جلتے ہین
آسے اب شمع پہ پروانے کے پر جلتے ہین

قطعه

دولت وصل کو کیا سمجھے جو لوٹین اغیار
پھر وہی مین ہون وہی گھر وہی صحبت ہووے یار

اب امانت مین خیانت نہین ہوتی زنہار
وصل جانانکی اڑاتا ہون مزے لیل و نہار

غیر کے ذکر سے دل یار کا گھبراتا ہی
بے امانت اوسی دم پھر نہین چین آتا ہے

تمام ہوا

آباد

تخلص ہے مہدی حسین خان کا خلف الرشید ہین غلام جعفر خان کے باشندۂ لکھنؤ ہین شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مرحوم کے ہین صاحب تصانیف کثیرہ ہین ہر بحر مین غزل کی انکا ایک دیوان ہے بڑی خوش فکر اور صاحب طبع رسا ہین ایک دیوان ان کا مسمےٰ بہ بہارستان سخن مطبوع اور مشہور جہان ہے یہ دو واسوخت اونکی نتائج فکر رسا سے شامل مجموعۂ ہذا کیے جاتی ہین

واسوخت

آباد

۱ جب تلک سر پہ جوانی تو عجب شادی تہی
کچھ نہ اپنی دل آزاد پہ بیدادی تہی
حسن اور عشق کی ان جھگڑوں سی آزادی تہی
اس طرح نشہ راحت کی نہ بربادی تہی
شیشۂ دل میں می عشق کا کچھ جوش نہ تہا
وہی ایام بہت خوب تہے جب ہوش نہ تہا

۲ ہوش جب ہم نی سنبھالا تو سنبھلتا نہیں دل
ایکدم ا تو بجز عشق بہلتا نہیں دل
آتش حسن سی کب سینی میں جلتا نہیں دل
شمع کیطرح کسی کس نہ پگہلتا نہیں دل
بیشتر سوز غم ہجر سی نالاں کب تہے
ہمہ تن داغوں لئے ہم سر و چراغاں کب تہے

۳ تہے وہ دن خوب نہ جب حسن سے واقف تہی نگاہ
دلکو معلوم نہ تہے کوچۂ الفت کی راہ
تہی نہ آگاہ کہ کس بات کو سب کہتے ہیں چاہ
عشق میں حالت دل ہوتی ہی کسطرح تباہ
ہائی کیا دن تہے کہ جب بیخبری کارتے تہے
کاہیکو آشفتہ پر زلف گرہ گیر رہے تہے

ظلم و بیداد کسی کہتے ہین واقف تھا کون
خانہ برباد کسی کہتے ہین واقف تھا کون
فتنہ ایجاد کسی کہتے ہین واقف تھا کون
آہ و فریاد کسی کہتے ہین واقف تھا کون
کسی صورت کی نہ غفلت مین خبرداری تھے
وہی دن خوب تھے جبتک کہ نہ ہشیاری تھے

پیشتر راتونکو اسطرح نہ نجواسنے تھے
کیا ہی آرام سی سوتی تھے نہ بیتابی تھے
غنچہ دلمین عجب رنگ کی شادابی تھی
خوش لذتی تھے غم و درد کی ناکامی تھے
موم تھا پہلے یہ دل سینے مین کچھ سنگ نہ تھا
پر جو اب ڈھنگ ہے آگے یہ کبھی ڈھنگ نہ تھا

وہی دن خوب تھے جب غم سے سروکار نہ تھا
عشق سے کچھ نہ زنہار خبردار نہ تھا
دام آفت مین دل زار گرفتار نہ تھا
عیش سو طرح کی تھے ایک بے آزار نہ تھا
دل سے اسطرح نہ پہرون مجھے سرگوشی تھے
ایسے ہشیار سے بہتر وہی بیہوشی تھے

پیشتر دل کی اذیت سی نہ آگاہی تھی
ان پریزادون کی صورت سی نہ آگاہی تھی
رنج کیا چیز ہے راحت سی نہ آگاہی تھی
ہجر اور وصل کی لذت سی نہ آگاہی تھی
کچھ نہ خوبی سی صباحت کی خبر رکھتے تھے
چاشنی سی نہ ملاحت کی خبر رکھتے تھے

پیشتر دلکو نہ سمجھے تھے کہ رسوا ہوگا
نوجوانی مین ہمین زلف کا سودا ہوگا
عشق کا کوچہ و بازار مین چرچا ہوگا
دیکھین انجام اس آغاز کا اب کیا ہوگا
لطف سمجھے تھے جوانی مین دو چندان ہونگی
یہ بھلا کسکو خبر تھے کہ پریشان ہونگی

ہای ای رنج کہان اپنا وہ پہلا آرام
ہای بیتابی نے دل تو نے کیا کام تمام
سوزش عشق سے ہی اتنی بھی زیست حرام
ہے تڑپنا شام سے تا صبح سحر سے تا شام

اسقدر یون نہ طبیعت پہ بلاکش ہوتے
آب و گل مین نہ اگر عشق کے آتش ہوتے

مدد ای اشک وہان ضبط سی گھبراتا ہوان
سوزش داغ کی مین تاب نہین لاتا ہون
آتش عشق کی گرمی سے بہکا جاتا ہون
ہای کیا آگ لگی ہے سیے جلاتا ہون

سرد ہوتی نہین اس دلِ زار سے آگ
پہونک دی عشق نے کس شعلۂ رخسار کی آگ

ظلمت دلکو کیا عشق کے جب نور نے کم
حسن دکہلانے لگا اپنے تماشے پیہم
صاف آئینہ سے صورت نظر آیا عالم
سینے آتی ہے جوانی کی محبت بچپن ہم

دل کا پہلے نظر آتا تہا اولجہنا مشکل
کہل گیا اب کہ اولجہہ کر ہے سلجہنا مشکل

خلق مین سبکی لیے عشق کا دین زیبا ہی
گر کہین ہم خضر راہ یقین زیبا ہے
عشق پر کونسی یہان شان نہین زیبا ہے
عشق کا خاتم خاطر پہ نگین زیبا ہے

دولتِ عشق جو عالم مین فراوان ہو جاے
کیا عجب ہے کہ ہر اک مور سلیمان ہو جاے

حسن اور عشق نہوتی جو عیان دنیا مین
جے سے آرام کا ملتا نہ نشان دنیا مین
ہوتے ظاہر نہ کبہی راز نہان دنیا مین
دیکہتے لطف نہ کچہ پیر و جوان دنیا مین

ہر بشر مغتنم اس راہ نما کو سمجہے
خلقت عشق سے بندی یہ خدا کو سمجہے

عشق اپنے نہ اگر جلوہ کرے دکہلاتا
حسن اگر شیشۂ دل مین نہ پری دکہلاتا
کبہی مہتاب نہ داغ جگر سے دکہلاتا
پردۂ چشم نہ اشکو نے تری دکہلاتا

دل نہ یون شیفتۂ زہرہ شمائل ہوتے
نہ فرشتے بہی غریق چہ بابل ہوتے

ولہ

دل مجنون کو اگر عشق کا آتا نہ پیام
دل فرہاد مین کرتا نہ اگر عشق مقام
کیسے ہو لیتے ہے لیتا نہ وہ لیلی کا نام
کیسے شیرین کی جدائی مین ہوتا وہ تمام

سب کو عالم مین عجب عشق کی سرکار ملی
گر ملا یار لتنا ہی دل زار سے ملے

لہ

گرے عشق دلونمین نہ اگر کرتے راہ
محو گل پہ دل بلبل ہے ہوتا واللہ
شمع پر کرتے نہ پروانی بھی جلنے کی نگاہ
ماہ کنعانکی زلیخا کو نہ پھر ہوتے چاہ

عشق اگر چاند کیصورت نہ عیان ہو جاتا
جلوۂ ماہ سی کیون چاک کتان ہو جاتا

شلہ

کشش شوق ہی اس عشق کی عالم سی جدا
آشکارا ہی اسی سی کشش کاہ ربا
جذب ہر شی مین کیا حق نے اسی سی پیدا
سو جگہ اسنی دل سنگ کو ہی موم کیا

گل اسی سی کسی جیکو نہین وہ آفت ہی
چھوٹنا عشق کسیکو نہین وہ آفت ہے

شلہ

کس مصیبت مین گرفتار ہے جان غمگین
حسن اور عشق سے ہی دشمن جان ہونگی نہین
کسیصورت ہمین ہوتی نہین دم بھر تسکین
ایک ہے جان سو ان دونو سے بچنے کی نہین

کر رہے ہین دل نالان مین یہ آفت برپا
صحبت شعلہ و خس ہے ہی قیامت برپا

ولہ

حسن خلقت مین اگر نور ہے تو عشق ہے نار
گرم ان دونونکی گرمے کا ہے بازار
سوز دونو مین ہے شک ایمن نہین ہے زنہار
انہین دونون سے جگر ہوگی ہین بیشمار

شعلہ انگیز ہین یہ شعبدہ پرداز ہین یہ
خرمن صبر کو برق شرر انداز ہین یہ

شع

انکی خلقت مین قیامت کی شرر خیزی ہے
ہر جگہ انکی سبب اک شرر انگیزی ہے
انکی آتش سے ہر اک دل مین بڑی تیزی سے ہے
سامنے انکی ہر آتش سے عرق ریزی ہے

کچہ نئے ڈہنگ کی گرمی یہ دکہا دیتے ہین
جگر و دل سے نئے آگ جلا دیتے ہین

۵۲۱
حسن اور عشق ہین یہ دست و گریبان دونون
ہر جگہہ ہین یہ نئے سلسلہ جنبان دونون
فتنہ پرداز ہین غارت گر ایمان دونون
پہونک دیتے ہین سے آتش پنہان دونون
ڈہنگ نی ڈہنگ زمانی مین عجب ہوتے ہین
اسنے نیرنگ زمانے مین عجب ہوتے ہین

۵۲۲
حسن ہے باغ تو یہ عشق ہے اسمین گلچین
گل کے مانند شگفتہ ہین ہزارون حسین
ہے تماشا کہ نئے طرح ہے سبکے تزئین
لالہ ہے کوئی خوش آئینہ کوئی ہے نسرین
رنگ سو طرح کے ہین وضع ہزار انکے ہے
چشم بد دور کہ کیا خوب بہار انکے ہے

۵۲۳
جسکو سب کہتے ہین عالم مین خزان اور بہار
ہجر اور وصل ہے وہ اسمین نہین شک زنہار
جس روش پہولونکی ہین ساتہہ گلستان مین خار
یون ہے گلہا ہونکے ہین گرد ہزاران اغیار
باغمین پہولونے اقرار صبا صادق ہے
یہان ہوائی نفس سرد دل عاشق ہے

۵۲۴
یا الٰہی رہے سرسبز ہمیشہ یہ چمن
حسن کا صرف خزان ہو نہ کبہی یہ گلشن
ہو کسیطرح سے دل تنگ نہ اک غنچہ دہن
رنگ گل وہ ہین کہ ہوتی ہے بہار کہن
شاخ گل کوئی گل اندام نہ پژمردہ ہو
باد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو

۵۲۵
تیرے قدرت کے تماشے ہین یہ اے رب کریم
حسن اور عشق کے ہر جا ہے نئی ہی تقسیم
چشم خونبار کہین ہے تو کہین دل ہے دو نیم
ایک یہ عشق ہے سو رنگ سے ہر دل مین مقیم
نئی صورت کی نئے ہین فتنے ہر جا
دل نئے تیر ملامت کے نشانے ہر جا

۲۶
محبوب نے کیا اسکو دیا جسکو کہ تھا فہم و ذکا
چشم اسواسطے ہے حسن کا دیکہنے والا
عشق کے واسطے دل سینۂ عاشق مین بنا
اسلیے گوش ہین معشوقکی تا آئی صدا

دست عاشق ہین وسی زلف کی سلجہانی کو
پاؤن ہین کوچۂ محبوب تلک جانے کو

۲۷
عشق کو یہ نہ سمجھتے تھے ستم توڑیگا
کب خبر تھے صفت آبلۂ دل پہوڑیگا
نوجوانی مین یہ جینا نہ ہمین چھوڑیگا
جوڑ یہ نقشہ قد انداز بہت جوڑیگا

لاکھہ جا دلکو نئے دام مین اولجہائیگا
چشم عاشق کو نئے پیچ یہ دکھلائیگا

۲۸
عشق وہ ہی کہ ہر ایک دلمین جگہ اسکی ہے
جان اس ظلم سے نادک ہی بچی کسکی ہے
کیمیا نے جسے سوا قدر اسی مس کے ہے
مٹ گیا اوسکا نشان تاک اسی جسکی ہے

گھاٹ سی موت کی کیا پار اوتارا اسنے
جیتے جی سیکڑوں کو مار اوتارا اسنے

۲۹
کیا یہ سب کہتے ہین عقباب یہ ہونا کیسا
دمبدم ہجر مین چلاسکے یہ رونا کیسا
عشق مین مفت بہلا جانکا کھونا کیسا
دلکو دریای تفکر مین ڈبونا کیسا

جلوۂ حسن پری ایک نظر دیکھین وہ
دلپہ قابو ہے جنہین عشق تو کر دیکھین وہ

۳۰
ذکر کیا غیر کا آپنے کہانی سے کہیے
کس سبب سے ہی یہ اشکونکی روانی کہیے
جیمین آتا ہے کہ اندوہ جوانی کہیے
ای زبان ضبط کجا راز نہانی کہیے

دل بجان آمدہ از عشق نہان یار کجاست
پردۂ راز دل افتادہ دل آزار کجاست

۳۱
حسن اور عشق ہم ہوکے سمائے دلمین
فتنے ان دونون نے کیا کیا ہین اوٹہائے دلمین
مین ہون حیران کدہر سی یہ در آئی دلمین
یا خدا کام تہا کیا انکا نہ آئے دلمین

عقل و دین و خرد و ہوش کا محتاج کیا
کشور دل کو انھیں دونون نے تاراج کیا

پر یہ جب عشق کے آمد کے تو اثر آئے
کشور دل میں نہ پھر چھینے کے ٹھکانے پائے
کیا ہے فہم و خرد و ہوش و توان گھبرائے
شہری بھاگ گئے کی دل سی غرض شہر کئے

چھوڑ کر دور یہ سب پاس سے یکبار ہوئے
ہم فقط عشق کی پھندے مین گرفتار ہوئے

الامان عشق کو مین ایسی نہ سمجھا تھا بلا
دل پہ قابو نہ رہا کچھ ہے مرا بس نہ چلا
میرا دشمن یہ کہا نسے مری پہلو مین پلا
پھونکے وہ آگ کہ سب دل مری سینی مین جلا

کچھ ابھی سی یہ طبیعت مری گھبراتی ہے
دیکھیے عشق سے کیا سر پہ بلا آتی ہے

ایکدن میرا گذر راہ سے ناگاہ ہوا
غرفی سے پیش نظر جلوہ گر اک ماہ ہوا
کیا کہون دلکو جو کچھ صدمۂ جانکاہ ہوا
کہ جسے دیکھ کے بن راہ سی گمراہ ہوا

ہوش جاتی رہے سب طاقت دل دور ہوئی
عشق کو صاف اسیری مری منظور ہوئی

دور ہی تا بکمر دیکھی کی کھولی ہوئی بال
بڑھ گیا چار و طرف دل پہ عجب عشق کا جال
پھنس گئے پھندون مین ایسی کہ ہوئی زیست وبال
جمع لاکھون سے ہوئی دل مین پریشان خیال

گیسوے یار کی مضمون سے نئی بات یہ ہے
دن کہیے جسکا نہ کہیے کوئی وہ رات یہ ہے

فکر کہتے ہی سر سے تارہ شعر پا کیجیے
خود پسند ونکو نہ بیتہ یہ ہو اپنا کیجیے
سر سے تا ناخن پا وصف صنم کا کیجیے
سب سے بالا ہو وہ وصف قد بالا کیجیے

فرق ہرگز نہ سر مو ہو وہ نقشا کھنچ جاے
سامنے چشم کی تصویر سراپا کھنچ جاے

۳۳
ساتھہ اس قصد کی بس طبع نی مارا اک جوش
در مضمون نظر آنے لگے سب حلقہ بگوش
قلزم فکر نے برپا ہے کیا تازہ خروش
کہونے امواج طبیعت کی طلاطم سے ہوش
طبع مین حسن کے لہرونکا سمایا دریا
میری آب در مضمون نے بہایا دریا

۳۴
دل مین اک لہر نے بحر محبت کے دی
اک پریشانی نے سر سے حقیقت کی دی
عنبرین زلف کی جو موج طبیعت کی دی
دلین آشفتگی اک جمع راحت کی دی
ڈہنگ بندش کا طبیعت نے نیا دکھلایا
رنگ سوداے محبت نے نیا دکھلایا

۳۵
مانگ وہ مانگ کہ نے لاگ گرفتار ہوں دل
اسکے خوبی سے اگر کچھ بے خبردار ہوں دل
باہر اس راہ سی تا زیست نہ زنہار ہوں دل
صدق اس راہ خطرناک کی سیار ہوں دل
مانگ اوس ماہ کی زلفون مین کہان پیدا ہے
شب تاریک مین یہ کاہکشان پیدا ہے

۳۶
زلف وہ زلف کہ دیکھے سی پریشانی ہو
جسے ہو آشفتہ نے بے سر و سامانی ہو
حسن سنبل کو جسے سو طرح پشیمانی ہو
دل ہو آزادہ کو سلسلہ جنبانی ہو
گر نظر دور سے وہ زلف گرہ گیر پڑے
لاکھہ جا پاے نگہ مین وہین زنجیر پڑے

۳۷
ظلمت زلف ہی یا پیش نظر کالے رات
داغ دینے کی یہ دیتے ہی خبر کالی رات
اسکی صورت ہے یہان آٹھہ پہر کالی رات
ایسے دیکھے نہ کوئے جن و بشر کالی رات
آنکھہ اسپر جو پڑی نور نظر کالا ہو
دیکھے اس شام کو تو روی سحر کالا ہو

۳۸
اسطرح گیسو کی پاس چمکتی ہے جبین
حسن پیشانی مین ہو فرق یہ ممکن نہین
صاف اس پاس شب دیجور کی ہی چاند نظر
کہکشان کی نظر آتا ہے یہ [illegible] جبین

کہے ابرو پہ جبین دیکھ کے جو بینا ہے
نصب محراب در حسن پہ آئینا ہے

۵۵۳
عشق کیواسطے کین حسن نی تیار ہوین
ہو لیتین ہے نہین دم بہر مجھے زنہار ہوین
کھینچے رہتے ہین مری سامنے تلوار ہوین
دمبدم کہتا ہو نہین ہای وہ حذار ہوین
سامنے آنکھونکی پہر جاتے ہین تیورا ونکے
دل پہ چل جاتی ہین سو طرح سے خنجرا ونکے

۵۵۴
ہای وہ چشم جسی دیکھ کے بیمار ہے دل
سو طرح دام اشارت مین گرفتار ہے دل
انکے سو نرگس بیمار سے نہ زار ہے دل
راتدن یاد مین اون آنکھونکی بیمار ہے دل
کیا طبیعت یون ہے ای پیر فلک لگتے ہے
کیا یک سی نہین عاشق کے پلک لگتے ہے

۵۵۵
چشم سی دیدۂ آہو کو بہلا کیا نسبت
کسی جادو نے کہان پائی ہی ایسی طاقت
ہین فسون ساز یہین چشمان سیہ اک آفت
سامریکو ہے کرشمون سے ہو جنکی حیرت
معجزہ چشم وہ اک پل مین دکہا دیتے ہے
دل مردہ کو اشارونسے جلا دیتے ہے

۵۵۶
حسن سو طرح کرے خنجر مژگان کو تیز
غیر ممکن ہے کہ ہو اوس صف مژگان سی گریز
شوقین قتل کے ہے جانکا کسکو پرہیز
آنکھ اپنی نہ پہرے لاکہہ ہون پلکین خونریز
ناوک انداز ہے معشوق سے ڈر کسکو ہے
ایسے تیرون سے بہلا خوف و خطر کسکو ہے

۵۵۷
اسطرح چہرۂ تابان ہے مہی کی ضیا
گوش وہ گوش کہ ہین کان جواہر سے سوا
اک الف نور کا ہے مہر درخشان مین کہنچا
آئینہ گرد ہے رخسار نے پائی وہ صفا
لب مین وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے
دانت وہ دانت کہ ہیری کے سے خون کرے

۵۴۸ وہ دہن نکتۂ موہوم ہے بلی وہم و گمان
ایسے تنگی کے غنچی سے بہلا پائی کہان
کچھ سخن اسمین نہین قدرت خالق ہے عیان
دیکھکر چشمۂ حیوان اوسے اتبک ہے نہان
خوب اوصاف دہن کس سے کہے جاتے ہین
لب تقریر سے خاموش رہے جاتے ہین

۵۴۹ وہ زنخدان ہے کہ ہے ایک خدا کی قدرت
دلکو ہے چاہ زنخدا نے سراپا حیرت
حسن کے بحر کا گرداب ہے کیا خوش صورت
آپسے ڈوبنے کے دلکو ہوا اسمین سبقت
گر کے اسمین سے نہ ہرگز کوئی مائل نکلے
یہ کنوان وہ ہے نہ یوسف کا کبھی دل نکلے

۵۵۰ گردن ایسے ہے کہ آنکھون نے نہ دیکھے زنہار
مصحف رخ کے لیے رحل ہوئی ہے طیار
شفق صبح کے مانند دکہائی ہے بہار
ہاتھ گردن مین حمائل ہو تو آجائے قرار
جلوہ گر دھیان مین جسوقت سی وہ گردن ہے
شمع کا نور سحر سامنے اک روشن ہے

۵۵۱ ہاتھ مہندی کی جو رنگت سی ہوئی ہین مشتعل
ہاتھ ہیہات نہین ہاتھ مین جی سی بیکل
اب سر دست دل زار گیا اور ہے جل
عشق مین دل نہین لایا ہے مجھے لائی اجل
رنج پہونچاتے ہے فرقت مین کلائی مجکو
آجکل کیا نہین مدت سے کل آئی مجکو

۵۵۲ ہاتھ ایسے ید قدرت سے ہوئی ہین طیار
دست خورشید درخشان ہو جنپہ نثار
لے ہتھیلی کے بلائین ید بیضا سو بار
ہاتھ کو لائین جو اوس پنجے سی اگر ہو دو چار
اونگلیون کی جو چمک دیکھے تو حیران رہ جاے
نخجۂ مہر بہ انگشت بدندان رہ جاے

۵۵۳ جان سو جانسے ہے خوبی پستان پہ نثار
توبیان بازیہ دو رکھے ہین یا پہر سنگار
سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالی ہین انار
یا ہما نے قمقمے دو نور کے روشن یکبار

دو یہ گلدستے لب بام دہرے ہین گو یا
منقلب نور کے یا جام دہرے ہین گو یا

کبھی چھاتی سے دوپٹا جو وہ ہٹ جاتا ہے
رخ دوپٹے سے کے اپنے کو پلٹ جاتا ہے
شرم سے جسم مین اونکا سمٹ جاتا ہے
دم یہان عاشق بیدم کا اولٹ جاتا ہے

بند محرم کے شب و روز کسے رہتے ہین
جان و دل طرفہ یہ بندش مین پھنسی رہتے ہین

وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو غیرت سے آب
وہ صفائی ہے کہ خورشید کو بھی آہی حجاب
قدرت حق سے زمین پر ہے یہ قرص مہتاب
وہ چمک ناف کے ہی آہی ستارے کو نہ تاب

ہاتھ تک جاے گر وہ تو قرار آجاے
بخت سے دام مین عنقا کا شکار آجاے

آگی تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہے
دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہے
بات پردے کی ہے پردے مین بیان ہوتی ہے
پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہے

یہان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین
دو مہ نو نے صورت سے یہ چسپیدہ ہین

رانین ایسی کہ نہ دیکھے سے بھرے دل زنہار
زانو ایسے کہ ہو سر رکھنے کی خواہش ہر بار
اسقدر گوری کہ کافور صباحت پہ نثار
دل بیتاب نہ تڑپے کبھی آجے قرار

تکیہ مخمل کا اگر ان سے ہزار آے گا
کونسے سر کے زانو پہ قرار آئیگا

پنڈلیان گوری ہین ایسی کہ خدا کی قدرت
رخ مہتاب کی ہے دیکھ کے فق رنگت
عرش کی ساق کو انکو اونسی نہ کبھی ہو نسبت
پھر بھی اوس جا پہ نہین پاتی نگہ کو طاقت

پنڈلیان حسن و لطافت مین فزون دونون ہین
خانۂ حسن کے کیا پای ستون دونون ہین

نہ جبہ مہر کو ہے جبہ یا سی خجلت
ہر ستارہ کو ہے ناخن کی ضیا سی خجلت
ہے رخ ماہ کو ایڑی کی صفا سی خجلت
شفق صبح کو ہے رنگ حنا سی خجلت

سرمہ کھا لے نگری کیک ڈرے آنکھوں مین
خاک پاپوش کو لیجاے پری آنکھوں مین

ہے سراپا جو قیامت تو ہے آفت چل بل
نازک ایسے ہی کمر چلنے مین سو کھاتی بل
ایسے رفتار چھلاوہ دیکھا ہے دل جاتی نکل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیکل

رنگ لالی کی غضب طبع مین رنگینے ہے
دورا ہے نام خدا دہیانسے خود بینے ہے

اب ہے آئنہ مین دیکھے نہین صورت اپنے
اب ہے سمجھے نہین ہرگز وہ حقیقت اپنے
نہین معلوم انہین حسن کے زینت اپنے
بھولے انبک ہین بہت خوب ہے قسمت اپنے

حسن زیبا نہین شکل پہ مغرور نہین
کیسے سی آنکھ لڑانے اب ہے منظور نہین

چہرے پر زلفونکی بل کھانی سی گھبراتے ہین
ویرنگ گیسو نہین شانے سے گھبراتی ہین
اونکے گیسو کے وہ سلجھانے سے گھبراتی ہین
عطر پوشاک مین ملوانے سے گھبراتے ہین

خود کو معشوق بنانے کا کچھ ارمان نہین
جان دیتی کوئی مرے اسکا اب ہے دہیان نہین

ایسے معشوق ہے عالم مین بہت ہوتے ہین کم
کہتے ہین ہار پہنی ہے اولجھتا ہے دم
سادی پوشاک سی رہتے ہین نہایت خرم
ہار پھولونکا اوٹھے کس سے کہ نازک ہین ہم

اب ہے گہنے سے بے سی او نہین کچھ شوق نہین
کوئے گردن مین ہے منت کی سوا طوق نہین

آئینہ جب او نہین کھلاتی ہین گھبراتی ہین
بھاری کپڑونکو جو پہناتی ہین گھبراتی ہین
منہ چھپا لیتے ہین شرماتے ہین گھبراتی ہین
بند محرم کے جو کس جاتے ہین گھبراتی ہین

بات عاشق کی نزاکت سی وہ کب سنتے ہین
درد سر ہوتا ہے افشان جو کہے چنتے ہین

٦٥ چشم پر بار گران ہے انہے کاجل کا بوجہ
دور ہی اونکی گلیسے اب ہے ہیکل کا بوجہ

دوش سے اونکی سنبھلتا نہین آنچل کا بوجہ
ایسے نازک ہین کہ اوٹھتا ہی نہین ہلکا بوجہ

تاب کب مارے نزاکت کے وہ لا سکتے ہین
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اوٹھا سکتے ہین

٦٦ اپنے قسمت پہ مجھے رشک بہت آتا تہا
قصے کہہ کہہ کے مزاج اونکا مین بہلاتا تہا

میری گھر مین کبھی جی اونکا جو گھبراتا تہا
بار آنے کے نہ خلوت مین کوئی پاتا تہا

دخل صحبت مین کسے غیر کا زنہار نہ تہا
گرد اوس غیرت گل کے کبھی اک خار نہ تہا

٦٧ وصل کے عیش مین کب تہا غم فرقت کا دہیان
ایسے دن کٹتے تہے کچھ تہا نہ مصیبت کا بیان

تہا نہ برگشتگی طالع و قسمت کا دہیان
رات بہر رہتا ہے اب چاند سی صورت کا دہیان

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

٦٨ زندگی سی شب فرقت مین سروکار نہین
مردہ ہے ہجر مین میرا یہ تن زار نہین

چاند نے قبر کے چادر ہے اگر یار نہین
گھر مجھے گور ہے پہلو مین جو دلدار نہین

رنج ہے فرقت محبوب مین تازہ مجھکو
گر نہین وہ تو چھپر کٹ ہے جنازہ مجھکو

٦٩ اپنے صحبت سے وہ جب قاتل عالم ٹہرے
تو ہے ای دل یہ بتا سینے مین کیا دم ٹہرے

خار تب نظر و نظر یار وس لگی بہت ہم ٹہرے
کس طرح رو نے اب دیدہ پرنم ٹہرے

جای حیرت ہے اگر مجا جگر چاک نہ ہے
ایسا معشوق چھٹے جس سے وہ کیا خاک جیے

۵۰ اب یہ سنتے ہین وہان اور ہے کچہ لطف ہے
صحبتین ہین نئے صورت کی نیا چرچا ہے
آشنا غیرون سے وترات مزاج اونکا ہے
روز ہے ناز نیا روز نیا غمزا ہے
اسطرف آتی ہوے جان سے کتراتی ہین
ساتہ غیرونکی الگ دور سے پہر جاتی ہین

۵۱ برسون اب ہوگئی صورت وہ دکہاتے ہی نہین
حد سے مغرور ہین کچہ دہیان مین لاتے ہی نہین
ایسے بہولے کہ اونہین یاد ہم آتی ہی نہین
اپنے گہر مین کبہی اکدن وہ بلاتی ہی نہین
اونکے کوچے مین سر شام اگر جاتے ہین
ضد یہ ہے دیکہہ کے کوٹہے سی اوتر جاتے ہین

۵۲ غصہ و خون جگر تا بہ کجا کہای کوئی
دل شب ہجر مین کسطرح سے بہلاے کوئی
کوفت پر کوفت کہانتک یہ بہلا پای کوئی
کیا ہے جیکا کہ اسطرح سے چہوٹ جاے کوئی
ساتہ نالی کے جگر منہ کو چلا آتا ہے
دم کوئی دم مین یقین ہے کہ نکل جاتا ہے

۵۳ اونکی صحبت مین وہان خل ہے بد ذاتونکا
نہ رہا لطف وہ اب اگلے ملاقاتون کا
آگے آیا وہ ہے ڈر تہا مجہے جن باتونکا
سامنا روز پڑا ہجر کے اب راتون کا
مل گئے غیرونسے وہ دل یہ مصیبت اٹہے
بیٹہے بٹہلاے سے نئے سر پہ قیامت اٹہے

۵۴ ہٹ کے اب جنگ سے جانباز کوئی آتی ہین
اپنے ان چالونسے ہم باز کوئی آتی ہین
غیر سے بہاگین یہ انداز کوئی آتی ہین
تا زبان دل سے بہلا راز کوئی آتی ہین
سر و گردنکا کوے یسل سمجہتی ہین ہم
جان پر کہیلنا اک کہیل سمجہتے ہین ہم

۵۵ غیر نامردونسے مردونکو تنفر ہے مدام
تمنے ناموس کا غیرت کا ڈبویا ہے نام
غیر کیا مال ہین کیا چیز ہین جو کیجے کلام
اب شکایت کا ہے باقی نہ رہا تم سی مقام

دلکو سو طرح کے وسواس رہا کرتے ہین
دور جو رہتے تھے وہ پاس رہا کرتے ہین

تمنے جب تمکو بنایا تو بگاڑا مجھکو
ہوش نہین آتا یہ غیرونکا اکھاڑا مجھکو
قبر مین جیتے ہی جی مار کے گاڑا مجھکو
کرکے کشتے غم فرقت نے پچھاڑا مجھکو

ایکدن آپکے پر کوچے مین ٹہراوے گا
رفتہ رفتہ کوئی دل پیچ یہ کراوے گا

کیا زمانے مین نہین تمسا حسین اور نیا
دل لگاوے گا خریدار کہین اور نیا
ڈہونڈہے لین گے کوئی ماہ جبین اور نیا
آکے اب بیٹھے گا معشوق قرین اور نیا

رشک آوے گا تمہین داغ بڑا کہاوگے
چہرہ وہ چاند سا تم دیکھہ کے جل جاوگے

تم تو کہتے ہو کوئے ہمین کیا لائے گا
رخ سے وہ مہر اگر زلف کو سرکائیگا
سامنا ہوگا تو سب حال یہ کہل جائیگا
غش کیے رکھتے ہین صاحبکو وہین آئیگا

ہوکے حیران یہ کہوگے کہ اٹہے کیا دیکھا
برق چمکے کہ کسی ماہ کا چہرہ دیکھا

شکل آئینہ وہ رخ دیکھہ کے حیرت ہوگے
پھر نہ یہ شان نہ یہ روپ نہ شوکت ہوگے
نہ کہے جاوے گے وہ آپکے حالت ہوگے
بیچ پڑ جاوینگے کچھہ اور ہی صورت ہوگے

زلف کے بل مین گرفتار رہوگے برسون
چشم کو دیکھہ کے بیمار رہوگے برسون

دم ٹہر کہ جائیگا دیکھوگے جو لطف ہنسی
تنکے چنوای سے گے اور کلی تہین کہلنی
نام کو لیسے رہے گی نہ کہے جو دہنی
خون رلوا دے گے ہونٹونکی تمہین رنگینی

خوب بے زلف جو دیکھوگے تو گھبراوگے
تب ہی جانین گے جب اسطرح سے بل کہاوگے

آباد

۸۱ سامنے اوسکی نہ یون حسن پہ نازان ہوگے
اوسکے محرم سے جو محرم کیسے عنوان ہوگے
دیکھکر اپنی طرف دل مین پشیمان ہوگی
صاف تم میری طرح چاک گریبان ہوگی
اوسکے آنکھونکا جو دم بھر سے نظارہ ہوگا
نہ یہ چشمک نہ یہ غمزہ نہ اشارا ہوگا

۸۲ اوسکے صحبت سی ہمارے ہو طبیعت کیونکر شاد
اپنے جو دلکی ہو بر لاوے وہ ہر وقت مراد
آتش رشک سی تم دلمین جلو حد سی زیاد
ایسے بھولو کہ ذرا جو رہین انکو نہ یاد
کیا کیا ہمنے پریشانی کی تقریرین ہون
میرے ملنے کے لیے سیکڑون تدبیرین ہون

۸۳ آپسے آپ ہی تم نامہ و پیغام کرو
چین دن کو نہ ہے شبکو نہ آرام کرو
تذکرہ میرا ہے ہر دم سحر و شام کرو
غیر کو بھولو مرا ورد زبان نام کرو
کچھ نہ ہے ملنے مین اگر میری توقف ہو جائے
بر طرف آپ کا سارا یہ تکلف ہو جائے

۸۴ ہم تلک نامہ و پیغام تمہاری آئین
کچھ دنون تو ہمین آشفتہ نہ ہم بلوائین
شاد ہو جائین بہت دلمین عجب اترائین
مصلحت جانکے ہم صبر تمہین کھلائین
منع آنے کو کرین اور ستانے کے لیے
آوے بھولے سے بھیجین نہ بلانے کے لیے

۸۵ ہو بڑا لطف کہ سب غیر نکالے جائین
کچھ دنون ایسے ہے دلکو جو سنبھالے جائین
آدمے خاک مرے ڈرکے اوڑا لیجائین
آپ وہ آکے ہمین گھر سے بلا لی جائین
اپنے قسمت سی تمنا سے دلے ہاتھ لگے
دور اغیار ہون سب کیا ہے خوشی ہاتھ لگے

۸۶ اب جو کچھ راہ پہ تقدیر ہماری آئے
اسطرح ہنسے نہ منانے کی بھی باری آئے
شادمانے عوض نالۂ و زاری آئے
یک بیک سنتے ہین ہم کیا کہ سواری آئے

یہ سخن سنتے ہی دل سینے مین کیا شاد ہوا
شکر ہے خانۂ برباد پھر آباد ہوا

در تلک اوسکے اوترانے کو دوڑی مہتاب
دل ناشاد کو شادی ہوئی بیحد و حساب
شکل کو دیکھتے ہے پہر نرہے ضبط کی تاب
دل ہوی سرد جو تھے آتش فرقت سے کباب

دونو جانب سے ہوئے حرف شکایت آغاز
ہوئی آپسمین مصیبت کی حکایت آغاز

جب کہا مینے کہ اسباب مین کیجیے انصاف
باتین سب آپ نے کین میری طبیعت کے خلاف
بے مری پوچہے ہوی جمع یہ کیون سب اسراف
منفعل ہو کی یہ کہتے ہین وہ تقصیر معاف

اونسے واللہ کسیطرح ہمین کام نہ تھا
جب تلک تم سے جدا تھے ہمین آرام نہ تھا

امتحان تھا ہمین الفت کا تمہاری منظور
تمسے عاشق کے رہے پاس سے دلخستہ جو دور
اب یہ فرمایئے تو آپ کہ ہے کسکا قصور
اور کو چاہین گی کہہ بیٹھے یہ تم میری حضور

کہیے کیا کہتے ہین اسطرح کے فرمانے کو
لاکھہ چاہین دل عشاق کے بہلانے کو

منہ سے کچھ بولو یہ تقدیر ہمارے آگے
کے بڑی تمنے سب ہے تقصیر ہمارے آگے
ڈھونڈھتے ہے اک چاندسی تصویر ہمارے آگی
نہ چلے آپ سے کے تدبیر ہمارے آگے

دیکھین دل جس سے لگایا ہے بلالو اوسکو
جس جگہہ تمنے چھپایا ہو نکالو اوسکو

ہمنے اسدم یہ ہماری جو بڑے کے خاطر
سمجھے ہو آئے ہین یہ سیر خوشی کے خاطر
سو ہم آئی نہین یہان اور کسی کے خاطر
ہم فقط آئی ہین اوس تنگ بری کے خاطر

جسکے تعریف سنے اوسکے طلبگار ہین ہم
اک نظر دیکھہ کے گھر جانے کو طیار ہین ہم

سامنے کیون نہین آتا وہ حسین کیا ہے
آپکا چاند وہ بالاے زمین کیا ہی

ہم بہے تو دیکھین کہ وہ ماہ جبین کیسا ہے
دیکھہ لین اوسکو کہ دانش کی قرین کیا ہے

ہے وہ خوشرو تو تامل ہے بلانے مین کیا
چاند کو عیب ہے صورت کے دکہانی مین کیا

ہنس کے مینی کہا اب سے یہ اترائی ہو
کسنے بلوایا تہا یہان کیلیے تم آئی ہو

حرف اسطرح جو بالاے زبان لائی ہو
منفعل حورون پہ ہو خوب سے شرمائی ہو

تم آئے ہین جو دین ایسے ہے کم دیتے ہین
کرو انصاف تمہین سر کے قسم دیتے ہین

صحبت غیر کا تم کرتے ہو ہر دم انکار
کہاتی ہو اپنے جو انکے قسم ہے ہربار

کہتے ہو اونسے سروکار نہتا کچہ زنہار
آگیا ہمکو یقین اسمین عبث ہے تکرار

خیر جو کچہ ہوا کیون کرتے ہو اسطور کا ذکر
باتین یہ جانے دو وہ ہوگا کسے اور کا ذکر

جسطرح غیرونکے ملنے کی ہی تہمت تمپر
آپ اس باتکو بے سمجھے دل مین باور

کہتے ہو جھوٹ یہ دشمن نے اوڑادی ہی خبر
اور معشوق سے واقف نہین اپنی بہی نظر

عشق مین اک مہر یہ کہتے ہین جلانی کے لیے
جہوٹ باتین نہین تمہارے وہ ستانی کی لیے

اپنے باتونسے جلاتے ہو مین تمپر قربان
اور معشوق کا گہر مین نہین عاشق کے نشان

تمسے معشوق کوئی نہین بہتر ہے کسیکے کب شان
ہم قسم کہاتی ہین جاتا نہین اسپر ہے گمان

رنگ چہرے پہ نہین جسم مین اب جان نہین
اپنے عاشق کی تمہین حال کا کچہ دہیان نہین

تمہنے بیجانی بہی سب کیا ہے ہماری صورت
نہ رہے جسم کی طیاری نہ دلمین طاقت

وہ ہے دشمن ہوسنے کیا غیر ہمارے جانب
مضمحل کر گیا دو روز مین رنج فرقت

آباد

شعر

قابل عرض مرا حال دل زار نہین
کیا وہ پوشیدہ ہے جو رخ سے نمودار نہین

سنکے یہ مجبی لپٹ کر وہ گلے سے روئے
چین راتون کا ملا ساتھ وہ جبدم سوئے

دلمین جو داغ کدورت تھے سدا سے وہ دھوئے
وصل کے عیش نے رنج شب فرقت کھوئے

شکر آباد کہ ہم وصل سے آباد ہوئے
غیر جتنے تھے وہ سب رشک سے برباد ہوئے

تمام ہوا

دوسرا

واسوخت آباد

لہ

پیشتر حسن سے یون آپ خبردار نہ تھے فتنہ پرداز نہ تھے یار دل آزار نہ تھے
آشنا ناز و ادا سے کبھی زنہار نہ تھے ہم ہی صحبت مین رہا کرتے تھی اغیار نہ تھے
حکم یون کسکو ملا آنے کا خلوت مین تھا
غیر کو دخل کہان آپکی صحبت مین تھا

لہ

نام سی بھی کوئی آگاہ نہ بیگانہ نہ تھا اسقدر گرم کسی سے بھی نہ یارانہ تھا
شمع رخسار کا کوئی بھی نہ پروانہ تھا شعلہ انگیز نہ یون حسن کا افسانہ تھا
جانتا تھا کوئی تمکو نہ رسوا ہم تھے
کوئی وارفتہ نہ تھا آپ کی شیدا ہم تھے

صحبتین تھین تمھین تفرقہ پردازون سے دور رہتے تھے ہمیشہ خلل اندازون سے
کچھ کبھی سنتی نہ تھی کان مین غمازون سے آشنا ہوگئے اب اور ہی اندازون سے
کیے پیدا ہین چلن سب سے نرالے تمنے
پاون اب وضع سے باہر ہین نکالے تمنے

لہ

چھپکے غیرون سی نہ ہوتے تھے اشارے آگے روزن در سے نہ کرتے تھے نظارے آگے
کوئی بے اذن نہ آتا تھا تمھارے آگے اب وہ ہمدم ہین جو رہتے تھے کنارے آگے
یون نظر رخنۂ در سے نہ لگی رہتی تھی
خلق مشتاق نہ کوچہ مین کھڑی رہتی تھی

وضع سادی تھی پھبتی تھی نہ جوڑا ہمارے
آستینون نہین نہ کھلواتے تھے پہنا ہماری
کبھی اسطرح سے پہنی تی نہ انگیا ہمارے
پاؤن مین یون نہ ہاکرتہا جوتا ہمارے

طبع نازک کبھی مائل طرف ناز نہ تھے
آشنا کان سے پازیب کی آواز نہ تھے شہ

چال یہ کب تھی کمر کا یہ لچکنا کب تھا
ناز و انداز نہ ایسے تھے نہ ایسی تھی ادا
دل عشاق کو اب بھیج ہو نام خدا
طرز رفتار سے ہے ایک قیامت برپا

سیر کو آپ نہ اسطرح کبھی اوٹھتی تھے
فتنے کب چال پر اے رشک پری اوٹھتے تھے شہ

کنگھی اسطور سے بالو نہین کرتے تھی کبھی
لب خوش رنگ پہ جمتی تھی نہ مسّی کی دھڑے
نہ کبھی پان کی رہتی تھی لبون پر لالے
اسطرح ہاتھی پہ افشان نہ چنے جاتی تھے

سرمہ دینا نہ کبھی مد نظر رہتا تھا
آئینہ ہاتہ مین کب آٹھ پہر رہتا تھا شہ

نورتن بازوون پر یون نہ کبھی بندہتی تھے
آشنا کان نہ تھے موتیون کی لڑیون سے
پہنے پہرتے نہی تم اسطرح نہ توڑی نہ جہڑے
پور پور آپ کی ہاتھو نہین کہان تھے چھلّے

اسطرح باتون مین منھدی نہ ملا کرتی تھی
ایسی اٹھکھیلے کے چالین نہ چلا کرتی تھی ۹

چشم انجم سی حیا کرتے تھی ای رشک قمر
اپنی سایہ سے جھجک جاتے تھے تم ناگہ
تھے حیا آنکھ کے پردے مین نہان آٹھ پہر
نے خطر دیدہ روزن سے نہ لڑتے تھی نظر

پردہ پوشی سی مزاج آپکا اب باز رہا
پھر گئی آنکھ نہ وہ شرم کا انداز رہا شہ

سوچیا تو بہی آگے تھے سخن صاحب کے
پاس کرتے تھی نہ یون کہتے تھے چل دو رہنے
بات کرتے تھے چھپے ہر ایک سی نظر تی تہی
اب ہین تقریر کے کچھ اور ہی انداز نئے (۱)

بات سنتی نہین باتو نہین اوڑا دیتے ہو
ایک ہم سے کہتے نہین لاکہ ہنسا دیتی ہو

۱۱ بات کہنی مین نہ دی بیٹھتے تہے یون جہڑکے
کب زبان آپکی خوگر تہے بہلا گالی کے
آنکھہ اسطور سے ہرگز نہ پہری رہتی تہی
خار مژگان کو نہ ہر بات مین تہی نیشتر زنی

یون نہ خنجر دل بیتاب پہ چل جاتی تہی
تیور اسطرح یکایک نہ بدل جاتی تہی

۱۲ تر مسی پان نہ کہاتی تہے کہلایا ہمنے
مسی ملنا تمہین ہونٹون پہ سکہایا ہمنے
ناز و انداز زمانے کا بتایا ہمنے
کرو انصاف تو معشوق بنایا ہمنے

نہ یہ شوخی تہی نہ غمزہ تہی نہ زیبائی تہی
تمہین فرماؤ کہ پہلے بہی یہ گویائی تہی

۱۳ روٹھ جانا نہ تمہین بات پہ آتا تہا کبھی
منہ بنانا نہ تمہین بات پہ آتا تہا کبھی
یون ستانا نہ تمہین بات پہ آتا تہا کبھی
غصہ کہانا نہ تمہین بات پہ آتا تہا کبھی

مہربان ہمپہ شب و روز رہا کرتے تہے
لعل لب سے نہ کبھی سخت کہا کرتے تہے

۱۴ بال صاحب کے اولجہتے تہے تو سلجہاتی تہی
رخ پہ یون چہوڑ کے بالونکو نہ سکہلاتی تہے
جب نہاتے تہے تو کپڑے ہمین پہناتے تہے
ہای کیا دن تہی کہ تم ہمسے نہ شرماتی تہے

تنگ اب زیست سے کیونکر نہون ہای غم کے
بند بند ہوا جاتے ہو نامحرم ہوئے محرم کے

۱۵ ہمکو اک آن مگر جو کبھی پاتے تہے
پیار سے اسکے گلے آپ لپٹ جاتے تہے
آپ سے لیکے بلائین ہمین سمجہاتے تہے
کیا ہوا خیر ہے کچہ کہیے یہ فرماتے تہے

اسطرح کا ہمکو ہنس ہنسکے رولا دیتے تہے
گدگدی کرکے ہمین آپ ہنسا دیتے تہے

عوض عشق و محبت ہمین سودا ہوتا
جا بجا ہوتے نہ رسوا نہ یہ چرچا ہوتا
کاش دل دام مین گیسو کے نہ الجھا ہوتا
سچ ہے ہمغرورون سے ملنا نہین اچھا ہوتا

پیچ مین آ گئے ایسا نہ تمہین جانتے تھے
کبھی دیکھا نہ تھا صورت بھی نہ پہچانتے تھے
١٧

دلمین پچتاتی ہین ہم تمسے عبث عشق کیا
ملکے غیرون سے ہمین غم دیا سے تمنے کیا
نقد دل دیکے بجز رنج نہ کچھ ہاتھ آیا
حق سے اب مانگتے ہین ہم بھی دنرات دعا

حسن عشاق کی نظرون سے یہ سب گر جائے
تم پھرے ہمسے صنم تمسے خدا پھر جائے
١٨

ملکے غیرون سے بہت دلکو ستایا تمنے
جنسے پردہ تھا اونہین گھر مین بلایا تمنے
یاد خاطر رہے وعدونکو بھلایا تمنے
جو کہ دشمن سے تیرے اونہین دوست بنایا تمنے

جو نہتی وہم و گمان مین کبھی وہ بات ہوئی
ترک ہمسے ہوئی غیرون سے ملاقات ہوئی
١٩

خیر کچھ غم نہین ناحق کا نہ غم کھائینگے ہم
گھر مین اک مد کے ای شک تم جائینگے ہم
جی سے نت سلسلۂ عشقمین الجھائینگے ہم
لطف اس داغ کا اپنے تمہین کھلائینگے ہم

مول سر دیکے کسی زلف کا سودا لینگے
پیچ جو دلپہ پڑے ہین وہ نہین سلجھا لینگے
٢٠

نہ کیے عشق کبھی رکتے ہین رہنے کے نہین
اچھی صورت کی طلبگار ہین گھٹنے کے نہین
رنج ہر گز شب تنہائی کے سہنے کے نہین
دیکھنا اشک کبھی آنکھون سے بہنے کے نہین

عشقباز ہمین ہم اوقات بسر کر دینگے
ہنستے ہی بولتے دن رات بسر کر دینگے
٢١

جی کو اب اوس سے لگاتین گی جو چاہے ہمکو
رنج زنہار نہ ہو نچا ہے ہمارے دم کو
واسطے اپنے فراموش کرے عالم کو
شادمان رکھے ہر اک وقت دل پر غم کو

آنکا نام نہ بہولی سے بہی یاد آئے کبہی
بیوفاؤن کی خدا شکل نہ دکہلائے کبہی ٢٢

گر عوض تمسے نہ لین نام نہ رکہین اپنا
ایسا معشوق طرحدار کرینگے پیدا

غیر سے ملنے کا دکہلائینگے صا
غیرت مہر و مہ و قد بہول سو

خار تم کہاؤ جو اوس شکل چمن کو دیکہو
بات تنگ منہ سے نہ نکلے جو دہن کو دیکہو

٢٣ سر کو ٹکراؤ جو تم ماتہے کی افشان دیکہو
شوخیان بہولو جو وہ نرگس فتان دیکہو

دم اولجہ جاے اگر زلف پریشا
ہونٹہ چبا لو اگر اوسکے لب و دند

کہو بیساختہ کیا چہرہ پر نور ہے یہ
یہ فرشتہ ہے پری ہے کہ کوئی حور ہے یہ ٢٤

نار تم اوسکے جو دیکہو تو نہ یون نازان ہو
دم پہڑک جاے جو تہوڑی کی پہڑک کو دیکہو

غیر ممکن ہے کہ تم ہاتہ سے اف
صاف اوس چاند سے مکہڑے کی بلا

دور سے بہی اگر اوس رخ کا نظارا ہو جاے
اب جو نقشہ ہے ہمارا وہ تمہارا ہو جاے ٢٥

بوسے لین اوس لب شیرین کے ستائین تمکو
نہ پکارین نہ بلائین نہ بٹہائین تمکو

جسقدر تمنے رولایا ہے رولائین
تم اگر بیٹہے ہے جاؤ تو اوٹہا

ہم تو کیا روتے ہین تم نالہ و فریاد کرو
صحبتین گذری ہوئین دل مین بہت یاد کرو ٢٦

فرش ہولونکا اوسے گل کے لیے بہجوائین
آپ بہی چاندنی دیکہین اوسے بہی دکہلائین

لب دریا پہ شب ماہ مین لیکر جا
صفت ماہی نے آب تمہین تڑپا

بیٹہنے دین نہ کنارے بہی تمہین عشق مین
موج کی طرح سے بیتاب ہو کیا کیا دل مین

آباد ۲

ہم بغل رات کو ہمسے ہو وہ رشک مہتاب
وہ نہ شرماے ہمین وس سے نہ کچھ آے حجاب
بنکے ساقی ہمین محفل مین پلاے وہ شراب
آتش رشک سی جل جلکے ہو تم دلمین کباب
گرمیان ٹھنڈی سب اس سیم بدن کی جاتین
نشے سب حسن و جوانی کے ہرن ہو جاتین
بند ۲۸

ایکدم پاس سے زنہار نجاتین اوسکے
آپ جب ڈھونڈھین ہمین گرد ہی پاتین اوسکے
جو کرے ناز وہ سب ناز اوٹھاتین اوسکے
ہاتھون سے روز لین یا دن کی بلاتین اوسکی
ملکے منہدی وہ کف پا جو تمہین دکھلاتے
دست افسوس ملو کچھ نہ تمہین بن آتے
بند ۲۹

اپنی صورت جو دکھا دی تمہین وہ ماہ لقا
سب یہ باطل ہو جو ہے حسن کا تمکو دعوا
خود کہو منہ سے کہ دیکھا نہین ایسا چہرا
خوب ملجای تمہین میرے جلانیکی سزا
تلخ جینا ہو تمہین اور مزے ہم لوٹین
روتے دیکھین تمہین جب لگی پھپولی پھوٹین
بند ۳۰

یہ چل بل کے کہا ہمنے یہ ہے دلکا حال
محو ہوتا ہے نہین آپ کا زنہار خیال
یاد آتا ہے کبھی رخ کبھی زلفین کبھی خال
کبھی ہنسکر گلے لگنا تجھے باتین کبھی چال
یادین کہتی ہین یہ ہر بار جلا وس کو ہمین
بیکلی جائیگی آئیگی کل اوس کو ہمین
بند ۳۱

آنکھین کہتی ہین وہی پیش نظر ہو چہرا
کان کہتے ہین سنا کرو ہی دنرات صدا
جلد بوسے لب سے ملین قول ہی یہ ہوٹونکا
سینہ کہتا ہے مجھے پیار سی سینے سے ملا
نام لبس ورد زبان انکا ہر بات مین ہے
دل بے صبر بہت شوق ملاقات مین ہے
بند ۳۲

ہنسکے لگ جاؤ گلے بس نہ رلاؤ ہمکو
دور غیرونکو کرو پاس بٹھاؤ ہمکو
بس بہت رنج دیا اب نہ ستاؤ ہمکو
ملتے ہین آپکے ہم پاس بلاؤ ہمکو

۳۳
دلمین کچھ سوچکے انصاف مری جان کرو
منتین کب سے کہڑی کرتے ہین ہم پہیان کرو

غیر معشوق کا جو نام زبان سے نکلا
سر کو لو پاؤن پہ رکھتے ہین ہوئی ہمسے خطا

کاٹو اس جرم پہ گر میری زبان تو بھی بجا
حق ہے یہ بات کہ معشوق کہان تجھسا

۳۴
اور پہ شیفتہ ہون ہم کو نہ ایسا جانو
تم وہی اپنا ہمین عاشق و شیدا جانو

طنز آمیز شکایت وہ غلط ہے یکسر
عذر کرتے ہین نہ آزردہ ہو اون باتون پر

وقت پر مصلحتاً کہہ گئے تھے ہم جل کر
صلح طرفین سے ہو جائے یہی ہے بہتر

۳۵
ہجر سے وصل ہو اب جلد صفائی ہو جائے
نہ جلیے ہمسے ہے وہ غیر ولنسی لڑائی ہو جائے

کچھ نہین اب بھی گیا آن کے ملجائین آپ
غیرون سے ملنے کی ایجان قسم کہائین آپ

بعد آباد کے ایسا نہو پچھتائین آپ
اوسکو آنکھون سے بجا لائین جو فرمائین آپ

آرزو ہے کہ تمہارا رخ زیبا دیکھین
آنکھین پہوٹین جو کسی حور کا چہرا دیکھین

تمام ہوا

آزاد

تخلص ہے محمد امیر الدین صاحب کا باشندہ ہین بانس بریلی کے شاگرد رشید ہین میر غلام علی صاحب عشرت تخلص کے کلام انکا سواے اس واسوخت کے جو شامل مجموعہ ہذا ہے نظر سے نہین گذرا نہ اور کوئی شعر انکا سنا مگر اس واسوخت کی طرز سے معلوم ہوتا ہی کہ طبیعت سار رکھتی ہین سب کے رنگ سی ان کی طبیعت کا رنگ علحدہ ہے تخلص کا توارد میر غلام علی آزاد مرحوم بلگرامی خلف مولوی عبدالجلیل بلگرامی سے ہی فقط

واسوخت آزاد

۱۱
عشق وہ ہوش ربا ہی کہ اسے آئے توبہ   عشق وہ سیل فنا ہے کہ اسے آئے توبہ
عشق وہ برق بلا ہے کہ اسے آئے توبہ   عشق وہ تیغ قضا ہے کہ اسے آئے توبہ
الاماں آتش جاں سوز مصیبت ہی عشق
الحذر تابش خورشید قیامت ہی عشق

۱۲
عشق وہ لشکر غم ہے کہ نہیں اسکا شمار   عشق وہ ابر شرارت ہی کہ برسائی شرار
عشق وہ نی ہی کہ ہستے ہی تمام اسکی خار   عشق وہ تند ہوا ہے کہ اوڑادے کہسار
دم شمشیر ہی مغزات لہو چاٹتا ہے
سر کے عشاق حسینونکی گلے کاٹتا ہے

۱۳
یہ وہ ہی طرفہ گلستان کہ بہار اسکی خزاں   پھل ہے تلوار کا پھل پھول گل داغ عیاں
بلبل نغمہ سرا نالۂ موزون ہی یہان   چشمۂ چشم ہے جاری عوض نہر روان
نفس سرد نسیم سحری کے بدلے
طائر روح اوڑا کبک دری کے بدلے

۵۴
یہ وہ شمشیر اجل ہے کہ نہین اسکے پناہ
اسکا ماہی سے چلا آتا ہے قبضہ تا ماہ
دم اژدر ہے کہ ہے کام نہنگ اسکا گواہ
گل و بلبل نہین کرتا ہے ہزارونکو تباہ
لپکے خورشید فلک خاک کا ذرہ ہو جاے
چرخ سیار اس اندوہ سے چرخا ہو جاے

۵۵
ہے سیہ روز نہار اسکا کوئی نام نہ لے
سامنے بزم طرب خیز ہو تو جام نہ لے
روز ملتے ہو اگر دولت ایام نہ لے
شاہد کام روا ہے ہو تو کچھ کام نہ لے
کامیاب اس سے ہوا جو کوئے ناکام رہے
نام پیدا کرے جو شخص وہ بدنام رہے

۵۶
کہو کی داغون تخریبی کوئی ہے یہ وہ متاع
نالۂ مرگ پدر محفل شادی کا سماع
جنگ جو ہے کہ فرشتونسے دم نزع نزاع
کشتے عمر رواں کی لیے دم اسکا شراع
نہ چھپے پردۂ افلاک مین ہے راز اسکا
آفت گوش دل نغمۂ ناساز اسکا

۵۷
جان انسان کو جا ہل کہ چھپے اسکی راہ
کوہ اس صدمہ سی لرزاں ہو مسان پرکاہ
آسمان کیا زمین مانگتے ہے حق سے پناہ
ہو گئے اسکے سبب سیکڑون گھر خاک سیاہ
قافلے اس رہ پر ہول مین لٹتے دیکھے
بے ویران جہان سوز کے چھٹتے دیکھے

۵۸
وہ ہوا ہے کہ بلند آتش نہان کر دے
وہ صدا ہے کہ دماغونکو پریشان کر دے
وہ صبا ہے کہ گلستان کو بیابان کر دے
وہ جفا ہے کہ لب نہر پر افغان کر دے
یہ وہ لالہ ہے قبا کوہ کا دامن ہو جاے
اور شگفتہ ہو جو گلشن مین سو گلخن ہو جاے

۵۹
تا کجا اوس ستم آرا کے صعوبت لکھون
اک مرض ہے کہ ہوے سیکڑون عاقل مجنون
دل دیا اور کو خود ہو گئے مجبور و زبون
وصل ہو ہجر ہو عاشق کو نہو صبر و سکون

بگڑی ہین بنی کے ہزارون ستم وجور کے ہاتھ
کیا مزہ زیست کا ہو موت وحیات اور کے ہاتھ

دل ملی جس سے وہ پرخون نہ لائی آنکھین
لطف دزدیدہ نگہ سے ہی چرائی آنکھین
ڈرتے ڈرتے جو نظر کبھی دکھائی آنکھین
آگ ہو نا نہ کوئی سیکنے پائی آنکھین

سر چڑھا مین اوسی ہم اور وہ اتاری دل سے
پوچھے یہ درد نہان کوئی ہماری دل سے

پیش ازین ملک پری رو کا مین دیوانہ تہا
خارہ کعبۂ دل اپنا صنم خانہ تہا
شمع رخسارۂ گلرنگ کا پروانہ تھا
تخت شاہی سے مجھے سنگ در جانانہ تہا

میری خوش ہونی کے سامان مہیا کرتی تھی
کام کرنے کا مرے آپ کیا کرتے تھے

کون سا لطف ہی جسکا نہ مین شرمندہ ہوا
کون سا ناز عبث ہے کہ چھیڑا نگیا
کون سا عیش کا سامان ہے کہ موجود نہ تہا
کون سا راز تہا پوشیدہ کہ پردے مین رہا

کوئی ارمان نہ تہا اور کوئی حسرت نہ رہے
اتفاق گل وبلبل سے حقیقت نہ رہے

یاد ہے مجکو کہ اک روز شب عشرت مین
ہاتہ منہ دہوکے وہ آئی اوسی صحبت مین
روی خوی کردہ سی جب لطف اوٹہا صحبت مین
اور کہا دیکہہ تو اب حسن ہے کیا صورت مین

مینے چٹ چٹ رخ گلگون کی بلائین لے لین
گلشن خاطر خرم سے ہوائین لے لین

بس اسی مہر ومحبت سی گذرتے اوقات
لب شیرین سی کسی اور سی کرتی تہی نہ بات
متنفر عمل لہو ولعب سے بالذات
گہ و بیگاہ چلی آتی تہی دن ہو کہ رات

مجھے تنہائی مین کیسے ستی گلی مل مل کے
مین ہی ہون اور تم ہو اب ارمان نکالو دل کے

ہائیان

۱۵

ناگہان عشرت کامل کو زوال آنی لگا
خواب کرنے مین میرے ساتھ خیال آنے لگا
خاطر خرم دلبر کو ملال آنے لگا
ربط دیرینہ مین نقصان کمال آنے لگا
خلل انداز ہوا عاقبت اک ہمصحبت
دفعۃً ہو گئے سب برہم و درہم صحبت

۱۶

چندی البتہ رہا خاطر محزون کو قلق
رنگ چہرہ کا اوڑا منہ نظر آنے لگا فق
سینۂ یک لخت ہوا دشنۂ اندوہ سی شق
ابتر اک اک ہوا مجموعۂ صحبت کا ورق
رفتہ رفتہ سے گئے تشویش بجا ہوش ہوئے
ماسبق اگلے بتدریج فراموش ہوئے

۱۷

للہ الحمد کہ پہر وقت خوش اپنا دیکھا
خار خار غم خوبان سے کنارا دیکھا
گلشن خاطر غمدیدہ شگفتہ دیکھا
دلکو پڑھتے ہوی تسبیح تبرا دیکھا
گل سے بہلائینگی جی رنگ سمن دیکھینگے
جلوۂ قد کشیدۂ سرو چمن دیکھینگے

۱۸

اب کوئی مجمع خوبان نہ سجے گا ہمسے
منہ تو دیکھیں کوئی تقریر کرے گا ہمسے
میلا ٹھیلا کوئی باقی نہ رہے گا ہمسے
بڑھ کی بات اب کوئی لسان کہی گا ہمسے
تو سے حرف رکھون جو رنگے استادون پر
پھبتیان سیکڑون کہہ جاؤن پریزادون پہ

۱۹

چشم شگون نظر آجای تو مین مست غرور
حور بہیسی ہو تو نکالون مین شمائل مین قصور
آنکھہ اٹھاؤن نہ تلی سی کبھی چشم بددور
اب تو مختار ہون وہ دن گئے تھا مین مجبور
دل ملائی کوئی عیار مین ہرگز نہ ملون
قسمین کھاے کوئی مکار مین ہرگز نہ ملون

۲۰

صلح کو آئی تو مین گرم وغا سمجھون اوسے
بل کرے زلف سیہ کالی بلا سمجھون اوسے
آے پیغام تو پیغام قضا سمجھون اوسے
ناز سے چین جبین ہو تو خطا سمجھون اوسے

پہلیان دست حنا بستہ کے نا کا سمجھون
طائر رنگ حنا موم کے چڑیا سمجھون

اب ملاؤنگا نہ خوبان جہان سی آنکھین
بیچے طفلانہ نمون پیر و جوان سے آنکھین
تر نہ دیکھے گا کوئے اشک روان سی آنکھین
نہ چراؤنگا حریفان زمان سی آنکھین

متصل بیٹھنے کا شوق اٹھایا دل سے
مزۂ لطف زبانی کو بھلایا دل سے

اونسے بھی کہدون کہ کی ترک محبت مین نے
تلخ سمجھے لب شیرین کی حلاوت مین نے
تمنے کم سے کے جو بہت چھوڑ دی الفت مین نے
بدلا شادی سے تمہارا غم فرقت مین نے

وہ دن آئے کہ دل غمزدہ خرسند رہے
کہدون اب کہل کے رہا کیا کہ زبان بند رہے

یاد زمانہ ہے کہ آنکھون مین سماتا تہا نہ تو
رات دن بزم سے و جام مین جاتا تہا نہ تو
درمیان مین ایک نظر باز کے آتا تہا نہ تو
وجہ کم روئی سے منہ اپنا دکھاتا تہا نہ تو

قابل دید نہ سمجھا نہ کسی نے چاہا
چشم الفت سے نہ دیکھا نہ کسی نے چاہا

تمہین کہدو کہ سلیقہ یہ ہوا تہا تمہین کب
یاد ہوتا تہا یہ پوشاک بدلنا تمہین کب
پیشتر شوق خود آرائی تہا اتنا تمہین کب
پیمک اسطور سے منظور تہا تکنا تمہین کب

تنگ تنگ ایسے نہ انگرکے سیے جاتی تہے
جامہ زیبون سے کہ برابر نہ کیے جاتی تہے

مشغلہ شعر و سخن کا یہ رہا تہا کس روز
کلانا خواندونکا خط ڈاک مین آتا کس روز
حرف ہر فن سے کہ طلبگار یہ رکھا کس روز
خط یہ خط جالی پہ آتا تہا تقاضا کس روز

چلے چنگے مرض طب کیا پیدا تمنے
کردیا ہند کو یونان کا نقشا تمنے

٢٦
رغبت زینت تو زمین نظر آتے ہی کمال — ٹوپیون پر وہ مسالہ کہ مثال رنگی مہ سال
اور قبا بر مین قبای گل رنگین کی مثال — ہاتہ مین رہتا ہے ہلکا سا چکن کا رومال
دور دارا تہو دوشالہ وہ الوان گیا
طبع رنگین سلون سے مین پہچان گیا

٢٧
دیکھہ دیکھہ آئینہ باتونکو بناتے کب تھے — سرمہ آنکھونمین نہا دہوکے لگاتی کب تھے
لاکھا سو ڈہب سے ہزارونکو دکہاتے کب تھے — گالیان در دو ستانے یہ سناتی کب تھے
بولتے مجمع خوبان مین نہ بڑھکے پایا
سر اوٹھای کسے محفل مین نہ بیٹھے پایا

٢٨
اون دنون مین عمل حب تھین محبوب نہ تھا — تذکرہ سحر و طلسمات کا مرغوب تھا
خطر تفرقۂ طالب و مطلوب نہ تھا — ہمہ تن جہل مرکب تھا یہ اسلوب نہ تھا
کب پر بوم پہ تعویذ لکھے جاتے تھے
بیسٹ ربیت سے کب نقش بہری جاتی تھے

٢٩
جب کوے یار تھا یار تمہارا مین بنا — باغ دنیا مین ہوادار تمہارا مین تھا
نقد دل دیکی خریدار تمہارا مین بنا — الغرض گرمی بازار تمہارا مین تھا
نارو اجنس تھی تم ہاتھ نہ دہرتا تھا کوئے
منہ لگاتا تو الگ بات نکرتا تھا کوئے

٣٠
مین وہی ہون کہ رہا کے مری خاطر منظور — مین وہی ہون کہ نہ ہوتا تھا مری پاس سے دور
مین وہی ہون کہ مرے ساتھ تھا ناز و غرور — مین وہی ہون مری صحبت مین اوٹھاتا تھا سرور
روز فرقت شب عشرت سی نہ کم تھا مجھکو
گل رخسار سے گھر باغ ارم تھا مجھکو

٣١
مین وہ ہون گلگونون پر مری جلا کرتی تھے — باغ مین سیلکے مجھے ساتھ بہار آتی تھی
خندۂ گل پہ ظریفانہ ہنسا کرتے تھے — نہر پر بیٹھتے سنتے لطف اوٹھا کرتے تھے

چمن آرا کو برا کہتے تھے پیارے منہ سے
پھول جھڑتے تھے گلستان مین تمہارے منہ سے
۳۳ھ

اب یہ صورت ہے کہ جگہ دیتی ہین سب لمبین تمہین
لوگ ممتاز سمجھنے لگے محفل مین تمہین
رخ مین سکھتے ہین پری حور شمائل مین تمہین
کہتے ہین شاہد حق دیکھ کے محفل مین تمہین

جلوہ عشاق نظرباز حسین جانتے ہین
شعرا جانتے ہین ماہ جبین جانتے ہین
۳۴ھ

بزم عشرت ہو کبھی آنکھ کو جانا تم کو ہو
قسمین عمر ہی کی بسر ہو کے پلانا کچھ ہو
شیشے کی شیشے الگ صرف مین لانا کچھ ہو
اک نہ اک تازہ گرفتار رہنا نا کچھ ہو

میری صحبت مین نہ لیتے تھے کبھی نام شراب
یا لب لعل سے چھٹتا ہے نہین جام شراب
۳۵ھ

سخت ناکام ہو ہو توقف کیا کام کو ہے
صبح کو بزم ہے وہ جام ہے اور شام کو ہے
حرکت وہ ہے سمجھتے نہین آرام کو ہے
اب تو بدنام ہو نگاوٹ زہا نام کو ہے

نظر گرم سے سیماب ہوا اور جاتے تھے
بد نگاہون سے نہ ملنے کے قسم کھاتی تھے
۳۶ھ

اک مری چاہ سے سو چاہنے والے نکلے
پا بیان کانون کے ٹھنڈی ہو گئین بالی نکلی
ناز ایجاد ہوئے طرز نرالے نکلے
بالے کیسے مہ رخسار کے ہالے سے نکلے

نئے وضعین حرکاتین نئے انداز نئے
نئے چھلین چھلواتین نئے ہمراز نئے
۳۷ھ

پہلے ش از مین تھا نہ کسی بات پر ایسا انکار
اب جو مین بات ہے کرتا ہون تو سنتا تکرار
دلبرے کیا ہوئے کیا ہو گئے اگلے اقرار
خو ہے آگے سے ہوتے تو نہ ہوتے تکرار

اکیلا دم درد رحم سے ہمارا نہ سنا
بیوفا تجھ سا زمانے مین نہ دیکھا نہ سنا

آخر او

۳۷
مدتون آئینہ سان حلقۂ حیرت مین رہا
شادی و غم سے معطل غم فرقت مین رہا
مژۂ ربط ہوا تیغ مصیبت مین رہا
نہ دقیقہ کوئے انواع ضراعت مین رہا

یکقلم قطع کرون حرف کے رہنے مین مرے
تو نہ کم گنے مین رہا دل تو ہے کینے مین مرے

۳۸
مین گیا تجھسے تو پھر توبہ زبانی سی گیا
بزم مین بیٹھنے کی لطف اوٹھانی سی گیا
منزلت صحبت دلخواہ مین پانی سے گیا
اور وفا پیشون مین تو آنکھہ ملانی سی گیا

حسن صورت نہ رہے ناز فروشے کم ہو
ناک مین قحط خریدار سے تیرا دم ہو

۳۹
ہو سو ہو دلبرا اب اک سنگ ستم سینے دہرا
آنکھہ اٹھا کر تجھے دیکھون نہ کرون غم تیرا
شہر مین تجھسے بہت مین صنم ماہ لقا
دل تو اب بس مین ہے ہر طرح جی بہلا لونگا

نقش غم صفحۂ خاطر سے مٹا دون تیرا
نام مین پھیر رکھون نام جو پھیر لون تیرا

۴۰
دل سے گے کو کوئے مہ پارہ نیا یار کرون
اپنے عادت سے اوسی پہلے جفادار کرون
مین گرفتار ہون اوسکو گرفتار کرون
وہ مجھے پیار کرے مین بھی اوسی پیار کرون

مجھسے وہ خوش رہی مین اوسکی رضامند رہون
چندی اس دیر غم آباد مین خرسند رہون

۴۱
جور رخ سے ستم زلف دوتا سی چھوٹی
روز فرقت سی شب غم کے جفا سے چھوٹے
خوب ناکردہ گناہی کے نزلے سے چھوٹے
شر گیا خیر ہوئی بند بلا سے چھوٹے

تو وہ ہے تجھسے ملی جو کوئی ناشاد رہے
بندگی بن ترے بیفائدہ آزاد رہے

تمام ہوا

برق

تخلص ہی جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر مرحوم کا خلف الرشید حضرت مرزا کاظم علی صاحب علیہ الرحمۃ عالم و صالح کے تھے جوان خوشرو مہذب باوضع لاغر اندام عالم شباب مین بڑی بانکی اور خانہ جنگ اور بہادر و جری تھے خلیق اور جکت آشنا بھی تھے شاگرد رشید تھے شیخ امام بخش ناسخ کے

واسوخت برق

١
کیا بیان کیجیی ای برق گرفتاری دل
بیکسی مین نہین کرتا کوئی غمخواری دل
دمبدم ابتو فزون ہوتی ہی بیماری دل
غم کیا کرتا ہی پر میرا مددگاری دل
گلشن دہر مین ای کاش نہ پیدا ہوتا
سنبل زلف کا پر مجھکو نہ سودا ہوتا

٢
وحشت دل نی کیا مجھکو بیابانی ہے
مثل آئینی کی ہر دم مجھی حیرانی ہے
شہر مین جی نہین لگتا یہ پریشانی ہے
دل لگانی کی سبب مجھکو پشیمانی ہے
اوس سی الفت جو نہ ہوتی تو نہ حیران ہوتا
اسقدر کاہیکو اب حال پریشان ہوتا

٣
بیٹھی بیٹھی غم فرقت سی جو تنگ آتا ہون
دل بہلتا نہین ہر چند کہ بہلاتا ہون
شہر کو چھوڑ کی صحرا کو نکل جاتا ہون
یہی پڑہ پڑہ کی مین سر کوہ سی ٹکراتا ہون
تنگ آتی ہی نظر وسعت صحرا مجھکو
دیکھون لیجای کہان جوشش سودا مجھکو

٤
پیا جو کبھی یاد مجھے آتا ہے
ہر کوئی انکی کیا کیا مجھے سمجھاتا ہے
دل تڑپتا ہی بہت جی مرا گھبراتا ہے
سبکی سنتا ہون خدا جو مجھی سنواتا ہے
پر کہون کیا کہ جنون اور فزون ہوتا ہی
اونکی سمجھانی سی دونا یہ جنون ہوتا ہی

حال اب دیکھہ کی میرا یہ کہتا ہی طبیب
دوست روتی ہین مجہی دیکھہ کی اور خوش ہین رقیب
مرض عشق سی صحت نہیں ہونیکی نصیب
تیری دوری نی کیا ہی مجہی مرنیکی قریب
بس جدائی نی تری جان مارا مجہکو
غم فرقت نہیں واللہ گوارا مجہکو

شو
روز کرجاتی ہو آنیکا جو جانان اقرار
سچ تو یہ ہی جو نہیں آنا کرو تم انکار
منتظر در پہ کہڑا رہتا ہون چپکا لاچار
اسی کہہ کی مین جہوٹہا جو ہوا ہون نثار
مانتا دل نہیں کہتی ہو جو تم آنیکو
بات ٹہرائی ہی کچہہ اسکی بہی سمجہانیکو

شو
آتش ہجر سی ہرگز نہ جلاؤ ہمکو
ہوکی روپوش نہ ای یار ستاؤ ہمکو
شکل اپنی کسی عنوان دکہاؤ ہمکو
آپ گر آ نہیں سکتی تو بلاؤ ہمکو
یہ تو کہتی نہیں ہم آپ سی آیا کیجہی
شکل تو بہر خدا اپنی دکہایا کیجہی

شو
یاد ایام کہ رہتی تہی یہان رات اور دن
سال وہ اب تو گذرتی ہین کہیں کیا تم بن
ہوتی اک آن جدا ہمسی نتہا یہ ممکن
تم بن اب زیست کی دن کاٹتی ہین ہم گن گن
تمکو ای یار جو ہمسی ہے یہی بیزاری
ہمکو بہی اب نہیں منظور رہی ایسی یاری

شو
ہوکی آزردہ جو اب یہان سی چلا جاؤنگا
غم مجہی کہائیگا مین غم کو سدا کہاؤنگا
جیتی جی در پہ تری پہر نہ کبہی آؤنگا
مطلع میر یہ پڑہ پڑہ کی مین چلاؤنگا
مہر کی تجہسی توقع تہی ستمگر نکلا
موم سمجہی تہی تری دلکو سو پتہر نکلا

شو
اگلی باتونکو ذرا اپنی تو تم یاد کرو
اپنی اس بندہ بی زر پہ نہ بیداد کرو
خاک کر کی مجہی اسطرح نہ برباد کرو
ہو جو بیزار تم ایسی تو ابہی آزاد کرو

پیچ ڈالو نہین کٹتی ہی خریدارونکی
سبکو خواہش ہی بجان ہمسی وفادارونکی

١١

آجتک ہمسا کوئی تمنی ہی عاشق دیکھا
ابتو بیزار ہو صورت سے ہماری انا
تا قیامت یہ رہی یاد نہوگا پیدا
ہمنی بہی دلمین کیا عہد ہی ابکی ابھا

تا دم مرگ نہ منہ آپکو دکہلاوینگے
دل کسی اور ہی معشوق سے بہلاوینگے

١٢

اوس سی اب دل مین لگاوٹکی جو لاثانی ہو
سرو کو اوس قد موزون سی پشیمانی ہو
عشوہ و غمزہ و انداز کا وہ بانی ہو
زلف کو دیکہہ کے سنبل کو پریشانی ہو

گل عارض بہی ایسا کہ نہ دیکہا ہووے
آنکہہ سی اوسکی خجل نرگس شہلا ہووے

١٣

رخ انور ہو اگر مہر تو ابرو ہون ہلال
وصف تنگی دہن مین ہی زبان میری لال
ماہ مین نور نہو دیکہی نہ گر اوسکا جمال
آوی ہرگز نہ نظر کیجیے گر لاکہہ خیال

بی نقاب اوسکا اگر چہرہ زیبا ہووے
جو حسین دیکہی اوسی عاشق شیدا ہووے

١٤

اوسکی پوچھو نہ کوئی شرم و حیا کا احوال
آنکہہ بہر دیکہی اوسی کو یہ ہی کسکی مجال
نیچی نظرون سی کری سارا زمانہ پامال
سرد مہری پہ جو آجائی کبہی اوسکا خیال

جسکو دیکہی نگہ گرم سے آفت ہووے
آنکہہ مین ایسی بہری اوسکی شرارت ہووے

١٥

ناز و انداز مین وہ شوخ ہوا ہے یکتا
وصف اب اوسکی بیان دوستو کیجی کیا کیا
چال ایسی کہ ہو ہر گام پہ محشر برپا
ہو ہر اک فن مین غرض مثل نہ رکہتا اپنا

موسی باریک کمر ہو یہ نزاکت ہووی
نظر آجای وہ قامت تو قیامت ہووی

اپنا احوال جو ہنس ہنس کی سنایا تمنی
خیر خاموش ہو کیون دلکو لگایا تمنے

برق کیا تمسی کہین خوب رلایا تمنی
دل لگانی کا مزا ابتو اوٹھایا تمنے

طول دیجیے نہ بس اب اپنی پریشانی کو
مختصر کیجیے اس قصۂ طولانی کو

تمام ہوا

بحر

تخلص ہے شیخ امداد علی صاحب کا خلف رشید ہین شیخ امام بخش صاحب کے باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشید ہین شیخ امام بخش ناسخ مغفور کی صاحب دیوان ہین طبیعت بہت عالی رکھتے ہین شاعری مثل و لاجواب ہین مشہور ہے کہ علم عروض و قافیہ خوب جانتی ہین بہت لوگ اُنکے شاگرد ہین انکی آواز مین رعشہ ہمیشہ سی ہے اب بسبب ضعف کی رعشہ زیادہ ہو گیا ہے اس سبب سے شعر کم پڑھتی ہین دو واسوخت انکی شامل مجموعۂ ہذا کیے گئے

واسوخت بحر

۱
بجھ جو حال ہمارا ہے نہ پوچھو ہمسے
دہلے کس گھاٹ اوتارا ہے نہ پوچھو ہمسے
کیون زمانے سے کنارہ ہے نہ پوچھو ہمسے
کون بدخواہ تمہارا ہے نہ پوچھو ہمسے
زندگانی کا مزا عشق مین کھو بیٹھے ہین ✤
اپنے کشتی اسے دریا مین ڈبو بیٹھے ہین

۲
دیکھکر حال سمجھ بوجھ لو پوچھو نہ مزاج
وہ مرض ہے کہ مسیحا سے نہو جسکا علاج
طعن و تشنیع کی تیر دلکا جگر ہے آماج
کل یہی حال ہمارا تھا جو احوال ہے آج
آدمیت کی یہی طور ہین کس سے پوچھین
ہم وہی ہین کہ کوئی اور ہین کس سے پوچھین

۳
کیا ہوئے اپنی وہ خوش خلقی و خوش اسلوبی
اب وہ سج دہج نہ رہی اپنی نہ وہ محبوبی
لیگیا کون بد اطوار ہمارے خوبی
ہم کہان گم ہوئے کس چاہ مین غیرت ڈوبی
انقلاب ایسا زمانی مین بہت کم دیکھا
دیکھتے دیکھتے کچھ اور ہے عالم دیکھا

صورت

بحر

صورت نخل خزان دیدہ ہین بے برگ و ثمر
ہیزم سوختنی چوب سزاوار تبر
ٹھوکرونکے لیے گلیون مین ہین کنکر پتھر
خس و خاشاک ہوئے سب سے کنارہ بہتر
کس و ناکس کے ملاقات کے قابل نرہے
کس کے مونہ جا کے کہین بات کی قابل نرہے

دلکو بہلائین کہان دل ہی نہین ہم رکھتے
اپنا دم رکھتے ہین کوئی نہین ہمدم رکھتے
بہید سے اپنی کسیکو نہین محرم رکھتے
درد کی چھیڑ سے آنکھین تو ہین پرنم رکھتے
آفتون کے لیے دنیا مین ہوئے ہم پیدا
زخم وہ کہای کہ جس کا نہین مرہم پیدا

نالہ و آہ کی خوگر ہین اثر ہو کہ نہ ہو
خاک پر لوٹتے ہین درد جگر ہو کہ نہ ہو
اپنی تقدیر سے لڑتے ہین ظفر ہو کہ نہو
کچہ خبر اپنے نہین تمکو خبر ہو کہ نہ ہو
جب گئی آنکھ کے ادہر اور ادہر رو آئے
چین کو ڈہونڈہتے پہرتے ہین کدہر کھو آئی

برہمی کاتب قدرت نے لکھی روز نخست
کیا ہو جمعیت دل کیا ہو مزاج اپنا درست
گو طبیعت ہی بہت سست مگر دل نہین سست
نالے کرنے مین قوی خاک اڑانی مین چست
خار غیرت کی نہین دل مین کھٹکنے پاتی
ننگ و ناموس نہین پاس پھٹکنے پاتی

دل کی وحشت نے کیا ہے یہ طبیعت مین بگاڑ
سنگ در دیکھہ کی یاد آتی ہین جنگل کی پہاڑ
دل بہلتا نہین بستی نظر آتی ہے اوجاڑ
گہر سے جب بن کو چلے کہل گئی چہاتی کی کواڑ
کبہی صحرا کی طرف خاک اوڑاتے نکلے
کبہی دریا کی طرف اشک بہاتے نکلے

شکوہ کرتے ہین یہ آنکھین ہین گریبان کب تک
ہوش کی ہے یہ شکایت کہ پریشان کب تک
جان کا ہی یہ گلہ فرقت جانان کب تک
درد کہتا ہے کہ بے دارو و درمان کب تک

کہتی ہی شرم و حیا تن پہ کوئی تار نہین
پہرتی ہونگی کہلی ننگ نہین عار نہین

آجکل اپنی ملازم ہین غم و حسرت و یاس
اب سمجھتی نہین کچھ مال جو تھی رتبہ شناس
ہر طرف ہین جو مصاحب تھی بڑی ہوش و حواس
خاک سرکار مین اوڑتی ہی کوئی آس نہ پاس
جسم کی تاب و توان بی ادبی کرتے تھی
جان ناشاد بھی رخصت طلبی کرتے تھے

دین و دنیا کی بکھیڑیسی اب آزاد ہوئی
ایسے اندوہ او تنہائی کہ بہت شاد ہوئی
ہین آباد وہ جنکے لیے برباد ہوئے
دل کے ٹکڑی ہوئے ٹکڑی لب فریاد ہوئے
ایسے پچھیون مین نیند کہان آتی ہے
سانس لیتے ہین تو آواز فغان آتی ہے

کوئی کہتا ہی کہ جیسا کیا پایا تو نے
کوئی کہتا ہے یہ کیا حال بنایا تو نے
بد چلن داغ شرافت کو لکایا تو نے
ہے غضب زندہ رہا زہر نکھایا تو نے
راہ چلتونکے یہ گفتار رہا کرتے تھے
طعن و تشنیع کی بوچھار رہا کرتے ہے

غم کی گھیرو مین ہین گلیو مین ہی اب گھر اپنا
آہ جسدن سے دل آیا ہی کسی پر اپنا
صف ماتم ہی اب اپنی لیے بستر اپنا
مشغلہ نالہ و فریاد ہی دن بھر اپنا
جان گھبراتی ہے کیا کیا سبب تنہائے
دیو بن بن کے ڈراتی ہے شب تنہائی

کبھی آتی نہین ہمدردونکی آنی والے
ہمکو ہنستی ہین جو تھے ہمکو ہنسانی والے
گھر مین سب بیٹھ رہی ناز اوٹھانی والے
کچھ وفادار نہین انکی زمانے والے
انکی خلقت مین برائی ہے کوئی بھید نہین
فاتحہ بھی یہ پڑہین قبر پر امید نہین

۱۵
لوگ اب میری ملاقات سے کنیاتی ہین
یار اگلی سی نوازش نہین فرماتی ہین
دیکھتے ہین جو مجھے آنکھہ چرا جاتے ہین
کون وہ دوست ہین جو دوست کے کام آتے ہین
وای افسوس کسیکا نہین دل ملتا ہے
جو گزرتا ہے ادہر پھیر کے منہ چلتا ہے

۱۶
لکھہ گیا آہ خدایا تو نہین نام اپنا
دین باقی نرہا اور نہ اسلام اپنا
طشت از بام زمانے مین ہوا جام اپنا
کیا بگاڑا ہے مقدر نے بنا کام اپنا
پوچھنے والے بشر جان حزین کی نرہے
کھو دیا عشق نے افسوس کہین کے نرہے

۱۷
اللہ اللہ ری اے عشق تری شان و شکوہ
آفتین تیری سواری مین ہین انبوہ انبوہ
میرا دل کیا تری ہیبت سے ہے شق سینۂ کوہ
طرۂ تو ابو تا چلتا ہے نقیب اندوہ
سر جھکا ہے ترے آگے فلک خود سر کا
ملک الموت ہراول ہے ترے لشکر کا

۱۸
تاجدارونپہ سبے طرہ ہے تری سرداری
قیس و فرہاد سے لاکھون ہین تری سرکاری
شہر در شہر ہے تیرا گزو سکہ جاری
تیرے جھنڈے کے تلے خلق خدا ہے ساری
صف عشاق تہ دار کھڑے رہتے ہے
ترے سودے سر بازار کھڑی رہتی ہے

۱۹
کوئی صیاد نہین تیری طرح خوش اقبال
جا لین دانہ ہے رخسارۂ گلفام کا خال
بال مجنو کی زلفون کی ہین تیرے لیے جال
خال بندوق کی گولی سے زیادہ قتال
تیرے ہاتھون سے گرفتار بلا ہر کوئی
ہمنے دیکھا نہ ترے جال سے باہر کوئی

۲۰
مژۂ و ابروی جانان ہین ترے تیر و کمان
آنکھین پتلی ہین لہو جان ہے سینے مین جان
ترے ناوک کے نشانہ ہین دل مشتاقان
کشتہ ہم تری بانکی کی ہین ائے آفت جان

نگہ چشم بتان تیغ ستم ہے تیری
قتل عشاق کو تلوار علم ہے تیری

۲۱
تو نے نور نظر دیدۂ یعقوب کیا
پھر بلقیس سلیمان کو بیتاب کیا
داغ یوسف کا زلیخا کے کلیجی کو دیا
کسنے خون جگر اپنا تری ہاتھون پیا

زلف پرپیچ مین ایوب کو او بھار رکھا
خاص بندہ و نکوشہے پابند بلا کا رکھا

۲۲
تو خرابات مین پیر مغان ہی العشق
تیری بوتل کا خریدار جہان ہے العشق
تیرے ساغر مین بھرا شیرۂ جان ہا العشق
ابر رحمت تری بھٹے کا دھوان ہے العشق

شیشہ سے نغمۂ منصور یہان سنتے ہین
کہین سیخ سینہ پہ کباب جگری بھنتے ہین

۲۳
نئے انداز کی دیکھے تری کرتا کرسے
کہین انصاف و کرم اور کہین بے مہری
کسے موقع پہ حیا اور کہین بے شرمی
کہین سختی و درشتی کہین لطف و نرمی

کہین رحمت ہی کہین قہر ہے اللہ اللہ
کہین شکر ہے کہین زہر ہے اللہ اللہ

۲۴
دلربائی کہین تیری ہی کہین خون ٹپکے
ہے کہین قہقہہ بازی تو کہین نعرہ زنی
کہین مصری کی ڈلی ہی کہین مرچ کی کنی
کہین خوش پیرہنی ہی کہین عریان بدنی

تیری جلسے مین کہین عیش کہین غم دیکھا
ساری عالم سے نرالا ترا عالم دیکھا

۲۵
لوگ پہچان سکے شعبدہ بازی تیری
پانی کرتے ہے کلیجے کو گدازی تیری
جان ہار و بنے تو پوچھے کوئی یاری تیری
جان بچ جای تو ہے بندہ نوازی تیری

تیری کرتوت سے آگاہ ہین کرتب والے
کلمہ گو ہین تمہاری ہر ملت و مذہب والے

ہمکو اس جرم مین پایا جو گنہگاری ہمنے
مہربان کھولدیے کان تمہارے ہمنے
گوش زد کردیے گن عشق کے ساری ہمنے
دین ایمان اسی کھیل مین ہارے ہمنے
یہ کہانی جو سنائے تمھین ہشیار کیا
پہر نکمنا ہمین تونے نہ خبردار کیا

۲۷
جسنے یہ کام بد انجام کیا پچھتایا
پاؤن توڑی بہت اس راہ مین کیا ہاتھ آیا
منہ چھپا بیٹھا کفن سی جو بہت شرمایا
نخلبندان محبت نی کبھے پھل پایا
نونہالونکی کبھے عمر نہ بڑہتے دیکھے
کبھے یہ بیل منڈہے ہمنے نہ چڑہتے دیکھی

۲۸
خوبرو جتنے ہین آفت کے ہین سب پرکالے
بڑی بیدید ہین یہ سب بڑی آنکھون والے
انمین اچھی ہین نہ گوری نہ بہولے ہین کالے
ہمسے پوچھے کوئے انکو یہ ہین برچھی بھالے
جنس بازار کی قیمت تو کھلی رہتی ہے
خانگے سے ہے رقم آنکھون مین تلی رہتی ہے

۲۹
انکا قد چشمۂ شمشیر کا فوارہ ہے
خال کہتے ہین جسے عقرب جرارہ ہی
آتش شیشہ ہے جو چاند سا رخسارہ ہے
جو سیہ زلف ہے وہ تشنہ جگر خوارہ ہے
تیغ ابرو کی اوڑاتے ہے بشر کے ٹکڑے
ہونٹھ قینچے سے کترتے ہین جگر کے ٹکڑے

۳۰
کوئے بد وضع اگر عشق سے فقری چہانٹے
نہین بٹتا یہ غم و درد کسیکے بانٹے
صاحب وضع کو لازم ہے کہ اسکو ڈانٹے
اپنے حق مین کوئی کسواسطے بوئی کانٹے
نہ سنے تذکرہ ایسا نہ حکایات ایسے
اونگلیان کانونمین رکھ لے جو سنے بات ایسے

۳۱
جسنے یہ بات سنے آئی بس اوسکی خاری
آہ پر سوز کی ہونے لگے آتشباری
ڈال دی تودۂ بارود مین اک چنگاری
دل پہ داغون کی نظر آنی لگی پہلواری

رفتہ رفتہ یہ ہوا حال یہ بیداد ہوئے
مر گئے خاک ہوئے خاک سے برباد ہوئی

۳۲
مین سنے کی سمع خراشے نہ برا مانیگا
کون کہوٹا ہے کہرا کون ہے پہچانیگا
سمجھیگا تو برا دوست مجھے جانیگا
دلدہے خوب نہین دین ہے ٹہانیگا
تم سے جو پردہ ہے ای بحر اوٹھا دیتا ہون
اپنے غارتگر ہستی کو دکھا دیتا ہون

۳۳
دیکھ لو سامنے بیٹھا ہے جو وہ دشمن دین
کسقدر حسن پہ مغرور ہی یہ لعبت چین
سبکے آنکھونکی ضیا حلقۂ محفل کا نگین
حسن یوسف کا سنے ذکر تو ہو چین بجبین
کوئے مقبول طبیعت نہین اسکے آگے
چاند سورج کے حقیقت نہین اسکے آگے

۳۴
دیدۂ حور کے تعریف سی ہوتا ہے ملال
دولت حسن کسیکے یہ سمجھتا نہین مال
شیر بنجاتے ہین بیساختہ آنکھونکی غزال
تیغ ابرو سے کرے ذبح جو لو نام ہلال
بیچ ہے وہ کسیکے بھلا حسنونکو سمجھے
اپنے سائے سے جو بہتر نہ پریکو سمجھے

۳۵
اور تو اور مروت سے ہے آگاہ نہین
گاہ انداز کرم ساختہ ہے گاہ نہین
آدمیت سے ذرا رسم نہین راہ نہین
بیوفا اسکے برابر کوئے واللہ نہین
جو مبصر ہین حسینونکی وہ پہچانتے ہین
کوئے کیا جانے اسے خوب ہمین جانتے ہین

۳۶
اپنے تقصیر پہ مطلق نہین شرماتا ہے
ظلم کے بات تو اسطرح سے دوہراتا ہے
شکوہ منہ پر جو کوئے لائے تو ٹکراتا ہے
کاٹ کر مار سیہ جیسے پلٹ جاتا ہے
لاکھ اندوہ ہین ہمکو اسے غم کوئے نہین
ایسا بیگانہ ہوا ہے کہ ہم کوئے نہین

وہ بھی دن یاد ہین گھر مین مری رہ جاتے تھے ‏ کبھی اکدن نہ ملاقات کو ترساتی تھے
ٹھٹکے لیتا تھا کبھی مین تو جھنجھلاتی تھی ‏ سسکے بھر کر مرا منہ تکیے رہجاتی تھے
مین کرے بات جو کہتا تھا یہ سہ لیتے تھے
یہ ہے چل دور مجھے پیار سے کہہ لیتی تھے

مین سے گستاخ بہت یہ سے تھی میاں کرکا ‏ منہ سے ہے ڈال دے پیک اپنے پھینکا جو اوگال
نہ کبھی مجکو تکدر نہ کبھی انکو ملال ‏ اب ہے چھری آج سے کیے ڈالتے ہین مجکو حلال
ور غلانے ہوئے غیر ونکے ہین کیا ہے توبہ
آج غصہ ہے یہ مجھ پر کہ الٰہی توبہ

بیٹھتے تھے مرے زانو سے بھڑا کر زانو ‏ خالے اٹھنے سے کبھی رہتا تھا نہ میرا پہلو
کھل کھلا لیے نہ ترش رو تھے نہ ایسے بدخو ‏ آج وہ دن ہے کہ ہر بات مین ہین تو تو
پان سے ہونٹھ ہے خونریز کیے بیٹھے ہین
آج تو مجھ پہ چھرے تیز کیے بیٹھے ہین

چھیڑتا تھا مین کسیدن جو میان محفل ‏ یہ گلوری سے کیے دوگی ہوی کس پہ مائل
مجھسے فرماتے تھے باتین نکرو لاطائل ‏ میرے دشمن مرین تیرے یہ تمہارا ہی ہے دل
کھل گیا حال مجھے آپکے گویائے سے
سابقہ آج پڑا ہے کسے ہرجائی سے

روز من ٹھن کی سنگار اپنا دکھاتی تھی مجھے ‏ پان ہر بار بنا کر یہ کھلاتے تھے مجھے
بھیان لی بیلے کی سوتی نے جتاتی تھی مجھے ‏ کسی جلسے مین نہ اسطرح جلاتی تھی مجھے
آج دکھلاتے وہ ہین تو ہرے بیٹھے ہین
کان غیرون نے بھرے ہین جو بھرے بیٹھے ہین

فتنہ سازون نے سکھائی ہین یہ سارے انداز ‏ آ گئے دم مین نہ سمجھے کہ یہ سب ہین دمباز
خوبیارون نے ملا عطر کی جا روغن قاز ‏ آج ہم غیر ہوئے غیر ہوئے محرم راز

قول و اقرار فراموش سراسر کیا خوب
طاق پر رکھہ دیا قرآن اوٹھا کر کیا خوب

بال بنوانے لگی پینچ مین لانا سیکھے
پان کہا کہا کے بہت ہونٹھ چبانا سیکھے
سرمہ بہے دینی سے لگے آنکھہ لڑانا سیکھے
اوڑ چلے ایسے کہ بے پر کے اوڑانا سیکھے

دہیان اسکا نہ رہا قول و قسم بہی کچھ ہین
نا سمجھ ہین جو یہ سمجھے ہین کہ ہم بہی کچھ ہین

ہم سکھے رکھتے ہین انکی جو یہ ہین لچھن
تھوکنے کو بہی نہ آئیگا کوئی عاشق تن
سب کے بہکانے سے اوڑ جائیگا منہ کا روغن
کسکے پاپوش کو بہائیگا یہ شیوہ یہ چلن

اپنے غزہ مین ہوئی غول کیصورت گمراہ
خیر لا حول و لا قوة الا باللہ

اپنا دل وہ ہے اگر جذب محبت دکہلائے
اپنے ادہری ہوسے جو بن پہ نگوڑی اترائے
حور جنت سے پری قاف سے دم مین کہنچ آئے
کیا عجب غیرت حورا کوئی ہمکو لبہائے

پہر نہ صاحب کو ملے پایہ ہمارے آگے
ناک رگڑتین جو یہ سو بار ہمارے آگے

چپکے چپکے اسے کرتا تہا یہ میری غیبت
آینہ لیکے ذرا دیکہین تو اپنی صورت
پیار کرتے ہین ہمین یہ سنے خدا کی قدرت
نوج ایسون سے کرون رابطہ نفرت نفرت

کیا مزا ہو جو ابہے گالیون پہ ہم چہوٹین
ہمکو جو گہورے اسے آکے کری دیدی پہوٹین

مجکو اس شخص نی بدنام کیا شہر بشہر
خوف ہے مجکو خدا کا نہین دنیا مین ابہی کا
کیون گوارا کرون لینے لیے رسوائی ہر
مجکو کہتا ہے ستمگار پڑہی اسپر قہر

بیٹہنے پائی نہ یہ آکے نہ جاوی کوئے
خوش ہو نہین اسکو جو محفل سے اوٹہاوے کوئے

جگہ

۴۸
کوئی اس سے کہے یہ بات کہ ای ذات شریف
دیکھہ دیکھہ آپکو سب ہنستے ہین محفل مین ظریف
خوش لباسون مین نہ مل بیٹھے باحال کثیف
اوٹھ کر ہی ہو جی لیجایئے گھر مین تشریف
آبرو اپنے ہتھیلے پہ لیے بیٹھے ہو
تمکو کچھ خبر ہے کیا لنشلے پہ بیٹھے ہو

۴۹
مجھہ دل آپکا آیا تو بلا سے میرے
لہو آنکھون نے بہایا تو بلا سے میرے
جیکو یہ روگ لگایا تو بلا سے میری
حال اپنا یہ بنایا تو بلا سے میرے
روبین بیٹھین رہین ناشاد کہا تہا مین نے
میرے الفت مین ہون برباد کہا تہا مین نے

۵۰
قصد لین اپنے ذرا ہوشمین آ مین معقول
اپنے درگہ مین دعا ہی نہین الیونکی قبول
ذی ہنر آپکو سمجھے ہین بس خاک نہ ہو ملول
ہم تو کہہ دیتے ہین منہ پر کوئی خوش ہو کہ ملول
کون محفل مین جگہہ دیتا ہے دیوانے کو
دیکھہ لو شمع جلا دیتی ہے پروانے کو

۵۱
مجکو دل دیکے پشیمان بہت ہین ایسے
میری صحبت کے پر ارمان بہت ہین ایسے
میری زلفو نکے پریشان بہت ہین ایسے
ایک یہ چاک گریبان بہت ہین ایسے
سیکڑون مر گئے دم توڑ رہے ہین کتنے
میرے دروازے پہ سر پھوڑ رہے ہین کتنے

۵۲
سن چکی مشفق من یار کی اقوال فضول
مین جواب اسکا ابھی دون نہین معقول
کتنے خوش وضع ہین باتین ہین کتنی معقول
حسن پہ ناز ہے جو کچھ وہ کہین ہے قبول
پر ہے الطاف یہ کچھ کو نہین پروا میرے
کیون ہوا رانده درگاه خطا کیا میرے

۵۳
کیا غضب ہے کوئی انصاف نہین کرتا صاف
کلف آجایگا چہرہ رہیگا شفاف
کوئی اتنا کہے بہتر نہین یہ لاف و گزاف
آئینہ ہم نہین دکھلائینگے تقصیر معاف

اکدن نشا چڑھانے کا اوتر جائے گا
بات رہجائی گی یہ وقت گذر جائے گا

کہنے سے کسی کے نہ بہت غیظ مین آو
سر اوٹھاؤ نہ بہت پاؤن نہ اتنے پھیلاو
اسقدر تابع فرمان یہ نہ غصہ فرماؤ
یہ خلش خوب نہین ہجر سی اوٹھکر ملجاؤ

دوست کو ڈھونڈھتے ہین لوگ نہین ملتی ہین
چاہنے والے زمانی مین کہین ملتے ہین

تمام ہوا

واسوخت دیگر بحر

۱
یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو
دم نکلجائے بلا سے پہ یہ آزار نہو
شعلۂ حسن کبھی گرمی بازار نہو
کہوٹے داموں، کوئی یوسف کا خریدار نہو
زہے حسن پرستی کا مزا آنکھوں مین
ماہرو داغ نظر آئین سدا آنکھوں مین

۲
عشق دیکھین جو دو دام تو ہو جائین ہلاک
دامن دشت جو اس خار سے الجھی تو ہو چاک
یہ ہوا جسکو لگجاے تو گل ہون خاشاک
پڑی دریا مین یہ قطرہ تو لگاوے آب مین خاک
پہٹ پڑی سر پہ فلک عشق جو برپا ہو جائی
یہ بلا طور پہ نازل ہو تو سرمہ ہو جائے

۳
یہ کباب نمک آلود ہے صد شور انگیز
یہ مٹھائی ہے جو الونی سے لیے زہر آمیز
یہ بلا خرمن جان پر ہے مدام آتش ریز
تیکھے اس آگ سی سیماب کی مانند گریز
زندہ ہوتا نہیں جلنے سے یہ مارا اسکا
آگ پانی مین لگاتا ہے شرارا اسکا

عشق

قتل کرنیکے لیے خنجر براں ہے عشق
رخنہ ریز ہے نیش رگ شریان ہی عشق
کشتی دل کے ڈبو دینے کو طوفان ہی عشق
نہ چھٹے جس سے موی بر بھی وہ زندان ہی عشق

شعر
حق تعالی نہ اس آفت مین کسیکو ڈالے
نام اسکا جو کوئی لے تو زبان دہو ڈالے

عشق کا نام لے انسان عیاذاً باللہ
عیش فرہاد ہوی ٹھوکرین کہا کہا کی تباہ
اوڑکے سے کوہ کی منزل کو پہونچی یکاہ
قافلے لٹ گئے لاکھون ہوئے گھر خاک سیاہ

شعر
دل جلا کر یہ اوڑاتا ہے دہوین دنیا مین
یہ فرشتونکو جہنکاتا ہے کنوین دنیا مین

عشق وہ ابر ہے جس دل پہ امنڈ آتا ہے
صاعقہ آہ شرربار کا جہکاتا ہے
اشک خون دیدۂ مشتاق سے برساتا ہے
ننگ و ناموس حمیت کو ڈبو جاتا ہے

شعر
اسکے بارش ہو جہان سبزہ وہان خاک نہو
گل و سنبل کے چمن مین خس و خاشاک نہو

عشق وہ فصل بہاری ہے جو رنگ اپنا دکہائے
نونہالونکا بدن پہول سا کانٹا بنجای
لاکہہ داغون سے تن زار کو گلزار بنائے
تیغ جلاد کا پہل شاخ گلو سے ہاتہہ آئے

شعر
پیچ در پیچ طبیعت رہے سنبل کی طرح
مرغ دل نالہ و شیون کرے بلبل کی طرح

عشق وہ ساز ہے جس سے ہو طبیعت ناساز
اسکا نغمہ جگر سنگ کو کرتا ہے گداز
ہوش پریونکی اوڑا دیتی ہے اسکی آواز
اسکے مارے ہوی ہین اہل عراق اہل حجاز

شعر
دل عشاق کو آگ اسکا جلا دیتا ہے
یہ ہے دیپک کیطرح آگ لگا دیتا ہے

ڈہب کر اسمین کسیکو نہ ادہر چلتے دیکہا
مثل پروانہ دل اس آگ مین جلتے دیکہا
در جان کو صدف تن سے نکلتے دیکہا
جسم کو شمع کے مانند پگہلتے دیکہا

گرد آلود بہت جامۂ تن دیکھے ہین
کپڑے پارہ ہون سے جو بدلے تو کفن دیکھے ہین

داغ وہ دل جو کرے سیل کے گلزار
وہ زبان لال جسے ورد ہو نام دلبر
کور وہ چشم جسے دید ہو منظور نظر
کر ہون وہ کان جو سنتے رہین جانا کی خبر

قطع وہ ہاتھ جو پھیلین کسے دامانکے طرف
ٹوٹین وہ پاؤن جو دوڑین در جانا کی طرف

کسیکے چال پہ بہولے نکوئی اپنی چال
جان کا مال کا دشمن ہی جمیلونکا جمال
دیکھکر بکھری ہوے بال نہ لی سر پہ بال
چاہیے خواب مین بہی آے کسیکا نہ خیال

جامہ زیبونکا کبہی طالب دیدار نہو
بانکے وضعونسے تنفر ہو سروکار نہو

آئی آفت جو کسے سے یہ طبیعت آئی
آبرو کہوئی کسے جا کہین ذلت پائی
ہفت اقلیم مین مشہور ہوی سودائی
پیار کرنا ہے زمانی مین ہے کیا رسوائی

تا بمقدور محبت نکرے بہتر ہے
زہر کہا جاے کہین ڈوب مرے بہتر ہے

جاہ کیسے کہے محبوب کی پروا نکری
اپنے ہاتہون کوئی شخص آپکو رسوا نکرے
حور بہی آے ارم سے تو نظارا نکری
غازۂ حسن جو قبلہ ہو تو سجدہ نکرے

ضد ہو سننے ہی خفا باطن و ظاہر ہو نہین
بخدا یہ جو مسلمان ہون تو کافر ہو نہین

نور سمجھے نکوئی حسن صنم کو ہے نار
قد دلدار کو شمشاد نجانو وہ ہے دار
ماہ نو ابروے پر خم نہین وہ ہے تلوار
گل نہین گال کسیکے وہ حقیقت مین ہین خار

مردم دیدۂ مشکون نہین قاتل ہین وہ
لب نہین قند مکرر کہ ہلاہل ہین وہ

بجـ

میری گہی تقریر یہ بجا نہین ای جان جہان
سمجھا پہر کالہ آتش جو ہوا دشمن جان
دیکھیہ سے حال مرا لو کہ عیان تجہ پہ ہان
آگ تلوون سے لگے اوٹھنے لگا بہہ ہوان

نہین سمجھتے یہ سے کہ خلق خدا روتی ہے
پہنک رہا ہے مرا تن جان سے ہوتی ہے
قله

زندگی موت ہے اراحت جان تیرے بغیر
جان بیتاب کو بہلاؤن کہان تیری بغیر
قید خانہ نظر آتا ہے مکان تیرے بغیر
ساری دنیا ہے ہے دکو خفقان تیری بغیر

اب خوش آتی نہین یاروں کی بہی صحبت مجہکو
کچہ عجب طرح سے ازورزون ہے وحشت مجہکو
عله

کیا کہون مین ترمی و بیہوشی مین کیا کیا دیکھا
داغ پر داغ سے صدمہ یہ صدمہ دیکھا
دیکھیے وہ بیخ کہ سو ٹکڑے کلیجا دیکھا
دل لگانے کا مرے جان تماشا دیکھا

رہنہ بہتی ہے سوا اشک فشانے دیکھے
گنگا جمنا کے ان آنکہون سے روانے دیکھے
حله

میلے کپڑے کبہی تن پر ہین کبہی جامہ گرد
تپ کی شدت سے ہے کبہی اور کبہی سینی پر درد
ہمدم آنسو کبہی جاری ہین کبہی چہرہ زرد
دیکھکر حال مرا کہتے ہین اکثر زن و مرد

کس کے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیرے
رونا آتا ہے ہمین دیکھکے صورت تیرے
عله

کوئی کہتا ہے کہ کس سے لگنے کیا تیرا رنگ
کوئی کہتا ہے کہ تا چند یہ رسوائی کی ٹہنگ
کوئی کہتا ہے کہ شمع کے الفت مین نباہ تو پتنگ
ایسے جینے سی تو مرنا ہی بہلا ہی ننگ

کوئی کہتا ہے عجب حال پریشان ہے ترا
کیون تو مغموم ہے کیون چاک گریبان ہے ترا
ثله

ای گل گلشن جان بوی وفا تجہین نہین
ای مسیح کرم مہر ذرا تجہین نہین
ای دوائی دل بیمار شفا تجہین نہین
بیجا وقت ہے ترے جاہ مزا تجہین نہین

نتو

تو وہ بھی غم مین کیسے نہ کبھے آہ کرے
ایڑیان سبہے جو مین رگڑون تو کہڑا واہ کرے

حق تعالی نی عجب دی ہے طبیعت مجکو   کہ اثر کرتے نہین کوئی نصیحت تجکو
اپنے عاشق سے ہے کس مرتبہ نفرت تجکو   نہ محبت نہ مروت نہ حمیت تجکو

منصفے شرط ہے کب تک ترا غم کہائی کوئی
مار ڈالیا تو نکر ظلم کہ مرجائے کوئے

چین دم بہر نہین ہر دم ہی مرا دل بیتاب   نظر آتی نہین آنکہونکو کبھے صورت خواب
کم غذا ہوگئے طاقت نے دیا تن کو جواب   زندگی اتبو مری جان کو ہی سخت عذاب

خاک پر لیٹ کے ہر شام سحر کی تو کیا
مردی کی شکل اگر زیست بسر کی تو کیا

دمبدم یار تجہے یاد کیا کرتا ہون   ٹہنڈی سانسین دل سوزانسے بہرا کرتا ہون
دیکہو روتے ہوئے لوگونسے حیا کرتا ہون   شب کو اوٹہ اوٹہ کے مین فریاد وبکا کرتا ہون

گہر مین آنکہونکے تلے پہرتی ہی صورت تیری
در و دیوار سے کرتا ہون شکایت تیری

سیر بہاتی ہے نہ مطلق نہ تماشا مجکو   نہ خوش آتا ہے کوئی سوانگ نہ میلا مجکو
دشت کا شوق نہ دریا کی تمنا مجکو   بخدا تیرے سوا کچہ نہین بہاتا مجکو

ہے حسرت کہ خدا دن وہ دکہائے مجکو
جسطرف دیکہون تو ہے تو نظر آئی مجکو

خلل دقات مین ہے بند ہین سب کاروبار   نہ ملاقات کسی سے نہ کسیکا دربار
بہت بپڑا ہے مری سر پہ فلک ناہنجار   گردش بخت نے دکہلائی عجب لیل و نہار

حال یہی کہ جو رات آئی تو آفت آئے
دنکو دیکھا تو یہ جانا کہ قیامت آئے

۲۶
نرگسی چشم نے تیرے مجھے بیمار کیا
گل رخسارۂ رنگین نے دل افگار کیا
سنبل زلف نے آفت مین گرفتار کیا
سرو قامت نی مجھے بید صفت زار کیا
تخم الفت سنے شگوفہ یہ دکھایا مجھکو
دشت پرخار کے کانٹون پہ لٹایا مجھکو

۲۷
حیف ہی غم مری جسکو ہی تجھی عشرت ہے
مجھکو تنہائی ہے غیرون سی تجھے صحبت ہے
میری ایذا مین گزرتی ہی تجھے راحت ہے
میری یہ شکل بنی ہی تری وہ صورت ہے
اپنے ہمراہ لیے پہرتے ہین سب غیر تجھے
ہیلے ٹھیلے کے مبارک رہے اب سیر تجھے

۲۸
چاہنے والی پر اپنے یہ ستم اور یہ جور
بیوفا میری سلوکو نہ سمجھے کچھ بھی ہی غور
یہ فضیحت کی چلن ہین یہ ملامت کے ہین طور
اور کچھ تہاری صحبت مین ہوا تو کچھ اور
جانکی طرح سے بچھڑا ہے مری ساتھ سے تو
اوڑ گیا بنکے پریزاد مرے ہاتہ سے تو

۲۹
بے من سوچ ہون کسکے سبب تو ممتاز
شوخیان کرنے یہ سکھلائین تجھے دلنواز
پہر دیے کسنے تری کیسہ تمکین در ناز
کل تلک بیٹھنے اوٹھنے کا نہ یہ تہا انداز
ہاتہ ٹھوڑی سے تلے رہتا تہا ترا کس دن
تین بل کہاکے تو اوٹھتا تہا بہلا کس دن

۳۰
چین ماتہے پہ ہر دم نہ پڑی رہتے تے
آئینے سے نہ کبہی آنکہ لڑے رہتے تے
کب تری ہاتہ مین پہولونکے چھڑے رہتے تے
نہ یہ کاجل نہ یہ مسی کے دھڑے رہتے تے
سحر کب آنکہ مین تہا نہ فسون باتون مین
دل نہ لیتا تہا کبہے مہندی لگی ہاتہون مین

۳۱
بیٹھے بیٹھے یہ جھجکنے کے نہ عادت تہی کبہے
دمبدم زانو بدلنے کے یہ ترکیب نہ تہی
پہول سے جوڑے پہ کس روز بہری تہی جہلکی
کب اس انداز سے چڑہتے تہے بہون پر تیوری

شعلۂ حسن مین ایسی نہ بھڑک تھے آگے
رانون کے مچھلیون مین کب یہ پھڑک تھے آگے ۴۲

دو دو جوڑی تو نہ اک دن مین بدلتا تھا کبھی
پانچے تھام کے جھٹکے مین نہ چلتا تھا کبھی
آگے اسطرح نہ بن ٹھن کے نکلتا تھا کبھی
کوئی یون چھکنے چلن پہ نہ پھسلتا تھا کبھی

ایک رہگیر نہ دیدار طلب ہوتا تھا
بند رستا ترے رفتار پہ کب ہوتا تھا ۴۳

گرد رہتا تھا نہ اک چاہنے والا اسطرح
دوش پہ سر پہ نہ رہتا تھا دوشالا اسطرح
سجتے حدو پہ کمان خلق سے تھے بالا اسطرح
بند او کھلا کے تنا آتا تھا نہ بالا اسطرح

یون کسی سے تو نہ ملتا تھا لگاوٹ سی کبھی
یون نہ باتون مین لگاتا تھا بناوٹ سی کبھی ۴۴

یہ نزاکت سے نہ جھکین سینہ جو بن تجھپر
اب جو کچھ اور ہے سچ وجہ کیا ہے عالم دلبر
نہ تو گردن تھا دڑانہ لچکتے تھے کمر
کبھی سینے پہ نظر ہے کبھی شانے پہ نظر

کبھی رخسار دوپٹے سے چھپا لیتا ہے
بازوونکی سے کبھی تعویذ دکھا دیتا ہے ۴۵

آج دیکھے ترا جوبن تو ہو لیلے مجنون
کہے شیرین کہ تری سامنے مین پھیکی ہون
ہیر سر پٹکے کھا کے کرے اپنا خون
لاکھ دل سے تری عارض پہ ہو عذرا مفتون

کشور حسن مین شہرہ ہے یہ جانے تیرا
نام مشہور ہوا یوسف ثانے تیرا ۴۶

بسکے خورشید زمانے مین ہوا تو مشہور
خبر مجکو ہے ملاقات نہین اب منظور
سلے اور شے چرخ چہارم پہ تجھے باد غرور
دلکو پھیرونگا تری سمت سے حتے المقدور

میرا خالق تری اب یہ شکل نہ دکھلای مجھے
خواب سی چونک اٹھون تو جو نظر آئی مجھے

مجھسے بیزار ہے تو مین سبے ہون تجھسی بیزار
پر نہ یہ جاننا مجھسا نہ ملے گا دلدار
مجھسے نفرت ہی تجھے مجھکو بھی تجھسے انکار
تجھسے دنیا کے مرقع مین بہت نقش و نگار
گل جو لالی سے تو خوشبو سے سمن بہتر ہے
ایک سی ایک یہان رنگ چمن بہتر ہے ۳۸

فخر کرتے ہین مری جاہ کا دنیا مین حسین
عشقبازون مین وہ تابش ہے او ماہ جبین
انکو تو قدر ہے گو تجھکو مری قدر نہین
آنکھ ڈالون جو خذف پر تو بنی در ثمین
سنگ ہی آئینے کے جلوہ گرے پیدا ہو
اپنے سائے کو جو دیکھون تو پرے پیدا ہو ۳۹

خامۂ عشق مین اللہ نے دی ہے تاثیر
رنگ تبدیل ہو نقشہ ترا ہو جای تغیر
چاہون تو کھینچ کی کہلاؤن تجھے وہ تصویر
شکل تصویر لگے ہے نہ تو تیری توقیر
ورق خاک پہ صورت وہ دکھادون تجھکو
نقش باطل کے طرح آج مٹادون تجھکو ۴۰

گل مہتاب جو ماتھا ہو تو بال ابر بہار
آنکھ داروی مرض ناک عصای بیمار
بیت ابرو کی ہو طغرای در عز و وقار
قمقمے نور کی معلوم ہون گوری رخسار
موتیا دانت ہون لب برگ گل خوب ہے ہون
کان دو نون صدف گوہر مجہولی ہون ۴۱

سنہ مین پانی بھرے دیکھے جو کوئی چاہ ذقن
شمع پر نور جہا مین ہون تو کافور بدن
جام ہو طوق گلو اور صراحی گردن
ید بیضا کے طرح پنجۂ رنگین روشن
سینہ او بھرا ہوا سمور لوٹا ہووے
ناف گرداب شکم نور کا دریا ہووے ۴۲

لال نیفے پہ جو جھلکے وہ کمر نیچے سے
دو سپر جی ہون سرین خیمین کی حسن بھرے
لال نادل مین نظر آئی جھلکتی بجلی
دم ہی شک جای اگر ران کی دیکھی مچھلی

کول سا قیتین ہون رنگت مین بھبھوکا ہووین
ناخن الماس ہون آئینہ کف پا ہووین

۴۳
میری نزدیک یہ آسمان ہی کچھ دور نہین
پر جو ہین اہل وفا اونکا نہین یہ آئین
چاہون تو ڈھونڈھ کی ایسا ہے نکالو مین حسین
اپنے تقدیر کا لکھا ہے تری ہی چین جبین

صبح اوٹھکر کی ہوس ہے ترا چہرا دیکھون
دیکھکر پاؤن ترا منہ نہ کسیکا دیکھون

۴۴
جو وفادار ہین وہ جسکی ہوئی وسکی ہوے
بات پر اپنے اوٹھاتی ہین ہزارون صدمے
اپنا دل دیکی کسیکو وہ نہین پھر لیتے
پر لب خشک کو تر کرتے نہین شکوی سی

مین سبب ہون کہ اہ براونگی جو تو رہزن ہی تو ہو
مین تو ہون دوست ترا تو مرا دشمن ہے تو ہو

۴۵
پر صد افسوس کہ اوجڑی مرا بستر اے دوست
ایسے جینے سے تو پھر موت ہی بہتر اے دوست
زانو غیر پہ دیکھون نہین ترا سر اے دوست
پھیر دی آکے چھری میرے گلے پہ اے دوست

چار کے کاندہے جنازہ تو اوٹھادے میرا
آگ دی گھر کو اور اسباب لٹادی میرا

۴۶
قصہ کوتاہ بس اب تا بکجا طول کلام
بحر یہ لوگ خداوند ہین ہملوگ غلام
پھوڑی دلکی تو پھپھولی کرو واسوخت تمام
سر کٹے انکا چلن عجبہ ہمارا ہے کام

انکے بر رو نہ یہ تقریر نہ یہ بات رہے
چاہتے ہو اگر ایسو نسے ملاقات رہے

تمام ہوا

جرأت

تخلص ہی یحیی مان عرف میان قلندر بخش
مرحوم کا خلف ارشید تہے حافظ مان
صاحب کے باشندہ دہلی مقیم لکھنو تہے
صاحب دیوان تہے علم نجوم مین بہی طاق
شعر گوئی مین استاد عدیم المثال شہرہ آفاق
روشن دل بظاہر نابینا تہے شاگرد تہے
مرزا جعفر علی حسرت کے الحق طبیعت عاشقانہ
تہی کلام درد آمیز ہے

واسوخت جرأت

۱
یارب اب نہ وہ جدائی سے تو مرنا بہتر
بحر الفت مین قدم کا نہین دہرنا بہتر
گذری غم جی پہ تو بس جی سے گذرنا بہتر
بے کنارا ہی اب اس چال سے کرنا بہتر
رفتہ رفتہ وہ ہوا لجۂ آفت مین غریق
موج زن دل مین ہوا جسکی یہ دریا عمیق

۲
قیس و فرہاد سے اس بحر مین لاکھون تیراک
آشنا مثل صدف کوئی ہو اس سے کیا خاک
آہ کیا جانئے کدہر بہ گئے بشکل خاشاک
حاصل ربط یہی ہے کہ جگر ہووے چاک
اس سے جون موج رواں جسکو پڑا اوجہیڑا
نہ لگا پر نہ ملا اوسکا کہین تہل بیڑا

۳
دلکو ہر چند مین سمجہایا کہ اے خانہ خراب
جی لگا کر کسی عنبر جسم سے مت ہو بیتاب
جان اس ہستی موہوم کو تو نقش بر آب
اب جو دیکہو تو دم آنکہون مین ہے مانند حباب
کوئی دم کا جو یہ مہمان نظر آتا ہے
ایک دریا مری آنکھون سے بہا جاتا ہے

۴
جس ستمگر کی کبہی آہ یہ حال دل زار
یہ کہون صاف کہ تمکو سن تو اب ہی ظلم شعار
جیمین آتا ہے کہ رو کش ہو نہین وس سی یکبار
واقف اس بات کو ہین ایک سے لے تا بہزار
محو نظارہ ترا ایا کہ یہ دل تہا نہ مرا
نازکی پہ گل رخسار کب ایسا تہا ترا

آئینہ دیدۂ گریان نے دکہایا تجھکو
اپنی وحشت نے پریزاد بنایا تجھکو
جس سے آگاہ نہ تہا سو وہ جتایا تجھکو
دل کے بیتابی نے کیا کیا نہ سکہایا تجھکو
آنکھہ ورنہ تری ہر ایک سی شرماتی تہی
کل کی ہی بات تجھے بات نہ کر آتی تہی

تجھہ مین یہ خوبی کے گفتار کہان تہی توبہ
طبع عالم کے گرفتار کہان تہے توبہ
ایسی اٹہکہیلے کے رفتار کہان سے تہے توبہ
اسقدر گرمی بازار کہان سے تہے توبہ
اپنی ہی چاہنے سے تو یہ نمودار ہوا
کہ ترے حسن کا ہر ایک خریدار ہوا

آشنا آنکھہ نہ غمزے سے ذرا تہے واللہ
تہا نہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی نگاہ
دلبرے کے نہ کچہ انداز سے تو تہا آگاہ
مین تو حیران ہون تجہی دیکھکے سبحان اللہ
بیوفا ایسی بہی ہوتی ہیں جہان مین محبوب
اپنی خوبی پہ یہ مغرور ہوا تو کیا خوب

جامہ زیبی سے کہان پیش ان تہا یہ لباس
پاس ان سب کا ہوا بیٹھنے سی لپٹے باہر
آتی محفل سی بدنین سے تہے یہ کب گلگلی باس
گفتگو غیر محل تہی تری جیتون سے تہے اوداس
اب جو کچہ اور بنا تو یہین سمجہا غیر
گر یہی بات تری دلمین سمائی ہی تو خیر

مل نہ مل پاس مرے بیٹہ نہ بیٹہ آکہ نہ آ
مری ملنے سی او ٹہا نہ او نہین پاس بٹہا
تجکو بہکایا جنہون نے او نہین پاس اپنے بلا
پر یہ تو دیکھیو کیا اسکا مزا دیکھیے گا
ایسے محبوب سی دل اپنا لگاون مین نہے
کہ جو کچہ تو نے دکہایا ہی دکہاون مین نہے

چشم پوشی نے تری تجکو جتایا ہے یہی
چار سو دہوم ہو خوبان جہان مین جسکی
کہ لگاونگا کسی ایسی ہی محبوب سے جی
تا نہ بیجا سے جو آزردہ کرے دل نہ کبہی

قد قیامت ہو رخ آفت ہو بلا زلف سیاہ
چتونون مین یہ شرارت ہو کہ اللہ اللہ

۱۱ سر سے لے پاؤن تلک گو نہ لگی ایسی ہو جا
ہو وہ اک حسن کے تصویر کہیجے سرتاپا
حسن و خوبی کے مبصر نہ کہین جسکو برا
جای دل جسپہ کہ نقاش ازل کا ہے کہچا

جبکہ ہنس بول سکے وہ تجھسے مقابل ہوکر
دلمین کچھ سوچ سکے تو اسے کیجو دورے

۱۲ بال بکہری ہوی پردیکھیے جو مکہڑا اوسکا
اور نظر آتے جو اوس ماہ جبین کا ماتہا
جی بکہرنے لگے ہو حال پریشان ترا
عقل و دین کہو کے تو سر دی وہین سجدہ جہکا

تیغ ابرو کی جو دریافت کرے برائی
پڑی ایسا ہی تو مارا کہ نہ مانگے پانی

۱۳ چشم وہ جادو بہری ہو کہ جو ٹک آے نظر
کان وہ کان ملاحت ہون کہ دیکھے تو اگر
شکل نرگس نہ ہے آنکھو نہین کچھ نور بصر
صورت گل نہ سنتے کچھ نہ ہے اپنی خبر

ہو ہین بالی کی ایسے کہ اگر دیکھے تو
غم خدا جانے لگے کیا ترے بالو جی کو

۱۴ بینی ایسی ہی کہ دیکھے تو یہ عجب حال ترا
اسپہ نتہنونکی پہڑک سے ہو آفت برپا
لوگ کیا جانتے لالا کے سونگہائین کتنا
کہ بجز آتے پہ بہی جای نہ دل کا دہڑکا

اوسکی بو باس مین گو اور وہ بدن سونگہی ہرا
تجکو دکہلاؤن مین اور ناک مین دم لاؤن ترا

۱۵ رنگ رخ ہو یہ بہبوکا سا کہ تو دیکھے اگر
ہو وین رخسار بہرے ایسی کہ مانند قمر
جسکو منہ آتے ترا جون گل خوش مردہ نظر
جان دی دیکھ جنہین سانس تو ٹھنڈی بہر بہر

تیری اور اوسکے کوی سامنے گر آئینہ لاکے
ہو وے رہ بیہوش تو ایسا ہی کہ پہر نہ کہای

پارہ لعل ہوں لب سلک گہر ہوں دندان
تسپہ ہنستا ہوا اس انداز سے وہ آفت جان
مطلقاً جائے سخن ہو نہ بہ تنگی دہان
کہ چمک دانتوں کی تو دیکھے تو جوں برق طپان
غرق بیتابی ہو اوقات ہمیشہ کاٹے
یاد جب آئین وہ لب ہونٹھ ہی اپنی چاٹے ۱۷ہ

ہووی وہ چاہ زنخدان کہ نظر تجکو جو آئے
گردن ایسی ہو کہ خوبی کوی کیا اوسکی بتائے
غوطے تو بحر تفکر مین پڑی لاکھوں کھائے
دیکھکر جسکی صفا صبح کی چھاتی پھٹ جائے
حق تو یہ ہے وہ گلا تجکو دکھا وہ دیوے
خون ناحق کوی گردن پہ جو اپنے لیوے ۱۸ہ

بازو و ساعد نازک بھی ہوں ایسی تا دست
ہووی انگشت نگارین کا یہ عالم یکدست
شاخ گل جھومی سدا جنکی ہوا مین جوں مست
خوبی پنجہ مرجان ہو جنہیں دیکھہ کی پست
سیر تب ہو کہ جو گلشن مین وہ دست گلرو
ہاتہ مین اپنے ہو اور ہاتہ سے ملے بیٹھا تو ۱۹ہ

سخت اور اوبھری ہوئین ایسی ان کافر پستان
ہو ترنج چمن حسن یہ بھی اون پہ حیران
نکلیں جس شکل بہم ہوں دو انار صفہان
دیکھکر دست بدل ہوں جنہیں خوبان جہان
پھر کے ہاتہ مزے اونکے جو بندہ لوٹے
یاد کچھ کر کے تو بیٹھا ہوا چھاتی کوٹے ۲۰ہ

شکم ایک سید کی لوٹی سا ہو ایسا شفاف
غور کر دیکھے گر اوسکو تو بچشم انصاف
لوح سیمین کوئی ہے جیسے کہ بنا لاوے صاف
صورت چشم بنی دیکھنے کو اوسکی ناف
گورا گورا وہ شکم دیکھے جو مہتاب سا تو
پیٹ پکڑی ہوی دوڑا پھری بیتاب سا تو ۲۱ہ

وہ کمر جس سے کہ وابستہ رہے تار نفس
دیدۂ حسن کو بھی دید کے ہو جسکے ہوس
ہوں سرین گول بھرے ایسے ہی کہ بس
ساق پا ہو یہ بلورین کہ جلادے وسپہ بوس

بیٹہکر دست محبت سے دباؤن کیا کیا
تجکو جون شمع مین اس غمسے جلاؤن کیا کیا
۲۲

پاؤن پاؤن وہ دلدار کے جب انکو پاؤن
کبھی سہلاؤن کف پا کبھی چھاتی سے لگاؤن
اور جو پاتو نہین اوٹہالون تو عجب لطف اوٹہاؤن
پہر جو وہ لطف اوٹہانا تجہی سہلا کے دکہاؤن

حسرت وصل دکہادی تجہے دن ایسی گڑے
جنکے تہا نام سے ننگ اونکی توجا پاؤن پڑے
۲۳

گفتگو ایسی کہ ہر بات ہو اوسکی اعجاز
گرمی و عشوہ و انداز و ادا ہو اور ناز
گدگدی دیکہے سے ہو دل مین بدن ہو یہ گداز
ہوی تصویر طلسم ایسی ہی اک خوش آواز

گالی وہ مستی حسن جو بیہوش کرے
اپنے انداز کو تو صاف فراموش کرے
۲۴

اوس سے ہو گرم سخن تجکو جلاؤن ظالم
ظلم جو تونے دکہایا ہے دکہاؤن ظالم
اپنا دل شاد کرون تجکو کڑہاؤن ظالم
چاہیے اب تجہی ایسا ہی بہلاؤن ظالم

کہ مری یاد مین دن رات تو فریاد کرے
ایسی یاد اپنی لگاؤن کہ بہت یاد کرے
۲۵

ساری عالم سے ترے واسطے منہ موڑا ہے
رشتہ ربط ہر ایک شخص سے تہا توڑا ہے
جز ترے تہا نہ کسی اور سے گٹہ جوڑا ہے
تونے ناحق کا نکالا جو یہ نک توڑا ہے

کیا کہون دلنے مری کوفت اوٹہائی کیسی
ای تری تفرقہ پردازونکی ایسی تیسی
۲۶

جسمین تہا لون تو سوا تیرے کسی اور کا نام
تو نہ سمجہا کہ برا مجہسی اب اوس شخص کو کام
جملہ خوبان جہان جسکے ہین مشتاق کلام
بیوفائیکا اس آغاز کی بد ہے انجام

ظاہر اب دیکہیو یون صبر دل شیدا ہو
چاہیے چاہنے والا کوئی پیدا ہو

دل سے سب مجھ کئی تونی جو تھی قول قرار
بہولے اے عہد شکن تجھکو وہ سب ارو مدار
اب نہین تیری جو نظرون مین عز و وقار
تو غم درد جدائی سے ہون بیمار و نزار

نہ رکھون پیر نہ رکھون تجھسی محبت مینے
تو ہی مغرور تو ہون نام کو جرأت مینے

تمام ہوا

جوہر

تخلص ہے منشی جواہر سنگہ صاحب کا فرزند رشید ہین بختاور سنگہ راقم کے باشندۂ لکھنو صاحب دیوان اردو و فارسی و فارسی مین شاگرد ہین کل محمد خان ناطق مکرانی کے اور اردو مین شاگرد ہین خواجہ وزیر صاحب مرحوم وزیر تخلص کے شاعر یکتا صاحب طبع رسا ہین یہ واسوخت جو شامل اس مجموعہ کے ہوا ہے انھین کا نتیجہ فکر آسمان پیما ہے فقط

واسوخت جوہر

ہای کیون چرخ ستمگار ستایا مجکو
بہ پیچ مین گیسوِ پرپیچ کے لایا مجکو
لالہ سان داغ دیے خوب جلایا مجکو
صورتِ شانہ دل افگار بنایا مجکو
مہ و خورشید ترے داغ جگر ہوجائین
جلے ایسا کہ ستارے بہی شرر ہوجائین

تیرہ بختی مری ہی او چرخ تری ہی تقصیر
نوجوانی مین دیا داغ مجھے او بے پیر
تیری گردش سے وہ برگشتہ ہوا ماہ منیر
تو ہی اک سفلہ ہی اب تجھسے کرون کیا تقریر
اوس پری سے کہون تم ایسی بداطوار ہوئے
عار ہے جنسے زمانیکو وہ اب یار ہوئے

باتین وہ کرنے لگے کانو مین اب آکر
منہ تہا اونکا جو چہپتی تہی کبہی سپر کے منہ پر
لائقِ حلقہ بگوشی نہ تہے جو بدگوہر
صورتِ نقشِ قدم رہتی تہی پامال اکثر
سر چڑہاتے ہین وہ بلکر انہین گیسو کیطرح
مجہکو کہلاتی ہین تیغ دو دم ابرو کیطرح

چہیڑتی ہین جو ہین کیا چہیڑنی آتی ہین مجہے
آتش افروزیان کرتی ہین ستاتی ہین مجہے
ہنسی ظاہر مین مگر جی مین بناتی ہین مجہے
گرمیان کرکی شرارت سی جلاتی ہین مجہے
پاس میرا نہین کچہ پاس بٹہاتے ہو اونہین
یہ تو ہٹانی کہ مری آگے بلاتی اونہین

اونکی ہٹیلانی سے اوٹہے کا کسیدن فتنہ
دیکھنا بیٹھی نگاہو نگا دکھائے گا مزا
ہنستا ہی غنچہ دہن اونسی نہین ہے اچھا
دیکھہ لینا کہ کوئی تازہ شگوفہ پھولا
لگ گئی اور ہوا ایسے تم اب بھول گئے
مثل گل حسن دو روزہ پہ عبث پھول گئے

طہ

قلعی کھولون کرو نہین آئینہ سارے اوصاف
خود نمائی یہ مری روبرو اب کہدون صاف
رشک گلبرگ دوپٹے کی کہان تھی سنجاف
سبنلین نہ لفون مین کلیو تھا یہ کب تھا موباف
دہڑی مسی کی جمی تھی یہ کہان ہونٹون پر
سرخی پان تھی نہ یون آفت جان ہونٹون پر

یے

عشوے آتے تھے نہ رعنائی تہین آتی تھی
صاف باتو نسی طبیعت تو اوبجھہ جاتی تھی
زلف ناگن کیطرح رخ پہ نہ لہراتی تھے
یہ کمر بال سے اسطرح نہ بل کھاتی تھے
چال ڈہال آپکی سیدہی تھی یہ انداز نہ تھے
ترچھی کب تیغ نگہ رہتی تھی دم باز نہ تھے

شہ

رخ گلفام پہ غازہ نہ ملا جاتا تھا
گوری اندام پہ اوبٹنا نہ ملا جاتا تھا
عطر بوغاک مین ایسا نہ ملا جاتا تھا
مسی کیا دانتون مین کولا نہ ملا جاتا تھا
لطف دنیا سے خبر ہی نہ تھی کیا ہوتا ہے
کیا ملاقات مین آپس کے مزا ہوتا ہے

عہ

غیر در تک بہی پہنکنی نہین پاتے تھے کبہی
باتین عیاری کی تم یون نہ بناتی تھی کبہی
ڈہنگ محبوبی کی ایجان نہ آتی تھی کبہی
شرم سی سامنی آنکھین نہ اوٹھاتی تھی کبہی
اک فقط حسن خداداد تہا دلدار نہ تھے
سیدہی سادہی تھی انوکہی یہ طرحدار نہ تھے

ثلہ

زرق برق ایسی نہ تھے وضع یہ البیلی نہ تھی
سحر تقریر نہ یہ رفتار مین اٹھکیلی نہ تھے
طوق منت کا گلیمین تہا پڑی سیلی نہ تھی
زلف کو کہتی تھی زنجیر کہ ٹہی جبیلی نہ تھی

جھوٹ ناحق کے اولتی نہ کبھی آتی تھے
راست یہ ہے کہ ہر اک باتین چپ جاتی تھے

ناز و انداز کا انداز تہ پایا کس نے
دل ہو پامال سکہایا یہ چلن ایسا کس نے
یہ تو کہہ دو کہ کیا لب کو مسیحا کس نے
چشم جادو کو کیا دیکہو ستم زا کس نے

ترک و طرار بنائی ہوئی آپ اپنے ہین
سب طرحدار بنائی ہوئی آپ اپنے ہین

وضع پہلی کمو یون ہوش ربا کسکی تہی
تمہی چتون تہی کمان بانکی ادا کسکی تہی
تمہین منصف ہو یہ تقریر جفا کسکی تہی
قد قیامت تہا کمان زلف بلا کسکی تہی

مہندی کب ہاتہونمین چہتی تہی یہ سچ کسدن تہا
ایسی کس روز نکہرتی تہی یہ دہج کسدن تہی

یون گلوری کبہی کہا کر نہ ہنسا کرتی تہی
چشم اغیار سی تم پردہ کیا کرتی تہے
باتین شوخی سی چہپا کر نہ سدا کرتی تہی
مردم آسا مری آنکہونمین رہا کرتی تہے

خود بخود گل کی روش یون نہ کہلی جاتی تہے
مسکرا نیمین شرارت کی ڈہنگ آتی تہے

بہر گلگشت اگر باغمین تم جاتے تہے
سرو قد غنچہ دہن کا ہیکو کہلاتی تہے
آنکہہ نرگس سی ملاتی ہوئی شرماتی تہی
بلبل و فاختہ کی ذکر سی کہبراتے تہے

تہی ہمین عاشق شیدا نہ کوئی مفتون تہا
لیلی حسن کا کب غیر کوئی مجنون تہا

قتل عشاق نہ منظور ہوا کرتا تہا
دمبدم خون یہ خنجر نہ کیا کرتا تہا
ایسی کب سرمہ کا دنبالہ جفا کرتا تہا
گرد داماں حیا سرمہ سا کرتا تہا

چہو نہ سکتی تہی کبہی باد صبا دامن کو
یون اڑا کر تو نہ چلتی تہی ہوا دامن کو

۱۶

ذوق کب تھا یہ عام انکھوں کی نوشی کا
نام لیتے تھے بھلا کون ہم آغوشی کا
نشۂ حسن سے عالم نہ تھا بیہوشی کا
شے یہ کم گو کہ دہن سیم تھا خاموشی کا

چپ رہو چپ رہو فقرے نہ بتاؤ صاحب
بت بنی بیٹھی ہے باتین نہ بناؤ صاحب

۱۷

رخ و گیسو کا نہ حیران و پریشان تھا کوئی
نوحہ گر راتون کو کب بے سر و سامان تھا کوئی
صورت صبح نہ یون چاک گریبان تھا کوئی
ہنستی غیر و نسی نہ تھی آپ نہ گریان تھا کوئی

مشتری جمع نہ تھے گرم یہ بازار نہ تھا
ماہ مصر آپ سے تھے پر کوئی خریدار نہ تھا

۱۸

جالی کرتی کی ہوئی دام بلا اپنی سبب
بڑھ گئی حسن مصفا کی صفا اپنی سبب
آئینہ پیش نظر رہنے لگا اپنی سبب
ذوق آراستگی تمکو ہوا اپنی سبب

اپنی صحبت مین سلیقے مری جان سیکھے ہو
جھوٹ کہتا ہون تو سچ کہدو کہان سیکھے ہو

۱۹

چشم کو آپ کی آشوب نظر ہمنے کیا
پری ہوتا نہین انسان کوئی پر ہمنے کیا
شوخ دیدہ نہ تھے آپ اتنے نگر سے ہمنے کیا
اجی کرتا نہین جو کوئی بشر ہمنے کیا

اب تو یا تو ہمین اوڑانے لگے ہر آن ہمین
ای پری آگے سمجھتے تھے سلیمان ہمین

۲۰

مین وہ بلبل تھا کہ گل مجھپہ پیدا کہاتی تھے
ہم بغل مین جو نہوتا تھا تو گھبراتے تھے
جانکر فاختہ قد سرو سا دکہلاتی تھے
ایسی شیرین تھی کہ فرہاد نظر آتی تھے

کہتے تھے آپ ہین یوسف تو زلیخا ہین ہمون
گل اگر آپ ہین تو بلبل شیدا ہین ہمون

۲۱

اک گھڑی پاس نہ آتا تھا تو تم روتی تھے
جاگتی رہتے تھی شب بھر نہ کبھی سوتی تھے
آہین کر کر کی مری [illegible] جی کھوتی تھے
ہمی سے بیزار اجی میرے لیے ہوتے تھے

زہر و افیون بہی منگاتی تہی سدا کہانی کو
زندگی جانتی تہی یاد سے مرجانی کو ۲۲

گھر سے بلواتی تہی سو طرح بمنت مجکو
بوسی کس پیار سے کرتے تہے عنایت مجکو

دل لبہانی کو دکہاتی تہی محبت مجکو
رنج کی بدلے دیا کرتے تہے راحت مجکو

ایکدم مجہسے جدائی کے روادار نہ تہے
یار وہ تجہسے تہے مری جان دل آزار نہ تہے ۲۳

پاس الفت کا ہمین بہی بخدا تہا ایسا
جان و دل سے رہے ہر لحظہ تمہین شیدا

دور ہی دور پہرے منہ نہ کسیکا دیکہا
جانتا ہوگا اجی دل ہی جو کچہہ ہمنے کیا

اب جو یہ اور نیا ہینگے وہ دیکہینگے نہ ہم
اسطرح آپکو چاہین گے وہ دیکہینگے نہ ہم ۲۴

تہے ہمین عاشق صادق کہ پسے مثل حنا
خیر اب غیر سے سنیے دیکہوگے نہ تم ایسی وفا

ہوئی پامال مگر رنگ نے اپنا بدلا
بوالہوس سب یہ شیاطین ہین لاحول و لا

لوٹ کر حسن کی دولت کو جدا ہووینگے
کرکے برباد تمہین آپ ہوا ہووینگے ۲۵

خواب مین بہی نہ کبہی چوک گئے ہم بخدا
عین الفت سی تمہین آنکہہ کا سمجہے تارا

آنکہہ اوٹہا کر بہی نہ دیکہا کسی بت کا نقشا
تمکو آنکہونمین سدا پتلی کی صورت رکہا

ہمنی اسطرح سی چاہا کہ خدا جانتا ہے
عہد الفت یہ نبہا کہ خدا جانتا ہے ۲۶

ایسی الفت ہی کہ ہر روز ستم سہتے ہین
اشک خون آنکہونسی فرقت مین سدا بہتے ہین

پاس ہی آئی پہر بہی نہین رہتے ہین
ہوشمین آؤ نہ کہنا تہا سو اب کہتے ہین

اپنی بدمہری سی ای ماہ لقا روئے گا
دل اوٹہا لینگے جو ہم بیٹھے سدا روئے گا

۲۷

پہر اگر بیٹے گا مری روبرو ناک آپ آکر
تنتنیں کیجیے گا سیکڑوں قسمیں کہاکر
میں نمانوں گا تو پہر روئیے گا چلاکر
چکی پہر منہ پر وئیں باندہیے گا جاجاکر
پہر جو کچہ خوفِ خدا آئیگا تو بولینگے
دل میں رحم ایسا ہی آجائیگا تو بولینگے ۲۸

ای صنم توڑوں اگر عہد وفا میں واللہ
وہ اوڑاؤں مری حسرت سے گرد جسکی تم آہ
جھنڈ پریوں کے مری گرد رہیں شام و پگاہ
لطف یہ آئیں نظر جس سی ہے پردہ نور نگاہ
سر پہ ٹہلائیں بلاکر مجہے خوبانِ جہان
باندہ کر ہاتہ گریں قدموں پہ پریجانِ جہان ۲۹

خوبرو ایسی کہ تم چاند ہو وہ ہیں خورشید
تم جو اک چھوٹی ستاری ہو تو وہ ہیں ناہید
لب جان بخش سی دیں مُردوں کو عمر جاوید
روبرو اونکے ہے ہر سرو چمن صورت بید
نور رخساروں کا اونکے جو عیاں ہو جاے
شعلۂ آتش نمرود دہواں ہو جاے ۳۰

دیکھی قد تو وہ ہے فتنۂ روز محشر
تیر آہ دل عشاق کری جس سے حذر
دیکھہ لے زلف کھلی اونکی کوئی شبکو اگر
تا ازل اک کالی بلا سے کو ہو وہی سر پہ
عکس انداز جو اوسکا کبھی اک مو ہو جای
چاک چاک آئینہ شانہ گیسو ہو جاے ۳۱

چین گیسو کو اگر چین کہوں تو ہے خطا
مشک سی دوں اوسکے تشبیہ تو ہے سودا
آتش رخ کے دہوئیں کا ہی گماں ہے بیجا
گر کہوں صرع پیچیدہ نہیں ہو سکتا
رخ گلرنگ پہ پرزاد ہے یہ سایا ہے
باغ پر ابر سیاہ آکے گہر چہایا ہے ۳۲

دیکھکر نور جبین داغ مہ تاباں ہے
چشم حیران سی ہی آئینہ سوا حیران ہے
دل عاشق کی طرح صد فلک قربان ہے
حسن کہتی ہیں جسے جسم ہی وہ یہ جان ہے

سرنوشت دل غمدیدہ ہی اسپر تحریر
جو کہ پیش آئی ہے اسیری سراسر تحریر ۳۳

چین ہو چہ جبین پر نہین ای گل رخسار
اس سی شرمندہ ہین امواج نسیم گلزار
چہرۂ گل ہی تو رنگ گل ہی یہ ای رشک بہار
ہی رگ گل پہ یہ تا نگہہ بلبل زار

چین پیشانی پہ کیا لطف دکھاتی ہی کہ واہ
جوہر اس آئینے مین وہ ہی کہ سبحان اللہ ۳۴

وہ بھوین بند ہو جنسی دم شمشیر دو دم
کھائی جلاد فلک اونکی دم قہر قسم
اک اشارے مین کرین قتل یہ دونون عالم
انکی ہی قبضۂ قدرت مین اجل ای ہمدم

جنبش انکی ہے غضب قہر اشارا انکا
ہلکے پانی ہی نہین مانگتا مارا انکا ۳۵

پردۂ دیدۂ بادام ہین پلکین اونکی
دل پھنسی دیکھکے کیا دام ہین پلکین اونکی
برگ بادام ہین یا دام ہین پلکین اونکی
جی نہ چھوٹے وہ بلا دام ہین پلکین اونکی

دل تڑپتا ہوا جی ہر بن مژگان کی تلے
روز گردن ہے یہان خنجر بُران کی تلے ۳۶

انکھین وہ ساغری ہین کہ جوان انکھ چار
ایسا مدہوش ہو راحت رہی دلمین نہ قرار
صورت مردم دیدہ ہو کبھی مست اکبار
نشۂ بیخبری آسکے کری ہوش فرار

سحر ہی قہر ہے آفت ہے نظارہ اونکا
غضب آشوب قیامت ہے نظارہ اونکا ۳۷

پیاری پیاری وہ پری چاند سے رخساری
شاخ ہی گردن نازک پہ یہ دو پھول کھلے
حور جنت کی بھی ہو دیکھکی نہ عارض ایسی
طاق ابرو مین ہین یا آئینے گلدستی کے

بمق عکس رخ انکا جو لب آب گرے
موج کی طرح سے بجلی وہین بیتاب گرے

۵۳۸
بینی دیکھی تو اگر اونکی تو حیران ہو جای
ناک مین آئی دم اسدرجہ پریشان ہو جاے
ہو یہ دم بند کہ سکتا تجھے ایجان ہو جای
اپنی خود بینیون سے دل مین پشیمان ہو جاے
آفتاب رخ روشن کا الف ہے بینی
چشمۂ مہر کا پل یا ہے بطِ می سے بینی

۵۳۹
دہن تنگ ہی اونکا کہ کوئی غنچہ ہے
تنگ شکر ہے کوئی قند کا یا کوزا ہے
صدف گوہر اسرار خفی ہے کیا ہے
رخ ہی آئینہ دہن طوطی شکر خا ہے
بات اسدرجہ ہے شیرین کہ نبات ایسی نہین
سُنی شیرین سے بھی خسرو نے تو بات ایسی نہین

۵۴۰
لب جان بخش پہ ہو جائین مسیحا قربان
اونکی بوسی کا اگر دلمین ہو اپنے ارمان
چشمۂ خضر نے دیکھ کے چشم گریان
شیرۂ قند مکرر ہو وہین شیرۂ جان
کیا کہو نہین کہ شکر پاری ہین یا خرمی ہین
روبرو اونکی تو حنظل ہی سوا خرمی ہین

۵۴۱
ٹکری ہیری کی ہین کسطرح کہون گوہر ہین
ابر مین ہنسی کی چھٹکے ہوی یہ اختر ہین
در شہوار سی بھی بلکہ کہین بہتر ہین
صاف یا تیغ تبسم کی عیان جوہر ہین
دانت پیسین جو کبھی حورین وہ دندان کہین
ہیری کہالیوین اگر خواب مین پریان کہین

۵۴۲
سیب جنت سی کہین سیب ذقن بہتر ہے
رنگ سی انکے کہان رنگ سمن بہتر ہے
ثمر باغ سی ای رشک چمن بہتر ہے
ہر گل تر سے وہ ای غنچہ دہن بہتر ہے
گر لب چاہ ذقن اپنا دکھائین تمکو
چشمۂ مہر پہ عیسی نظر آئین تمکو

۵۴۳
شیشۂ می کہون گردن کو کہ شمع کافور
دستۂ آئینہ ہے یہ کہ صراحے بلور
کوئی روشن ہی کنول یا کوئی فوارۂ نور
ہاتھہ اگر اوسمین حمائل ہو تو ہو دل مسرور

صدفِ گوش کی ایجان تب وصاف کری
آب گوہر سے اگر دھو کی زبان صاف کری
٤٤٤

شانے ہین شان خدا نور کی سانچے مین ڈھلے
گوری گوری ہین وہ ایسی کہ قمر ہو صدقے
دل پھڑک جاے نظر آئین جو بازو اونکے
سینے مین ماہی بی آب کی صورت تڑپے

آستینون مین چمکتی وہ نہین ہین بانہین
شمعین کافور کی دو جلتی ہین فانوسون مین
٤٤٥

دیکھی جب اونکی کلائی نکل آئے واللہ
کبھی دیکھی نہین ایسی تو کلائی واللہ
آستین سی جو چمک کر نکل آئے واللہ
سر پہ اک برق بلا آج کل آئے واللہ

پہنچی کو پنجۂ خورشید درخشان کہیے
بی حنا سرخ یہ ہے پنجۂ مرجان کہیے
٤٤٦

چال وہ جس سے دلِ خلق کرینے آرام
اثر شوخی رفتار دکھاوین وہ تمام
رنگ لاہی ہو ہر اک نقش قدم وقت خرام
سحر کیا بلکہ کرامت ہے اسی چال کا نام

روشِ ناز سے بادِ سحری پیدا ہو
گھنگرو سے قہقہۂ کبک دری پیدا ہو
٤٤٧

الغرض تمنی جلایا تو جلاون مین بھی
منتو نسے جو بلاؤ تو نہ آؤن مین بھی
بی بلائی ہوئی گھر غیرونکی جاؤن مین بھی
جسقدر تمنی ستایا ہی ستاؤن مین بھی

خیر اب ایسی ہی مین بھی تمہین ایذا دونگا
دل جلانیکا مزا دیکھنا دکھلا دونگا
٤٤٨

تو بھی اورونکو مین پیار کرون تم دیکھو
چوموں مین گال تو تم غصے مین پیٹو منہ کو
ہاتھ مین ہاتھ مین لون تم کفِ افسوس ملو
یہ ہنسی دل لگی ہو دل مین کہو تم رو دو

جام ہو مے ہو صراحی ہو بت مہوش ہو
دیکھکر بزم طرب تم یہ جلو آتش ہو

جو ہم

۵۴۹
پُتری آنکھہ اور چشمک سی ستاؤن تمکو
دم اگر آنکھو نہین آئی نہ بلاؤن تمکو
مژہ سان آنکھون پہ بٹھلاؤن دکھاؤن تمکو
صورتِ اشک یہہ نظرونسی گراؤن تمکو
عار سب تمسے کرین جان سی تم عاری ہو
ہو سبک ایسے کہ جینا بہی تمہین بہاری ہو

۵۵۰
کیون نہ کہتی تہی کہ پہر روئیگا رونے لگے
ٹہنڈی سانسین لگی یون بہرنے یہ کیا رونے لگے
ہاتہہ سی تہما کلیجا نہ تہما رونے لگے
واہ دامن کی تلے مُنہ کو چہپا رونے لگے
صاحب اب فائدہ ان باتون پہ آجانی سے
یونہین پہر کیجیےگا غیرونکے بہڑکانی سے

۵۵۱
خیر ہی خیر ہی کچہہ ہو تمہین آؤ صاحب
ٹہنڈی سانسین بہرو بیٹھہ کی جاؤ صاحب
آگ اس بیلی لگاوٹ کو لگاؤ صاحب
دیکہی دلسوزی بس اب جی نہ جلاؤ صاحب
گر میان غیرونسے ہون میرا کلیجا سلگے
جب کہیو دلمین تمہارا بہی حال ایسا سلگے

۵۵۲
جائیی جائیی سب جہوٹی محبت دیکہی
چاہ کی باتین بہی ہوتی ہین چاہت دیکہی
بہی پابند ہماری تہی بس الفت دیکہی
خوب کی ہمسے وفا واہ مروت دیکہی
اوہ جی ایسی ہی دنیا مین اگر الفت ہے
گذری ہم ملنی سی اس ملنی پہ بہی لعنت ہے

۵۵۳
تمکو غیرونسے ملاقات مبارک ہووی
ہنسنا اور بولنا ہر بات مبارک ہووی
اُلفت اونسے تمہین دن رات مبارک ہووی
دمبدم لطف و عنایات مبارک ہووی
گر نہین تمکو غرض ہی تو ہمین کیا پروا
تم بُرا سمجہے ہمین بہی نہین اچہا پروا

۵۵۴
سُنکے یہ باتین میری اور بہی بیتاب ہوئی
رعد کیطرحسی کرنے لگے بیحد نالے
تڑپی بجلی کیطرح ابر کیصورت روئی
ہچکیان لینے لگی آہین لگے وہ بہرنے

پیٹ کر ران کو اک حشر بپا کرنے لگے
عذر یون کر کی تو فریاد و بکا کرنے لگے ۵۵

بات کی غیر سے کیون گونگی زبان ہو نہ گئی
آگئی کیون اس لب خاموش پہ کمبخت ہنسی
لگ گئی کیون نہ عوض ہمسخنی کے چپکے
گر پڑی موج تبسم سی نہ ہی ہا سے بجلے
جانب غیر جو دیکھا تو یہ آفت دیکھے
اک نظارے مین یہ فتنہ یہ قیامت دیکھے ۵۶

دل جلی ہین بہت اتنا نہ جلاؤ جوہر
بیٹھے بٹھلائے تو ناحق نہ رولاؤ جوہر
تمہین واللہ ہے بس اب نہ ستاؤ جوہر
ہاے اتنی تو رو کہانی نہ بتاؤ جوہر
قسمین دیتے ہین خدا کی لیے بولو ہمسے
منتین کرتے ہین اتنا نہ خفا ہو ہمسے ۵۷

غیر کے فقرے مین ہم آگئے تقصیر ہوئی
دن بڑی رنج یہ دکھلا گئے تقصیر ہوئی
اپنی شامت تھی کہ تحمل کہا سے گئے تقصیر ہوئی
ہای اس درجہ کو پہونچا گئے تقصیر ہوئی
اب کبھی ایسی ہو تقصیر تو جو چاہو کرو
نہ ملو پھر کبھی تعزیر دو جو چاہو کرو ۵۸

اب جو اقرار سے اپنی ہو کوئی بے اقرار
کربلا چلیے تو کہاؤن مین ابھی قسمین ہزار
اوس پہ ہو حضرت عباس علمدار کی مار
تو خدا کی لیے اسپر بھی ہی مجھسے انکار
موت آئی مری آسان یہ وقت ہو جای
کہین لگجاؤن ٹھکانے تو فراغت ہو جای ۵۹

کہین ور انکھہ لگی کاہیکو اب بولو گے
پھر گیا مجھسے دل اوکتا گئے اب چھوڑو گے
اب تو ہر بات پہ بگڑو گی خفا تم ہوگے
اور دلبر ہے کوئی دل تم اوسی اب دوگے
زہر دیدو مجھے گر ایسے ہی بیزار ہو تم
مار ڈالو جو یونہین قتل پہ طیار ہو تم

عذر کرتا ہی وہ دلبر جو اب اتنا ہمسے
کہ چلا صبر دل زار کنارا ہمسے
لاکھ چاہا مین نہین تھمتا ہی کلیجا تھمسے
اب تو واللہ نہ اوبھے گا یہ صدما ہمسے

ضبط کیونکر کرین آنسو کو نہین رکتا ہے
اشک امنڈا ہوا روکے سی نہین رکتا ہے
۶۱

لو ہم اب صاف ہین تمہی بخدا چپ بھی رہو
ہم بھی رو دینگی تو پہر فائدہ کیا چپ بھی رہو
اب نہین دلمین غبار اپنی ذرا چپ بھی رہو
عذر کرتی ہین بس اي ماہ لقا چپ بھی رہو

بدلے شکوے کے ہو اب تذکرۂ الفت دل
آؤ سینے سے لپٹ جاؤ مرے صورت دل
۶۲

ہووی بی کام زبان بولین اگر غیر دلشی
ہاتھ شل ہون کبھی گیسو جو چھوی اورونکی
آنکھین پہوٹین جو نگاہ اور کسی پر ڈالی
جي پہ بنجائے اگر اور کسیکو دل دي

جھوٹی باتین تہین یہ سب تمکو جلانی کے لیئے
چھیڑ کرتے تہے مري جان ستانیکے لیے
۶۳

اب اگر اشک بہاؤ تو مجھی کو پیٹو
منہ سے دامن جو ہٹاؤ تو مجھی کو پیٹو
لب پہ شکوی کبھی لاؤ تو مجھی کو پیٹو
گر نہ آغوش مین آؤ تو مجھی کو پیٹو

ہنسکے جو منہ نہ ہلا دے مرا مردہ دیکھے
گر کلیجے سے نہ لپٹے تو جنازا دیکھے
۶۴

لو چلو آؤ مسہری مین لپٹ کر سوئین
جاگ اوٹھین بخت رقیبونکی مقدر سوئین
بیجا بانہ شب وصل ہی دلبر سوئین
ایک کروٹ یہ تمنا ہے کہ شب بھر سوئین

رنجشین دور ہون بشاش ابہی دل ہو جائین
آرزوئین جو دلونکی ہین وہ حاصل ہو جائین
۶۵

وصل دلدار کی امید بر آئی صد شکر
ہوئی اوس آئنہ طلعت سی صفائی صد شکر
بات بگڑی ہوئی خالق نی بنائی صد شکر
پھر شب عیش مقدر نی دکھائی صد شکر

ہم بغل ہی وہ پری عیش مین جو ہر ہین ہم
عہد کی اپنی سلیمان ہین سکندر ہین ہم

جذب

تخلص ہے سید علی حسین صاحب کا شاعر اچھے ہین صاحب طبع رسا ہین ملازم اور شاگرد نواب مرزا محمد سعید علیخان بہادر متخلص بہ افسون کے ہین اور وہ شاگرد ہین جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص کے سوا اس واسوخت کے جو شامل اس مجموعہ کے کیا گیا ہے اور کچھ کلام ان کا نہین ہے تعجب نہین جو صاحب دیوان بھی ہون اس سے زیادہ حال انکا دریافت نہین ہوا باقی العلم عند اللہ فقط

واسوخت جذب

سنے سبب کیون تجھے ای دل خفقان ہتا ہی
یاد کسکی ہے ترا دھیان کہان ہتا ہی
دمبدم کیون طرف در نگران رہتا ہے
کسلیے رات کو سرگرم فغان ہتا ہی
کس پہ شیدا و پہ مرتا ہے جو دیوانہ ہے
کیون جلا کرتا ہے کس شمع کا پروانہ ہی

بیقرار کبھی ایسی نہ تھے تجھکو ای دل
یون تڑپتا ہی طپان رہتا ہے جیسی بسمل
رنج پہ رنج اوٹھاتا ہے بھلا کیا حاصل
تو تو نادان بنا جاتا ہے ہوکر عاقل
کونسی بات کا کس چیز کا خواہان ہی تو
ایسی باتونسی تو ثابت ہی کہ نادان ہی تو

گیسوون کا جو تصور ہے تو سودائی ہی
ایسی باتون مین بڑی ذلت و رسوائی ہے
تیری قسمت مین مگر بادیہ پیمائی لکھی ہے
اری نادان مگر تیری اجل آئی ہے
درد سر مول نہ لے دیکھہ یہ نادانی ہے
عشق مین کاکل پیچان کی پریشانی ہے

فرقت زلف دکھائیگی شب تار تجھے
عشق کاکل کبھی ہوگا نہ سزاوار تجھی
دیکھہ کر دیگا یہ سودا سر بازار تجھے
غل و زنجیر مین کر دیگا گرفتار تجھی
شب گیسو تری سر پہ بلا لاوینگے
ظلمت گور یقین ہے تجھے دکھلاینگی

یاد پیشانی جانان ہے تو حیرانی ہے
ایسی باتون کا تصور ہے تو نادانی ہے
ذلت اک روز ترے واسطے پیشانی ہے
اسمین آخر کو ہر یکجان پشیمانی ہے

زندگی کرتا ہی برباد جو نادان اسکے
باز رہ ایسے خیالو نسی نہ دی جان اسکے
شه

گوش محبوب سے لازم ہے تجہی لو نہ لگا
کچھ بجز ذلت و خواری کے نہ حاصل ہوگا
ہوگا مشہور فسانہ ترے رسوائی کا
یہ برا دن نہ کسیکو کبھی دکھلائے خدا

تجہکے ہر کوچہ و بازار کے پہنے ہونگے
طعنے غیرونکے تجھے کانسے سننے ہونگے
شه

یاد ابرو مین یقین ہے کہ چلین گے خنجر
غم و اندوہ مین گذری گی تجھے آٹھ پہر
نوک مژگان کی تصور مین چبھین گے نشتر
زندگی بہی تجھے ہو جائیگی ایدل دوبھر

فرقت چشم سیہ تجھسے جو ہو جائیگی
اجل آنکھین تجھے پہر دکھلائیگی
شه

چشم میگون کبھی تجھکو جو دہیان آئیگا
خواب مین بہی کبھی آرام نہ تو پائیگا
جام لبریز ترے عمر کا ہو جائیگا
آسمان حسرت دیدار مین ترسائیگا

آنکھین پہر جائینگی پیشتر دیکھنا بیخوابی سے
دم نکلجائیگا آخر ترا بیتابی سے
شه

بینی صاف کی یاد آئے تو حیران ہوگا
لب جان بخش جو یاد آئی تو بیجان ہوگا
وجہ حیرت کے یقین ہے رخ جانان ہوگا
دیکھ سمجھاتا ہون ناحق کو پشیمان ہوگا

تلخی مرگ کا ہو شوق تو یہ مزا آئیگا
دیکھ پچھتائیگا پچھتائیگا پچھتائیگا
شه

یاد ستھری دانتونکی صفائی تجھے یاد آئیگی
یاد مسی کے تجھے خاک یہ تڑپائی گی
خرمن صبر پہ اک برق چمک جائیگی
آبرو خاک مین ایدل ترے ملجائیگی

جذب

کبهی حیران کبهی انگشت بدندان هوگا
گاه گریان کبهی خندان کبهی نالان هوگا

بند ۱۱
لالی اوسکی لب رنگین کے جو یاد آئیگی
چاه اوس چاه زنخدان کی بلا لائیگی

خون دل آنکهونسی هردم تجهے رلوائیگی
غرق بحر غم و اندوه مین کرجائیگی

زهر کهلوائیگا وه سبزهٔ رخسار تجهے
کوئی مونس نظر آئیگا نه غمخوار تجهے

بند ۱۲
هوگا آسیب تری واسطے وه سیب ذقن
یاد آئیگا تجهے جب وه گلوے روشن

خار دیگا تجهے فرقت کا جو وه غنچه دهن
خود بخود کاٹکے مرجائیگا اپنے گردن

سینه اوبهرا هوا دلبر کا جو یاد آئیگا
کف افسوس یقین هے تجهے ملوائیگا

بند ۱۳
مچهلے بازو کی جو یاد آئیگی تجکو نادان
نکل آئینگے کلائی سے تجهے تیر بجان

ریگ ماهی کی طرح خاک په تو هوگا طپان
دست رنگین کی تصور مین بهلا چین کهان

مرض هجر سے دشوار سنبهلنا هوگا
کف افسوس یقین هے تجهے ملتا هوگا

بند ۱۴
شکم صاف کی تجکو جو محبت هوگی
دیکهه لینا تجهے هر ایک سی وحشت هوگی

هر گهڑی آئینه سان دیکهنا حیرت هوگی
مردنی چهره په چها جائیگی یه صورت هوگی

ناف حقمین ترے بنجائیگی بس ایک بهنور
راه معدوم دکهائیگی وه موهوم کمر

بند ۱۵
رانین آئینه دکهائینگے تجهے حیرت کا
پاس باقی نه رهیگا تجهے کچه عزت کا

هر گهڑی سامنا تجکو رهیگا آفت کا
کوچه گردی کی سوا دهیان کهان ذلت کا

نازکی چال کریگی کبهی مفتون تجکو
داد دکهلائیگا هردم قد موزون تجکو

دیکھ کہتا ہوں کچھ اسمین نہین حاصل ایدل
نہ دکھا پھر خدا کو حیۃ قاتل اے دل
ابرو ونسی ہوا وس شوخکی بسمل ایدل
دیکھہ کیا کرتا ہے کیا کرتلے ایدل ایدل

شعر
دام گیسو مین نہین جان سے آنا اچھا
جان آفت مین نہین مفت پھسانا اچھا

جو کہ سمجھانیکا حق تہا وہ تجھے سمجھایا
راستہ تجکو خرابے کا بہت بتلایا
آئینہ پند و نصیحت کا تجھے دکھلایا
پر وہ سمجھانا ترے ذہن مین تہا کب آیا

شعر
خنجر ناز کا بسمل ہے خدا خیر کرے
ایک بیدرد یہ قاتل ہی خدا خیر کرے

تپش غمسے ہر اک لحظہ پہکا کرتا ہے
دہیان مین چشم سیہ کے جو بکا کرتا ہے
نالہ و آہ یہ ہر وقت کیا کرتا ہے
دیکھہ اے دشمن جان دیکھہ یہ کیا کرتا ہے

شعر
دہیان اسکو نہین کچھ ذلت و رسوائی کا
حال مین کس سے کہون اس دل سودائی کا

سنئے آگے کبھی الفت سے مین آگاہ نہ تہا
راہ مین عشق کے اسطرح سے گمراہ نہ تہا
غم و اندوہ نہ تہا نالۂ جانکاہ نہ تہا
ایسی باتون سے مین واقف کبھی اے مہ تہا

شعر
شمع عارض کا کسیکے نہ مین پروانہ تہا
کبھی پریونکی محبت مین نہ دیوانہ تہا

زلف شبگون سے کسیکے نہ پریشانی تہی
غم و اندوہ کے دلمین نہین مہمانی تہی
آئینے سے نہ رخ صاف کی حیرانی تہی
کو بکو خاک نہین مین نے کبھی چھانی تہی

شعر
مائل کاکل پیچان یہ دل زار نہ تہا
اسکے سودے سے کبھی مجکو سروکار نہ تہا

نرگس چشم دل آزار سے بیمار نہ تہا
مائل ابرو خمدار دل زار نہ تہا
کسی گلرو کی محبت کا مجھے خار نہ تہا
وہی دن خوب تہی جب عشق کا آزار نہ تہا

یہ کلی کچھ بھی نہ تھی گل کی روش شاد تھا میں
سرو کی طرح سے اس باغمیں آزاد تھا میں

۲۲
دوستوں سے ہوئی القصہ یکایک صحبت
بڑھ گئی اونسے روابط ہوئی باہم الفت
میلے ٹھیلے میں بھی جانیکی ہوئی پھر عادت
ایسی ہی چالونمیں بس آ گئی مجھپر آفت

گردش بخت نے کیا کیا نہ ستایا مجکو
دربدر خاک بسر ہائے پھرایا مجکو

۲۳
میلا اٹھونکا جو آیا تو یہ بولے ہمدم
سیر کے واسطے اب چاہیے چلنا باہم
متفق ہو کے چلے سیر کو سب یار اسدم
آفت آنیکی ہی اب حال کو کرتا ہوں رقم

ہر طرف میلے میں برپا تھا حسینونکا ہجوم
خوشی اسطرح سے تھی جیسی کہ شادی میں دھوم

۲۴
غول کی غول حسینونکی نظر آتے تھے
خوب عشاق کو بسمل سا وہ تڑپاتے تھے
جوبن اپنے وہ پریزاد جو دکھلاتے تھے
دل ہر اک کا مہ پہ لوگوں کی لیے جاتے تھے

کوئی ملبوس زری پہنے ہوئے آتا تھا
سادی پوشاک ہی میں کوئی حسیں بھاتا تھا

۲۵
تھا فینس پہ کوئی گھوڑے کوئی بگھی پہ سوار
آمد فصل بہار کی ہو جسطرح بہار
کیا کہوں جیسی حسینونکی تھی میلے میں نکھار
ساقنیں کہتی تھیں اک ایک سے ہر لحظہ پکار

پیاری جانے ہو کہاں دل کی جلانی والے
آؤ اکدم تو لگا لو میاں جانے والے

۲۶
خوانچے والی کہیں پہ کہیں گانے والے
حقے والے کہیں پر دسکے جلانے والے
تھے بہشتی جو وہاں پانی پلانے والے
تھی مگر دل کے لگے کے وہ بجھانے والے

گلفروشونکی دکانوں پہ یہ تھی سے گلکے بہار
بلبل دل تھا ہر اک شخص کا اوسجا پہ نثار

۲۷
ماہرو کوئی تھی ساقن کوئی خورشید جمال
دیکھے ابرو جو کبھی اونکی تو شرمائی ہلال
دل کی لے لینے کا ہر دم میں وہ کرتی تھی سوال
چاند سی مکھڑے پہ غرہ تھا اونہیں اپنے کمال
برق رخساروں سے اونکی جو چمک جاتی تھی
آنکھ خورشید درخشاں کی جھپک جاتی تھی ۲۸

الغرض سب سے جب یاروں نے فرصت پائی
دوست سب بیٹھے مگر مجھپہ یہ آفت آئی
چاندنی زینوں پہ تالاب کے اک بھوائی
گردش بخت نے یہ راہ مجھے دکھلائی
چھپ کے سب یاروں سے اسجا کو وہ اوٹھ آیا
اک طرف میں نے بنا ایک تماشا دیکھا ۲۹

ہے ہجوم ایک جگہ لوگوں کی یہ کثرت ہے
دل میں اپنے یہ سمجھا کہ کوئی آفت ہے
پاؤں رکھنے کی بھی اوس جا پہ بہت قلت ہے
جمع اسواسطے اس ایک جگہ خلقت ہے
پھر کہا لوگوں نے یہ ایک حسین بیٹھا ہے
آکے اس غول میں وہ زہرہ جبیں بیٹھا ہے ۳۰

جا کے اوس غول میں میں نے یہ تماشا دیکھا
ہر طرف حسن خداداد کا جلوہ دیکھا
اک پریزاد کو اوس غول میں بیٹھا دیکھا
کیا کہوں دیدۂ مشتاق نے سے کیا دیکھا
سیکڑوں طالب دیدار تھے اوس یوسف کے
لاکھوں ہی دل سے خریدار تھے اوس یوسف کو ۳۱

سر سے پا تک تھا وہ مہ نور کے سانچے میں ڈھلا
دیکھکر زلف سیہ آئی مرے سر پہ بلا
پس گئے لاکھوں ہی دل ناز سے جسدم وہ چلا
چیخ کر میں نے پکارا کہ مرا دم نکلا
غش پہ غش آنے لگی جان سے بیزار ہوا
دل میں پیدا وہیں بس عشق کا آزار ہوا ۳۲

مانگ نکلی ہوئی اوسکے جو نظر آتی تھی
چمک افشاں کی اوسی اور بھی چمکاتی تھی
راہ سیدھی ہی شب تاریک میں دکھلاتی تھی
آنکھ دیکھے نظاروں کی جھپک جاتی تھی

زلف شبگونہ وہ افشان جو کبھی یاد آئے
تاری گنتے ہوئی وہ رات بسر ہو جائے

۳۲
دیکھکر زلف سیہ آنکھون مین اندہیر ہوا
کہتے تہے لوگ کہ آسیب کا کچھ پہیر ہوا

جوش سودا یہ ہوا جینی سی مین سیر ہوا
ایکدم مین دل مضطر زبر و زیر ہوا

زلف شبگونکا مین وس شوخکی دیوانہ بنا
دل صد چاک مرا گیسوونکا شانہ بنا

۳۳
بارہ کچھ ایسی خم ابرو خمدار مین تہی
خنجر تیز سے دہشت یہ تن زار مین تہی

برش ایسی نہ کسی ترک کی تلوار مین تہے
جان باقی نہین مجہ تازہ گرفتار مین تہے

تیغ بران پہ بس اوس کی کی مائل ہوکر
مثل بسمل مین تڑپنے لگا بسمل ہوکر

۳۵
نوک مژگانسی مری سینے مین اک خار ہوا
تیلیونکا جو مبہ سے مجہے دیدار ہوا

چشم بیمار سی بیمار دل زار ہوا
آنکہین تہر اگیئن جینا مجہے دشوار ہوا

کردیا دیدہ سے فراون آنکہونکی اندہا مجکو
رخ کی آئینے سے حسرت ہوئی پیدا مجکو

۳۶
روشنی ایسی تہی اوس مہر کی رخسار نہین
چمک اون دانتون کی جہوڑی نہ تہی کچھ تار نہین

لو ہو جسطرح دہکتی ہوئی انگار نہین
سبزہ رخ نے کہسیٹا مجہی بس خار نہین

رنگ چہر سے اوڑا صبر گیا سینے کا
لب شیرین ہی ہوا تلخ مزا جینے کا

جوہری کوئی جو اوسکے لب و دندان دیکھے
پہرسکے آئینہ رخ صاف کو حیران دیکھے

ہر یقین ہے نہ کبھی گوہر و مرجان دیکھے
ڈہونڈنے یوسف بہی جو وہ چاہ زنخدان دیکھے

کیونکہ اپنا گریبان جو وہ نکلے گہر سے
سیکڑون کاٹ گئے ہوجائین گلے خنجر سی

قدرت حق کے بنانے ہوۓ وہ شانے تہو
شمع بازو کے مگر سیکڑون پروانے تہو
گول شانے نہ تہے دونون کے پیمانے تہو
دم نظارہ پریزاد اونسے دیوانے تہو

۳۹
باقی تہی نور کی اوس گل نی کلائی ایسے
شمع نے بہی نہین دیکہی ہی صفائی ایسی

مہ تو دیکہے اگر صاف کلائی اوسکی
یاد آتی تہی ہتیلے جو حناتے اوسکے
عمر بہر بہولے نہ بہر دو سے صفائی اوسکی
ہاتہ ملواتے تہے عاشق کو جدائی اوسکی

۴۰
ہو مہندیکا وہ دکہلای اگر موسی کو
محو ایسے ہون کہ بہولین وہ ید بیضا کو

شکم صاف سی آئینے کو ایک حیرت تہے
نازکی مین کمر یار کے یہ نوبت تہے
سکتہ سا ہو گیا تہا اوسکو عجب صورت تہے
رگ گل اوس سی مقابل ہو یہ کیا طاقت تہے

۴۱
اوس گل حسن کی جو ناف نظر آتی تہی
دیکہکر بلبل گلزار بہڑک جاتی تہے

کالسہ زانو روشن جو دکہا دیتا تہا
شمع ساقین پہ پروانہ بنا دیتا تہا
کاسہ مہر کو سٹے مین ملا دیتا تہا
مثل نقش کف پا محبکو مٹا دیتا تہا

۴۲
ہر قدم ناز سے اک حشر مچاتے تہا وہ
کبک و طاؤس کو رفتار بہلاتے تہا وہ

تہی سراپا شجر حسن پہ اوس گلکی بہار
شوخ اس مرتبہ تصویر مین تہا وہ عیار
گل فدا تہے کبہی اوسپر کبہے بلبل تہی نثار
ایک کہتا تہا اگر کوئی وہ کہتا تہا ہزار

۴۳
دلکو زلفونکا کبہی شانہ بنا دیتا تہا
شمع رخ کا کبہے پروانہ بنا دیتا تہا

الغرض جانیکا اوس شوخ کا سامان ہوا
فرقت یار نے ایسا مجہے بیتاب کیا
جاتی ہی اوسکے ہوی مجہپہ قیامت برپا
ضبط ہرچند کیا مینے مگر ہو نہ سکا

ننگ و ناموس کا سب پاس فراموش ہوا
۴۴ نالے اسطرح کیے مین نے کہ بیہوش ہوا

ہوش کچھ سر کا نہ تھا مجکو نہ پاؤن کی خبر
گر پڑا خاک پہ بس تھام کے ہاتھوں سے جگر
ہو گیا جامے سے بیساختہ اپنے باہر
اتفاقاً ہوا اک دوست کا اوس جا پہ گذر

غیر حالت یہ مری جبکہ نظر کی اوسنے
۴۵ اور سب دوستوں سے جا کے خبر کی اوسنے

ہو کے بیتاب چلے آئے وہ سب یار آس
کوئی روتا تھا مری حال پہ کوئی تھا اوداس
مجھ مین دیکھا جو نہ اون یارون نے کچھ ہوش و حواس
دلمین کہنے لگے احباب وہ کیا کیا وسواس

عطر ہی کا وہین لا کے سنگھایا مجکو
۴۶ بستر خاک سے اون سب نے اوٹھایا مجکو

کوئی بہرتا تھا مری واسطے اوسدم دم سرد
دیکھکر کوئی یہ کہتا تھا مری رنگت زرد
پونچھتا تھا کوئی دامن سے مرے آکے گرد
اسکے سینے مین کسی وجہ سے اوٹھا ہے درد

کوئی کہتا تھا کہ اب اسپہ غش طاری ہے
۴۷ خوب ہم سمجھے اسی عشق کی بیماری ہے

الغرض مشورے آپس مین یہی ہونے لگے
کوئی تدبیر سواری کی مہیا کرکے
کہ بہر طور یہان سے انہین لیکے چلیے
ساتھ پہر میری سواری کے وہ احباب تہے

اک پینس پہ وہ اوٹھا کے مجھے لائے گہر مین
۴۸ ساتھ ہی ساتھ وہ سب دوست بھی آئے گہر مین

اقربا دیکھکے حالت مری سب روتے تہے
ہو کے بیتاب بہت اشکوں سے منہ دہوتے تہے
جان رو رو کے مری واسطے وہ کہوتے تہے
میری خاطر وہ شب و روز نہین سوتے تہے

نسخے لکھوا کے طبیبوں سے کوئی لاتا تھا
گنڈے تعویذ کوئی دوست لیے آتا تھا

دیر کے بعد غرض ہوش جو آیا مجھکو
یاد دلدار نے دیوانہ بنایا مجھکو
دل بیتاب نے بس اور ستایا مجھکو
ایسا بیتاب ہوں سب لوگون نے پایا مجھکو

مری تسکین کو سب مجھکو وہ سمجھانے لگے
آتش دلکو مری اور بھی بھڑکانے لگے ۵۰

مضطرب حد سے سوا اسکو جو پایا مین نے
اونکی تسکین کو کھانا تو منگایا مین نے
ضبط کرکے وہ غم و رنج بھلایا مین نے
پر بجز غم کے ذرا کچھ بھی نہ کھایا مین نے

ساتھ صحت کے میسر جو مری دید ہوئی
یہ خوشی اونکو ہوئی جیسی کہ اک عید ہوئی ۵۱

بولے احباب ذرا حال تو کہیے اپنا
کسقدر مائل ہوئے اور کسپہ تھے ہو شیدا
کسلیے آپنے اپنا یہ برا حال کیا
جلدی سے کہیے کہ نہین بیتاب ہے دل بہر خدا

حال دل اپنا غرض انکو سنایا مین نے
رو کے سب اوسکا پتا اونکو بتایا مین نے ۵۲

سنکے وہ بولے اسیواسطے بس مرتے تھے
بس اسیواسطے یہ سرد نفس بھرتے تھے
نالہ و آہ اسی واسطے تم کرتے تھے
موت سے بھی نہین تم اپنی ذرا ڈرتے تھے

جستجو مین بھی اوس شوخ کی ہم جاتے ہیں
ڈھونڈھ کر اوس ستم ایجاد کو ابھی دکھلاتے ہیں ۵۳

وہ گئے اوسطرف اور اسطرف اپنا تھا یہ حال
اک گھڑی ایسی گذرتی تھی کہ جیسے اک سال
غم و اندوہ سوا ہوتا تھا اور رنج و ملال
موت کا کرتا تھا خالق سے ہر اک لحظہ سوال

کیا خرابی سے مری عمر بسر ہوتی تھی
شب تڑپتے ہوئے فرقت مین سحر ہوتی تھی ۵۴

آتش ہجر سے ہر لحظہ جگر جلتا تھا
دل مجروح پہ اک خنجر غم چلتا تھا
ہر گھڑی کوئی کلیجے کو مرے ملتا تھا
فرقت یار کا صدمہ نہ مجھے کیا کھلتا تھا

؎
نزع کا حال تہا ہر وقت مرا فرقت مین
لشکر غم مین مین رہتا تہا گہرا فرقت مین

ہجر دلدار کا صدمہ مجہے تڑپاتا تہا
آپسے آپ مرا دل بہی بہر آتا تہا
تن بدن آتش فرقت سے پہکا جاتا تہا
منہ کو آتا تہا کلیجا جو مین گہبراتا تہا

؎
صدمۂ ہجر مجہے آٹہ پہر رہتا تہا
درد دل درد جگر درد کمر رہتا تہا

اتنے مین دوستون نے آکے اوٹہایا مجہکو
اوسی گہر کا جو پتا تہا وہ بتایا مجہکو
مژدۂ وصل صنم سب نے سنایا مجہکو
شادی وصل سے اوس گل کو ہنسایا مجہکو

؎
سب لگے کہنے کہ ہم نام انہین لائی ہین
تو مبارک ہو کہ ہم اونکو بہی لے آئی ہین

لاکے پہلو مین مرے اوسکو بٹہایا آخر
گل خندان نے مری دلکو ہنسایا آخر
مجہکو اوس عیسی دوران نے جلایا آخر
حال ہمنے دل مضطر کا سنایا آخر

؎
شکوی ایام جدائی کے بہم ہونے لگے
گلے مل ملکے بہت درد سے ہم رونے لگے

رونے دہونے سے غرض ہمنے جو فرصت پائی
پہر تو احباب نے میرے بہی فراغت پائی
دل مضطر نے مرے رنج سے راحت پائی
اپنے گہر جائینگی اون یارون نے مہلت پائی

؎
بہولے اسگلے وہ غم و رنج گیا دلکا ملال
ہنسی ٹہٹہی مین بسر ہوتی ہی ہین خیال دکہال

میری پہلو مین جو وہ رشک قمر رہتا ہے
درد پہلو سے کہین درد جگر رہتا ہے
شمع رخسار سے روشن مرا گہر رہتا ہی
سامنا عیش کا اب آٹہ پہر رہتا ہے

سبزۂ نو پہ کبہی و کبہی بوس و کنا
لوٹا کرتے ہین بخبر وصل کے ہم لیل و نہار

ق

اب دعا ہے یہی خالق سے مری شام و سحر
زندگی چین سے کی اک لطف سے ہو جائے بسر

میری مالک کی رہے مجھ پہ عنایت کی نظر
غم و اندوہ کی اصلا نہ ہو اب مجھ کو خبر

مثل بسمل دل مضطر نہ کبھی بسمل ہو
فرقت یار کا صدمہ نہ مجھے حاصل ہو

تمام ہوا

جوش

تخلص ہے نواب احمد حسن خان عرف اچھی صاحب کا خلف الرشید ہیں نواب محمد مقیم خان مرحوم کے ابن نواب محبت خان مغفور ابن نواب حافظ الملک رحمت خان بہادر مبرور والی ملک کٹھیر ساکن شہر لکھنؤ محلہ رستم نگر متصل درگاہ جناب حضرت عباس علیہ السلام اندرون کٹرہ نواب محبت خان مرحوم شاعر خوش فکر عمدہ کلام ہیں فقط

واسوخت جوش

۱ یاد ایام کہ کچہ غمسی سروکار نہ تھا
عشقکی نام سی دل اپنا خبردار نہ تھا
آنکہہ سی جوش روان آنسوونکا تار نہ تھا
کاہش ہجر سی کاہیدہ تن زار نہ تھا
کیا ہی عشرت مین شب و روز بسر ہوتی تھی
دین کا ہوش نہ دنیا کی خبر ہوتی تھی

۲ شمع رویون پہ دل زار کا آنا کیسا
جان کو صورت پروانہ جلانا کیسا
داغ پر داغ نیا روز یہہ کہانا کیسا
جی عبث آتش فرقت مین کہپانا کیسا
ایکدن عیش کا برسونکی مصیبت کسکی
سحرِ وصل کہان کی شب فرقت کسکی

۳ عشق ہی باعث اندوہ و غم و رسوائی
گرد اسکی جو پہرا اوسنی اذیت پائی
رابطہ گرچہ بڑہایا تو یہہ آفت آئی
کہ رہی دلپہ گہٹا رنج و الم کی چہائی
اسکی سودے مین اگر سود ہو سودا نکرے
اسطرف کعبہ ہوای قبلہ تو سجدا نکرے

۴ عشق دریا ہی وہ آفت کا عیاذاً باللہ
جسکی ڈوبی نہین اوچہلی کہین خالق ہی گواہ
صورت موج ہوئی سیکڑون تیراک تباہ
ہاتہہ آئی نہ کسی کو بہی کبہی اسکی تہاہ
حضرت خضر نی پایا نہ کنارا اسکا
دہار ہی خنجر جوش آب کی دہارا اسکا

یہ کہین صورت معشوق عیان ہوتا ہے
کہین عشاق کے سینے مین نہان ہوتا ہے
بنکر افسانہ کہین زیب بیان ہوتا ہے
کہین دلسوز کی آہونکا دہوان ہوتا ہے
اسکی سایہ سی اوڑی ہوش پریزادونکے
مطلب دل نہ برآئی کبھی ناشادونکے

گیسو و رخپہ کسیکے جو طبیعت آئے
سرپہ اک بیٹھے بٹھائے نئی آفت آئے
پہنس گیا جسمین سو طرحکے شامت آئے
صبح عشرت تو گئی شام مصیبت آئے
لا دوا ہی یہہ مرض اسکی دوا مشکل ہے
ملک الموت ہی آئے تو شفا مشکل ہے

دل کا آجانا حقیقت مین ہی اک قہر خدا
کچہہ بشر کو نہین آنکہونسے دکہائی دیتا
اوسکے نزدیک برابر ہی برا اور بہلا
سچ ہی یہہ بات بلاریب نہین جہوٹ ذرا
سنین احباب بدل کچہہ مین بیان کرتا ہون
ہین جو اسرار نہان انکو عیان کرتا ہون

تہی کبہی ایک پریزاد سی الفت مجکو
اپنی تاثیر دکہاتی تہی محبت مجکو
جانتا تہا بخدا رونق صحبت مجکو
ہان سلیمان زمان کہتی تہی خلقت مجکو
میری پہلو مین وہ گل صبح و مسا رہتا تہا
مین بہی بلبل کی روش اوسپہ فدا رہتا تہا

جام می بہر کے پلاتا تہا وہ مجکو ہربار
نشی کی دہن مین ہی کیفیت بوس و کنار
رنج کا نام نہ آتا تہا زبان پر زنہار
میری فرقت مین کسیوقت نہ تہا اوسکو قرار
لب سی لب سینی سی سینہ جو ملی رہتی تہی
دور محفلسی جدائی کی سے گلے رہتی تہے

پنجشنبہ کو جو درگاہ مین وہ آتا تہا
اپنی ہمراہ مجہی گرچہ نہین پاتا تہا
صدمہ ہای الم و رنج سی گہبراتا تہا
غصی ہوکی سی یہی بیساختہ فرماتا تہا

جوشش نی اب مجھی صورت بھی دکھانا چھوڑا
آج سی یعنی تو درگاہ کا آنا چھوڑا ✣ ✣

۱۱ درد ہوتا تھا اگر سر مین ہماری پیدا
دم بدم مصحف رخسار کی دیتا تھا ہوا
گھسکی صندل کو لگاتا تھا وہ ہر صبح و مسا
ہر گھڑی پھونکتا تھا پڑھ کی دعائین صدا
بار غم سی دل نازک کو قلق رہتا تھا ✣
رنگ رخسارہ گلرنگ کا فق رہتا تھا ✣

۱۲ بارہا پیار مین از راہ محبت یہہ کہا ✣
بلکہ ہر بار خدا سی بھی میری ہی دعا
زندگی تنگ کبھی دم بھر نہ ہو لگا مین جدا
تیری ہی سامنی ہو سوی عدم کوچ مرا
سوگ مین تیری نہ اللہ اٹھائی مجھکو
گور کی شکل ان آنکھون سے دکھائی مجھکو

۱۳ اوسکی باتین تھین محبت کی جو منظور نظر
نیر حسن چمکتا رہے ہر شام و سحر
جوشش الفت سی مین کہتا تھا کہ ای رشک قمر
مجھسی سو لاکھہ تصدق ہون ابھی قد مو پر
غیر کے سمت اگر دیکھون تو اندھا ہو جاؤن
بولون جو تیری سوا اور سی گونگا ہو جاؤن

۱۴ سینی پر داغ محبت کو عیان کرتا ہون
سر مین سودائی جنون خیز نہان کرتا ہون
تیری رہنی کی لیی دل سا مکان کرتا ہون
شعر یہہ آٹھہ پہر ورد زبان کرتا ہون
کوچۂ زلف مسلسل مین گرفتار رہون ✣
مردم چشم فسون ساز کا بیمار رہون ✣

۱۵ دلکو اب جوشش کی ہی وصف سراپا منظور
دیکھلی کوئی جو شغاف جبین پر نور
حسن مہ حسن کہ پہنچی نہ جیسی عارض حور
شام غربت بنظر آئی سحر جلوۂ طور
زلفین بکھری ہوئی عارض کی قریب آئی ہین
ناگنین گلشن فردوس مین لہرائی ہین

۱۶ لب جان بخش سے شرمندہ عقیق یمنی	ہی بجا کہئی اگر دانتونکو ہیرے کی کنی
شوخیان چشم کی دیکھین جو غزال ختنی	ہوش اوڑین کہائین وہ نیزۂ مژگانکی انی

قاتل خلق ہے شمشیر تبسم کی چمک
ناک کی کیل کی ہیرونمین ہی انجم کی چمک

۱۷ کیا ڈہلی نور کی سانچے مین ہے گوری گردن	سحر عید کی جلوسے زیادہ روشن
قہر ہی چالکا انداز قیامت کی چلن	رہگذر نقش قدم سے ہے زمین گلشن

چاند بہی دیکھکی سینی کی صفا کٹ جاے
قرص خورشید مقابل ہو تو رتبہ گہٹ جاے

۱۸ ساعد و بازوی بیمثل ہین نازک ایسے	شاخ گل جسکے نزاکت کو نہ اصلا پہنچی ✽
غیب دان انکو بہی نہ مضمون کمر ہاتہ آے	صرف ہین تار نظر دام مین اس عنقا کی

سب حسینان جہان گرد ہین نایاب ہی وہ
ناف ہی یا کہ یم حسن کا گرداب ہے وہ

۱۹ چہاتیان سخت جو سینے پہ ہین اوسکی موجود	ثمر نخل جوانی نے یہ پکڑی ہے نمود
دسترس اپنا بہی اوس تک ہو کہین بے وجود	دیکھکی قدکو ملک پڑہتی ہین ہر بار درود

ساق کی وصف کی ہے شمع گواہ کامل ✽
ہان کف پا سے خجالت زدہ ماہ کامل

۲۰ مسی و آئینہ و سرمہ پانسی نہین ذوق	تنگ پوشاک سے مطلب ہے نہ خود بینی کا شوق
سادگی نام خدا یار کی ہے سب پہ فوق	رات دن زیب گلو رہتی ہین منت کی طوق

کبہی شانی سے نہین زلف کو سلجہاتا ہی
دل عشاق ہر ایک پیچ مین اولجہاتا ہے

۲۱ غیرتین دیدیکی معشوق بنایا اوسکو	ناز کا طرز نہ آتا تہا سکہایا اوسکو ✽
دلبری کا جو طریقہ تہا بتایا اوسکو	و تفنیت جنس سے نہ تہی سب جتایا اوسکو

غمزہ و عشوہ و انداز مین کیا طاق ہے اب
دلفریبی و خود آرائی مین مشاق ہے اب

۲۲
ابتو ہر سرمہ اوسی منظور نظر رہتا ہے   شوق خود بینی کا ہر شام و سحر رہتا ہے
شغل آرائش تن آٹھہ پہر رہتا ہے   اک نہ اک آکی وہان روز ہی مر رہتا ہے

دیکھہ کچھہ اور ہے اطوار ہین اے دل اوسکی
رات دن رہتا ہی آئینہ مقابل اوسکے

۲۳
ہر جگہہ دمدمہ نو ابتو بپا کرتا ہے   شہر مین حسن کو انگشت نما کرتا ہے
رات بھر سیر شب ماہ کیا کرتا ہے   ہان رقیبان بد اختر کا کہا کرتا ہے

مجھسے بیوجہ بناوٹسے بگڑ جاتا ہے
صلح کی بات جو کہتا ہون تو لڑ جاتا ہے

۲۴
قصہ حسن ہی ابتو سر بازار اوسکا   یوسف مصر ہے سو جانسے خریدار اوسکا
شکل سی ہے ہر اک طالب دیدار اوسکا   اک زمانہ ہے بدل آج طلبگار اوسکا

اپنی انداز پہ کس طرح اوسے ناز نہو
دل مین مغرور بھلا کیون بت طناز نہو

۲۵
ملتمس یون ہی کوئی لیجئے فدوی کا سلام   کوئی کہتا ہی کہ ای شاہ حسینین ہون غلام
بھیجتا ہی کوئی نادیدہ زبانی یہ پیام   لی خبر جلد کہ اب عمر دو روزہ ہی تمام

طالب دید ہین ایما ہی کسی عاشق کا
جان دیدیجی منشا ہے کسی عاشق کا

۲۶
کھینچتا ہی کوئی دلسوختہ جلکے دم سرد   کہہ رہا ہی کوئی بیمار کہ سینہ مین ہی درد
کوئی چپ بیٹھا ہی اک سمت کو با چہرہ زرد   کوئی پڑھتا ہی باآواز ملائم یہ فرد

ای نسیم سحر آرامگہ یار کجا است
منزل آن مہ عاشق کش عیار کجا است

کہیں

٥٢٧ دیکھا جب اوسنے کہ دم بھرتی ہین اغیار مرا
اپنے یوسف کیطرح گرم ہی بازار مرا
ایک عالم ہی دل و جان سے خریدار مرا
سرکشی پر ہی بہت شعلۂ رخسار مرا
امتحان کا جو ذرا دلمین خیال اوسنی کیا
یہ جواب اوسکو ملا جس سے سوال اوسنی کیا

٥٢٨ نیلم و نقرہ و الماس و طلائے احمر
نقد دل دولت دین پارۂ یاقوت جگر
سب یہ کیا مال ہین ای غیرت خورشید قمر
کیسۂ جسم مین سے گوہر جان مضطر
رونمائی مین اسے دون جو دکھاوے رخسار
پردۂ شرم و حیا سے نہ چھپاوے رخسار

٥٢٩ سنکے ان باتونکو پہولا وہ گل رشک بہار
ایک میری نہ سنی سنین کہین لاکھہ ہزار
ہمرہ باغی بدخواہ رہا بوس و کنار
بلبل خاطر غمگین کو نہایت ہوا خار
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

٥٣٠ اوس پریزاد کی غصے مین بنا دیوانہ
دل ناشاد کو مرغوب ہوا ویرانہ
قیس و فرہاد کا سب بھول گئی افسانہ
ذکر بلبل نہ کہین تذکرۂ پروانہ
شور ہے چار طرف اب مری رسوائی کا
شغل ہے آٹھہ پہر بادیہ پیمائی کا

٥٣١ یاد آئے جو کبھی وہ گل رخسار مجھی
شوق دیدار نی اسطرح کیا زار مجھے
وحشی آبلہ پا جانتی ہین خار مجھے
اسس صعوبات پہ لاحق ہی یہ آزار مجھے
شکل بلبل کے نکلنی لگی نالی دل سے
اشک حسرت صفت شمع نکالی دل سے

٥٣٢ ہی یہان لخت جگر ہونی کی تیاری
گرم رہتا ہے وہان جلسۂ بادہ خواری
درد اپنا ہے یہان نالہ و آہ و زاری
ہین وہان سے قہقہے ہر وقت دہن ہی جاری

لب پہ ہی شور و فغان دلمین نہان حسرت ہے
شعر خوانی کی وہان آٹھ پہر صحبت ہے ۳۳

اس تپ غم نی بنا دی ہی وہ حالت اپنے
ہوش کا کوچ ہوا سلب ہے طاقت اپنے
صورت مردہ صد سالہ ہی صورت اپنے
زعفران زار خزان دیدہ ہی رنگت اپنے

وقت آنست کزین دار فنا در گذریم ٭
کاروان رفتہ و ما نیز براہ سفریم ٭ ٭٭ ۳۴

دیکھکر حال زبون مجھسی شفیقون نی کہا
تو بھی اپنی دل محزون کو کسی سی بہلا
ورنہ اس درد غم اندوز نی گہیرا ہی برا
جان جائیگی تری یار کا کیا جائی گا

اس سی وصل بت یکرنگ رہے مد نظر
لشکر ہجر سی یان جنگ رہی مد نظر ٭ ۳۵

اونکی سمجھانیسی کچھ آیا مری دلمین خیال
ناخن فکر سی کھولی گرہ رنج و ملال ٭
ڈہونڈہا اپنی لیی معشوق حسین نیک خصال
جسکی آنکھونسی خجالت زدہ چشمان غزال

اب اوسی شمع پہ دن رات مین پروانہ ہون
ہان اوسی رشک پریزاد کا دیوانہ ہون ۳۶

دی ہی اوس بت کو خدا نی وہ محبت میری
نہین منظور نظر رنجش فرقت میری
ایکدم بہر جو نہین دیکھنا صورت میری
در و دیوار سی رہتی شکایت میری

لیکے رخصت کہین گر لمحہ کو مین جاتا ہون
پہر جو آتا ہون تو بیچین اوسی پاتا ہون ۳۷

راز مستور مرا جبکہ یہ مشہور ہوا ٭
سنکے آزردہ نہایت بت مغرور ہوا
پیش چشم اوسکی زمانہ شب دیجور ہوا
نشۂ کبر جو سر مین تہا وہ سب دور ہوا

میری لینے کے لیی آدمی اپنا بہیجا ٭
مندرج جسمین یہہ مطلب تہا وہ نامہ بہیجا

۳۸ آج ای جوش اگر تو نہ یہان آئیگا
لاکہہ ڈہونڈہی گا جا نئین نہ مجہی پای گا
دیکہہ پچہتای گا پچہتای گا پچہتای گا
سیر ہو جائیگا جینی سی یہ غم کہائیگا

جو آنا ترا ای غیرت مجنون ہو گا ✤
جان جاتی رہیگی تجپہ مرا خون ہو گا ✤

۳۹ دل برخوف ہین یہ سنکے بہت آئی ہراس
خود قدم اوٹہگئے باقی نہ رہی ہوش و حواس
ربط سابق کا جو تہا مدنظر تہوڑا پاس
پلی گئے حسرت دیدار مجہی پی وسواس

شادمان جو یکہتی ہی وہ بت بی پیر ہوا ✤
ہاتہہ کس نازسی پہیلا کے بغلگیر ہوا

۴۰ پہر کہا ہنسکے کہ یہ خلق تمہاری کیسی
گل تازہ کوئی ثابت ہی کہلایا تمنی
دور راز حال کبہی پاس نہ آئی میرے
مثل بلبل اوسی سے لطف اوٹہاتی ہوگے

جلوی مرد سیکے قسم ہان تمہین دیتا ہو گا ✤
سیکڑون قول نہ آنیکے وہ لیتا ہو گا ✤

۴۱ کیونجی تہا میرے تمہاری تو یہی قول و قرار
تم تو کہتی تہے اگر حور بہی آئی اکبار
بنگئی اور پریزاد کے جو عاشق زار
بی تری آنکہہ اوٹہا کر نہ مین دیکہون زنہا

اب کہان بولی وہ عہد وہ پیمان گیا ✤
جو حقیقت تہی تمہاری مین اوسی جان گیا

۴۲ تہا مجہی دلکو یہ سیدہا سا جواب ایک دیا
پہلے کسنی مری گردن پہ چہری کو پہیرا
واہ جی واہ اسے کہتی ہین شکوا اولٹا
ابتو مین جانتا ہون یاد نہو گا اصلا

تو نی وہ خار دیی ہین مجہی او غنچہ دہن
دل من داند و من دانم و داند دل من

۴۳ ایک جہان آگی ببلا حسن کا خواہان کب تہا
آگی تو غیرت بلقیس و سلیمان کب تہا
آگی مرتا یون کوئی گبر و مسلمان کب تہا
آگی ہر جن و بشر تابع فرمان کب تہا

جان من ہمنی ہے معشوق بنایا تجکو
عشوہ و غمزہ و انداز سکھایا تجکو ۵۴۴

میری الفت سی زمانہ مین ہوا تو مشہور
جن ہی یا آدم خاکی ہی پری ہی یا حور
ورنہ اتنا کوئی جانتا تھا او مغرور
پھونکتا اتو ہی پڑھ پڑھکی ہر اک سورۂ نور

آگی یون اوج پہ یہ حسن کا تارا کب تھا
آگی خون دل عشاق گوارا کب تھا ۵۴۵

آگی ایسی تو پہنتا تھا نہ انگیا بھاری
زینت پای حنائی تھا نہ جوتا بھاری
اوڑھتا تھا نہ کبھی ایسا دوپٹا بھارے
زیب سر رہتا تھا اسطرح نہ جھپکا بھارے

کب لب لعل پہ مسی کی دھڑی رہتی تھی
شائق دید نہ مخلوق کھڑی رہتے تھے ۵۴۶

آگی سایہ سی جھجکنا نہ تجھی آتا تھا
صورت برق چمکنا نہ تجھی آتا تھا
بیٹھی بیٹھی یہ سسکنا نہ تجھی آتا تھا
مثل شعلہ کے بھڑکنا نہ تجھی آتا تھا

آگی رنگینی کا یہ شوق کہان تھا تجکو
آگی خود بینی کا یہ ذوق کہان تھا تجکو ۵۴۷

جبکہ اس طور سکے اطوار نظر آئی مجھی
رند و بد وضع طلبگار نظر آئی سبھے
ہان نئی روز خریدار نظر آئی سبھے
سیکڑون طالب دیدار نظر آئی مجھی

تبکے مجبور کیا تجھسی کنارا مینے
ڈھونڈھا اپنی سے لیے ایک اور پیارا مینے ۵۴۸

پھول گرتی ہین دہن سے جو ہو گرم گفتار
ایسا طرار ہی ای غیرت گل رشک بہار
طرز رفتار پہ مفتون تدرو کہسار
تو کبھی اک اگر اوسکو تو سنائی وہ ہزار

قد قیامت ہی بلا زلف ہی رخ لالہ ہے
اور تو کیا کہون آفت کا وہ پرکالہ ہے

انتہا ناز سے محفل جو لطیفے بولے
دم ترا بند ہوا اک بات نہ منہ سی نکلی
مثل تصویر سے لگے شرم سے بت بنجا گی
ٹہی ٹہنی تجہی کچہ بن نہ پڑے اوٹہ بہاگے
قہقہی ایسے لگاتے کہ رولا دی تجہکو
چپکی بیٹہیں وہ جگت باز اوڑا دی تجہکو

کہکی یہ مینی کہا ای بت خورشید لقب
لی خدا حافظ جان تیرا مین گہر جاتا ہون اب
اوسکے حق مین یہ جدائی ہی مری سخت غضب
گذری ہوگی دل نازک پہ بہت رنج و تعب
راستہ بیٹہا ہوا دیر سے تکتا ہوگا
جانی کیا غصی مین اوٹہا وہکی وہ بکتا ہوگا

بعد ازین قصد کیا مینی سے چلے جانیکا
ناز سی کہینچکے دامن کو مری یون بولا
کیا قصور اب بہلا مجہسی ہوا اتنا تیرا
بی سبب آج ستائین ہین جو باتین صدہا
غیر کے ملنے کی تہمت تہی یہ میرے اوپر
مین تو سو جانسے قربان ہون تیرے اوپر

اب تو جسطرح سے اوسکو بچا لاؤنگی
نہ یقین آی تو قرآن اوٹہا لاؤنگی
چلکی درگاہ مین یہ آج قسم کہاؤن مین
جو خلاف اسمین ذرا سا بہی ہو مرجاؤنگی
جہوٹ سچ میرا خدا اسکو دکہا دینا تو
ورنہ اس کافر بدظن کو سزا دینا تو

پہر بناوٹ سی بگڑکر یہ جواب اوسکو دیا
مین وہی ہون تو سمجہتا تہا جسی دلمین برا
بہول کے بہی نہ کبہی ہای غضب یاد کیا
آج کیا ایسی عنایت ہوئی للہ بتا
خوب مین جانتا ہون ای بت سفاک تجہے
اور کوئی بہی نہ سمجہا بخدا خاک تجہے

صدمۂ ہجر اوٹہاتا ہی ابہی یاد مجہے
بی سبب تیرا ستانا ہی ابہی یاد مجہے
ذلتین روز کے پاتا ہی ابہی یاد مجہی
آہین کرنیکا زمانا ہے ابہی یاد مجہے

اب میں کافر ہوں اگر تجھسے لگاؤں دلکو
شمع کیطرح سے کیوں مفت جلاؤں دلکو
۵۵۵

مجھسے از بہر خدا ترک ملاقات رہے   واسطے میرے نہ اب فکر مدارات رہے
اور کے پھانسنے کی مدنظر گھات رہے   جان جائے تو بلا سے مگر اک بات رہے

دل مرا پھر گیا ہے او بت ترسا تجھسے
بخدا اب نہ ملوں گا نہ ملوں گا تجھسے
۵۵۶

سنکے باتوں کو مری آگ بگولا ہونا   صورت برق تڑپکر یہ شرارتسی کہا
تو ہے کیا مال کہ ہوگی مجھے جسکی پروا   لاکھوں پھرتی ہیں زلیخا کیطرح دم میرا

ہوگی خود یوسف ثانی تری رکھوں میں چاہ
اجی لاحول و لا قوۃ الا باللہ
۵۵۷

مجکو تھی مدنظر دلسے خوشامد میری   اور میں بھول کے بھی بات نکرتا تھا کبھی
ہاں جو تو کہتا تھا رخسار دکھا دیجیے ہمیں   بالعوض اوسکی دکھاتا تھا میں ایڑی اپنی

پس دیوار بھی تکنے نہ تجھے دیتا تھا
ہاتھ سے تیرے گلورے بھی نہیں لیتا تھا
۵۵۸

منہ لگانیکی سے ملے مجکو یہ اسنے تعزیر   ایسی بیباک جو آجاتی ہی ہر دم تقریر
جا ہوا کہا کہ بہت کی ہے عزت توقیر   اور ہوتا تو سزا دیتا نکرتا تاخیر

خیر اچھا ہوا جو کچھ ہوا وہ خوب ہوا
مجکو اب جان یہ تو دلمیں کہیں ڈوب موا
۵۵۹

اوسکو بھی ہی کری بولی جو کبھی پھر مجھسے   گور میں گاڑی اوسی جو یہاں زندہ آئے
جو مری آرزو رکھی اوسی مردہ دیکھی   حلوا اوس شوخ کا کھائی جو مرا نام لیے

میری تو کوچے طرف سی نہ نکلنا زنہار +
اک قدم دیکھیو نہ اس راہ میں چلنا زنہار

٦٠
جا خدا کی لئی جی چاہی جہان جان سے بچے   بس وہی نام رہی ورد زبان چاہیے تجھے
جان اوسی چشم و چراغ دل و جان جان تجھے   یاد رکہہ بہول کی آنا نہ یہان جان تجھے

تجکو پروا اگر اکبار نہ میرے ہوگے
کبھی سو بار نہ خواہش مجھی تیرے ہوگے

٦١
ہنسکے اوس کافر بی پیرنی پہر یہ کہا   ایک اسی فقرہ مین یہ دشمنونکا حال ہوا
بخدا تیری ہی ملنی کا تہا سارا جھگڑا   ورنہ معشوق کہان ہم یہان کدہر پہرا

تیرے جلنی کی لئی چرب زبانی سب تہے +
ہان اسیواسطے کہتا ہون کہانی سب تہے

٦٢
پہر وہ بشکل رگ جان آکی گلے سے لپٹا   تو بہی ای شخص بڑا جعلیہ ہے فرمایا
ایسے بی پرکے اوڑائی نہ رہی ہوش بجا   یہ بکہیڑا تہا فقط میرے لئی آج کہلا

دل غمگین مین اب آرام ذرا آنی دیے
رنج کا نام نہ لے پہر خدا جانی دیے

٦٣
قصہ کوتاہ غم و درد و الم دور ہوئے   پہر یہان وصل کے سامان بدستور ہوئے
ہم بہت شاد ہوئی خوش ہوئی مسرور ہوئے   جو کلام آئی زبان پر اوسی منظور ہوئے

اب وہی ہم ہین وہی وہ ہی وہی صحبت ہے
وہی جلسہ ہی وہی دن ہین وہی عشرت ہے

٦٤
راغب اوس سمت کو ہی جو کہ ہی مرغوب مجھے   طالب اوس بات کا ہی جو کہ ہی مطلوب مجھے
اوسی سیکھا ہی پسند آیا جو اسلوب مجھے   آپ عاشق ہی بنا سمجھا ہی محبوب مجھے

اب تو ہر وقت مری پاس رہا کرتا ہے
گوش دلسی جو مین کہتا ہون سنا کرتا ہے

٦٥
ہاتہہ بہی جوش تری سامنی وہ جوڑتا ہے   رشتہ مہر و مروت کو نہین توڑتا ہے
ملنے سے حاسد غماز کے منہ موڑتا ہے   ہی پشیمان بہت بدوضعی چہوڑتا ہے

واجب و فرض ہے تجہپر بہی اطاعت اوسکی   فوق رکہہ سبکے محبت پہ محبت اوسکی   تمام شد

جولان

ان کا نام معلوم نہین مگر تذکرۂ سراپا سخن سی اسقدر معلوم ہوا کہ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش مرحوم کے ہین یہ واسوخت انکا جو شامل مجموعۂ ہذا ہوا ہے اسکے طرز اور مضمون سے دریافت ہوتا ہے کہ شاعر خوش فکر ہین طبیعت بھی اچھی ہے سوا اس واسوخت کے اور کوئی کلام ان کا نظر سے نہین گذرا مولد اور مسکن بھی انکا معلوم نہین فقط

واسوخت جولان

یا تو وہ صبح کہ جب فصل بہار آتی تھی
سیر گلشن کو طبیعت مری للچاتی تھی
وحشت دل سوی گلزار جو لیجاتی تھی
نذر کو ڈالیاں پھولوں کی صبا لاتی تھی
ساتھ احباب تھی اور زمزمہ پردازی تھی
قہقہے گاہ تھے باہم گہے گلبازی تھی ۵۲

باغ عالم میں نہ غنچی کیطرح تھا دل تنگ
واشدِ دل سی تھا ہر گل صفت آئینہ رنگ
رات دن جوش پہ رہتا تھا گلِ عیش کا رنگ
اٹھتی تھی ہر نفس طبیعت سی نئی تازہ امنگ
گلرخوں سے چمنِ دہر میں کچھ کام نہ تھا
کسیکا شیفتۂ عارضِ گلفام نہ تھا ۵۳

جانتا کاہیکو تھا صرِ اندوہ کا نام
آنی پاتا نہ تھا لب پہ کبھی افسردہ کلام
بادہ نوشی سی سروکار تھا بہر ادام
روز ہی عیش بسر ہوتی تھی ہر صبح سے شام
سیرِ گلشن تھی بہم دوستوں سے مے نوشی تھی
یادِ گلگشت تھی اور غم سے فراموشی تھی ۵۴

آہ زنہار نہ تھا دامنِ خاطر پہ غبار
روبرو آنکھ کی تھا کھلا باغ و بہار
شاہدِ عیش سی حاصل تھی سدا بوس و کنار
یا تو دکھلائی نئی چرخ نے اب لیل و نہار
صرصرِ عشق نی یہ شیفتہ جالے ڈالی
شجرِ دل کی جدا ہو گئی ڈالے ڈالی

دفعتہ زرد ہوا برگ خزانکی صورت
اوڑھ گئی پہلو سے اکبار عروسِ راحت
گل عشرت سے ہوئی باد بہاری رخصت
چھین لی اوسکو عوض سے مجھکے بخشی صحبت

گل پژمردہ کے مانند جھکائی سر ہون
شکل نرگس کے مین حیران ہون ششدر ہون

۵۶
ہوگئی لال زبان صورتِ برگِ سوسن
چھپکے بہولے نہ کچھ یاد رہی سیر چمن
خود بخود چاک ہوا صورتِ گل پیراہن
صورتِ طائر پربستہ ہون ڈالے گردن

بگلو حلقۂ غم صورت قمری دارم
وہ کہ کردست بمن کار مرا دشوارم

۵۷
بحر خون چشم سی ہر وقت پڑا بہتا ہی
قصرِ تن اشک کی طوفان مین پڑا بہتا ہی
ہاتھہ حیرت سی زنخدان کا ستون رہتا ہے
دل ہی واقف ہی جو کچھ درد و الم سہتا ہے

طاقت ضبط نماندست خدایا چہ کنم
دردِ دل با کہ بگویم و مداوا چہ کنم

۵۸
سیل دریای تالم مین گھرا ہون ایسا
موج ہر ایک ہی اک سلسلۂ رنج و بلا
نظر آتا کسی جانب نہین ساحل جسکا
دیکھیے خوبی تقدیر دکھاے کیا کیا

آشنا کوئی نہ غمخوار ہے اسوقت مرا
کون جز ذات خدا یار ہے اسوقت مرا

۵۹
کیا کرون کس سی کہون سخت ہون آفت مین پھنسا
سانس کے ساتھ نکلتا ہی دہن سے شعلا
آتشِ عشق مین دن رات مین جلتا ہون پڑا
ضبط اس سوز نہانی کو کرون تا بکجا

شرح این آتش جان سوز نگفتن تا کی
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کی

۶۰
ضبط اب اسکا ہی دشوار خدا ہی آگاہ
جسنی اکدم مین کیی سیکڑون گھر خاک سیاہ
آتش عشق سے ہے یہ آگ عیاذاً باللہ
گر پڑا مین بہی اسی آگ مین قصہ کوتاہ

جلوۂ حسن جہان سوز دکھا کر مارا
ایک پرکالۂ آتش نے جلا کر مارا ۱۱

گھر مین اوس شوخ کی ہی دخل در اندازونکا
منہ لگے ہین وہ بہت دیر سے غمازونکا
چل رہا جوڑ ہی وہان مفسدہ پردازونکا
آج کل تیز بڑا فقرہ ہے دمبازونکا
آتش افروزی کی باتین اوسی سکھلاتی ہین
مدعی میری طرفسے اوسے بہکاتے ہین ۱۲

دل مین ہر بار یہ آتا ہے جو ہونا ہو سو ہو
جو جلاتا ہی مجھے مین بھی جلاؤن اوسکو
کر چکا ضبط بہت قصد یہی ہے ابتو
جا کی گھر اوسکے کہون سُن تو بھلا ای بدخو
پیشتر میری سوا اسکو تری پروا تھے
شہرتِ حسن تری کاہیکو یون ہر جا تھے ۱۳

محفلِ عام مین زنہار تو جاتا تھا
بات کرنی کس و ناکس سے تو شرماتا تھا
بی حجابانہ سخن لب پہ نہ تو لاتا تھا
غمزہ و ناز و کنایہ نہ تجھی آتا تھا
وضع دارون کی سخن لاکھ تو لاوی لب پر
تو وہی ہی کہ ترا حال عیان ہی سب پر ۱۴

اگلی یہ ناز یہ انداز یہ غمزہ کب تھا
مثلِ خورشید درخشان ترا چہرہ کب تھا
سیر بازار یہ تن تنکے نکلنا کب تھا
تجکو معشوقونمین عالم کوئی گنتا کب تھا
گرچہ کوئی تو گل اندام گلستانی بود
خود بفرما کہ کسے بلبل نالانے بود ۱۵

اسقدر اگلی نہ مد نظر آرایش تھی
غیر کی میرے سوا دلمین نہ گنجایش تھی
سادگی حسن خداداد کی زیبایش تھی
ہم بغل تھی دل بیتاب کو آسایش تھی
رنج کی میری نہ تم بات کوئی کرتی تھے
دل وارفتہ کو ہاتھون پہ لیے پھرتی تھے

۵۱۶
حال میرا جو کبھی رات پریشان ہوتا
دیکھتے غنچۂ خاطر جو مرا پژمردہ
آپ بہلاتی تہی تم زلف مسلسل کو دکھا
گل رخسار کا ہوتا تھا وہین رنگ ہوا

تشبیہ ہم مرتی تہی اور ہمسی محبت تہی تمہین
چین صاحب سی تہا اور بندیسی رحمت تہی تمہین
۵۱۷

نہ ہسی سی لب گلفام کبھی تھے آگاہ
سنبلین زلف مین کس تین نہتی شانی کو راہ
سوی غازہ نہ کیا کرتی تہی بھولیسی نگاہ
نیک و بد کچہ نہ سمجھتی تہے جہانکا واللہ

بھولی بھولی تہی لڑکین تہا عیان چہرےسے
شوخیان تہین یہ نمودار کہان چہرےسے
۵۱۸

منفعل مانگ سی ایماہ تہی کب کاہکشان
مار پیچ ایسے تہی گیسوی مسلسل مین کہان
جعد شبگونیہ شب قدر کہان تہی قربان
اسطرح چلتی تہی کب مہ سی جبین برافشان

تیغ ابرو سی تری تہا نہین بسمل کوئی
دالتا آنکہہ نہ تہا تجپہ ای قاتل کوئی
۵۱۹

نکری تہا خنجر مژگان سی کسیکا نہ جگر
شوخیان آگی نتہین لیتی تری مد نظر
چہریان چلتی نتہین اسطرح دل عاشق پر
عشوہ اور غمزہ بہی زنہار نتہی تجکو خبر

چشم فتان تری یون مفسدہ پرداز نتہی
گردش مردمک چشم فسون ساز نتہی
۵۲۰

رنگ رخسار یہ شوخی نہی یہ کب ایمرجان
خال عارض تہا صد دیدۂ مردم سی نہان
نا کمین دم گل شبو کا تہا بینی سی کہان
شوکت حسن نہ اسدرجہ تہی چہرےسی عیان

دہن تنگ سی غنچہ کو خجالت کب تہے
لب نازک کی یہ گلبرگ سی رنگت کب تہے
۵۲۱

بیشتر چرب زبانی سی نہ تہا تو آگاہ
تہا نشیب ذقن اک ساغر وارون واللہ
برق سان کب دندانکی چمک تہی ایماہ
بادۂ حسن کو زنہار نتہی جس سی راہ

سیب جنت سی بھی نایاب ترا غبغب تھا
دسترس خامونکو اسطرحسی وس تک کب تھا ۲۲

غرقۂ چاہ زنخدان دل عشاق نہ تھے
بی حجابانہ تھی کب سینہ اوٹھا کر چلتے
کب تھی شرمندہ بیاض سحری گردن سے
ساعد و دست نگارین کی کہان تھی چرچے
سینہ و دوش و کمر مین یہ کہان خوبی تھی
کان مین بات نہ یہ تھی نہ خوش اسلوبی تھی ۲۳

ساغر حسن نتھا ناف کا سابق مین لقب
ساق سیمین مین نہ یہ پیچ تہا جیسا کہ ہی اب
نور آئینۂ زانو نہین صفائی تھی یہ کب
فندق پای نگارین کا نتھا رنگ غضب
جانکی یون تری رفتار مین کب پیدا تھی
تجھپہ اسطرحسی کب خلق خدا شیدا تھی ۲۴

یاد انداز تھی کب تمکو خود آرائی کے
تھی نہ غارتگر تسکین و شکیبائی کے
راہ رو تھی نہ کبھی منزل زیبائی کے
تذکرہ ہوتی نہ تھی آپ کی رعنائی کے
عشق اپنا ہوا اس نشو و نما کا باعث
میرا مٹ جانا ہوا تیری صفا کا باعث ۲۵

جانفشانی نی مری تجکو بنایا محبوب
ہوئی بدوضعونسی اکبار یہ صحبت مرغوب
قطع دارونمین جو مشہور ہی ہو خوش اسلوب
کہ ملاقات سمجھتی ہو ہماری معیوب
دن مین چین آپ کو جز بزم خرابات نہین
بادہ نوشی نہ کرو ایسی کوئی رات نہین ۲۶

کوچہ گرد آپ کی اب رہتی ہین ہمراہ تمام
بزم رندانہ مین تھین صبح سی پہر تا شام
شغل ہے بادہ پرستی سی شب و روز مدام
نیکنامی ہی نہ مطلب ہے نہ بدنامی ہی کام
ایک دم راہ تامل کو نہین دیتے ہو
دل مین جو آتا ہے فوراً اوسی کر لیتے ہو

۵۲۷

اگی زنہار تھی رسم جفا سے آگاہ
بیوفائی کو نہ مطلق تھی طبیعت مین راہ
بات کا اپنی تمھین بسکہ تھا ملحوظ نباہ
پاس رکھتی تھی مرا مد نظر خاطر خواہ

آنکھ مین مردم بد وضع سماتی کب تھی
قہقہی کاہی کو اسطرحسی زیر لب تھے

۵۲۸

ہوئی آگاہ جو اب رسم سی معشوقی کی
یک قلم ترک ملاقات صنم کی ہم سی
کہتی جو بات ہین اغیار وہی ہو کرتی
ایسی بہولی ہین گویا کہ کبھی یاد نہ تھی

واہ ای شوخ یہی شرط وفاداری ہی
یا تو وہ لطف تھا یا اب یہ جفاکاری ہی

۵۲۹

ہمسی برعکس ہوئی ایسی عیاذًا باللہ
کہ مری نام کا لینا بہی سمجھتے ہو گناہ
اپنی وعدون کی کہی آپ ہی کیا خوب نباہ
آفرین آفرین صد آفرین ای غیرت ماہ

نہین کہتا کہ برا آپ سنے محبوب کیا
اپنی اپنی ہی خوشی خوب کیا خوب کیا

۵۳۰

گر کیا کوئی مروت سی سفر بہتر ہے
ہمسی بدلی جو محبت کی نظر بہتر ہے
رنج میرا ہی خوشی آپکی گر بہتر ہے
اب خدا را نسی تمھین دیدۂ تر بہتر ہے

تنگ بد وضعی سی ایسا ہون ستمگار تری
اب نہ دیکھونگا مین صورت کبھی زنہار تری

۵۳۱

تو اگر ماہ لقا ہے تو نہین مطلب ہی
کوکب برج صفا ہی تو نہین مطلب ہی
مرض دل کی دوا ہی تو نہین مطلب ہے
سبب دفع بلا ہی تو نہین مطلب ہے

وضع اپنی کبہی ای یار نہ دین ہاتہ سی ہم
جان و دین بات بہ زنہار نہ دین ہاتہ سی ہم

۵۳۲

گر یہ سمجھے ہو کہ مجسا نہین دلبر کوئی
کشور حسن مین میرا نہین ہمسر کوئی
یہ غلط فہمی ہی کیونکر کری باور کوئی
قدرت اللہ کی ہی جانتا ہی ہر کوئی

خاتمہ حسن و ادا کا نہین کچھ تم پر ہے
ایک سی ایک زمانہ مین حسین بہتر ہے ۵۳۳

خوبصورت سی جہان خالی ہو کیا ممکن ہے
چاشنی عشق کی بہولو نہین یہ کیا ممکن ہے
تو تو کیا تجہبی پہ بیزار ہو سوا ممکن ہے
مین نہ اور چاہون کسیکو یہ بہلا ممکن ہے

دل لگاتا ہون مین اب ایسی کسی گلرو سے
چمن دہر معطر رہی جسکی بو سے ۵۳۴

دیکہکر کوئی بشر اوسکو کوئی حور کہے
ہو کی بیتاب کوئی صاعقہ طور کہے
کوئی خورشید اوسی سمجہی کوئی نور کہے
قدرت حق کوئی کوئی بت مغرور کہے

سامنا تیرا اور اوسکا ہو کسی محفل مین
عقل زائل ہو تیری سوچ کی کچہہ کچہہ دل مین ۵۳۵

زلف ایسی ہو سیہ فام بلائی سیرم
بدر کی روبرو پیشانی کی ہو روشنی کم
سائی مین جسکی بہر آکی کوئی ماری دم
رہی مشتاق جبی دیکہنے کا اک عالم

گر نظر اوسکی سجہے ابروی خمدار پڑے
رشک کی دل پہ وہ دستی تری تلوار پڑے ۵۳۶

چشم فتانسی تری آنکہہ سدا شرمائی
سبزۂ خط پہ اگر تیری نظر پڑ جائے
تیر غم ناوک مژگان سی جگر پہ کہائی
شوق تو یہ تجہی جنجال مین پہنسوائے

پہر یہ وا چشم فسون ساز کا تو مفتون ہو
خال شبرنگ جو دیکہی تو ترا دل خون ہو ۵۳۷

راست بینی کا الف ایسا مرجان ہووی
لب گلگون سی خجل لعل بدخشان ہووے
دیکہی یاقوت رقم خان بہی تو حیران ہووی
یا انکی لالی سی خون دل مرجان ہووے

لب پان خوردۂ او در نظرت چون آید
آن قدر رشک خوری کز جگرت خون آید

برق رخسار وہ گر اپنی دکہاوی مجکو
شوق سرگوشی اگر لاکہ سکہاوی مجکو
آتش رشک سی کیا کیا نہ جلاوی مجکو
کان تک یار اگر اوسکی نہ آوی مجکو
دُر گوش اپنا تہ زلف وہ گر چمکا دے
اور ایک داغ نیا دل پہ تری چمکا دے ۱۳۹

لب شیرین کا مزا مجکو چکہاوی ہردم
نور دندان تجہی ہنس ہنسکے دکہاوی ہردم
تلخ کامی کا تجہی جام پلاوی ہردم
لب تو دندان تاسف سی چباوی ہردم
حسن رفتار سی وہ ہوش ترے کو کہووے
اسطرحسی وہ ہنسی مجہسی کہ تو رو رو دے ۱۴۰

نظر آجاوی تجہی اوسکا اگر حسن گلو
شانی گول اور بہری اوسکی جو دیکہی بازو
شرم کی ماری سدا سر بگریبان رہی تو
سمجہی تو اونکو ہی حسن کا مینا و سبو
دسترس ہو نہ ترا شرم سی بیہوش رہی
ہم بغل مجہسے سدا وہ بت بیہوش رہی ۱۴۱

ہووی سینی کی صفائی سی خجل نور سحر
ہو نشان عدمی اوس بت کافر کی کمر
داغ حسرت تو اوسی دیکہہ کی کہاوی دلبر
رہی کوتاہ سدا جسکی طرف دست نظر
چشمہ ناف وہ اوس بت کا دکہاؤن تجکو
چاہ مین رنج والم کی جو ڈوباؤن تجکو ۱۴۲

دیکہہ لی تو اگر آئینہ زانو اوسکا +
نظر آجاوی اگر ساق بلورین کی صفا
رہی زانوی ندامت پہ سدا سر تیرا
شعلہ رشک تجہی شمع صفت دیوی جلا
دیکہکر پای حنائی کو تو بسمل ہووے
سنہ ترا اوسکی نہ تلووں سی مقابل ہووے ۱۴۳

ہووی اک شور قیامت کا نمونہ قامت
تیر غمزہ یکانہ دی طائر جان کو فرصت
ہر روش مین ہو بہری جسکی سراپا آفت
پہر نہ لاوی وہ کبہی مجہسی کلام فرقت

شیفتہ اوسکا ہون مین وہ ہی یار مرا
مین ہون پروانہ وہ ہو شمع شب تار مرا ٥٤٤

اختلاط اوس سی ہی مجکو وہ مجھی سی مانوس
ہو بغل مین نہ تری طرح لباس سا اوس

ہاتہ چومی مری اور مین ہون اوسکا پابوس
دیکھہ یہ ربط بہم تو ملے دست افسوس

لب دریا ہی ہوا اور وہ مری آغوش مین ہو
قلزم اشک ترا سیل صفت جوش مین ہو ٥٤٥

شب مہتاب ہو گلزار ہوا اور فصل بہار
مین پلاؤن اوسی وہ مجکو پلاوی ہر بار

بزم عشرت ہو مئی ناب ہو ای ظلم شعار
ہاتہ گردنمین کبھی ہو وی کبھی بوس و کنار

دو نو جانب سی یہ ہو جوش مئی الفت کا
کہ جسی دیکھہ کی پیلا تو بنی حسرت کا ٥٤٦

یاد کر کر کے وفادار کو میری ای ظالم
ہو جدائی کا مری دلپہ تری ایسی غم

سرد آہین تو بھرے رنج و الم سی ہر دم
کہ فراموش کری رسم خوشی ایکقلم

چاہیی کوئی نہو مونس و ہمراز ترا
ہان مگر گوشۂ تنہائی ہو دمساز ترا ٥٤٧

ہوش مین آ تو کہ سر گرم بیان ہی جولان تیرا
نہین ان خانہ براندازونسی ملنا اچھا

ایک مٹی کی یہ پتلی ہین سبھی بت بخدا
دور اس قوم فسون گر سی ہی لازم رہنا

مل نہ تو انسی کہا مان لی نادان باز آ
باز آ انکی ملاقات سی جولان باز آ

تمام ہوا

جانصاحب

تخلص ہے میر یار علی صاحب کا ابتداے شعرگوئی سی ریختی فرماتے ہین اور محلات معلی کی محاوری اور اونکی زبان کو خوب جانتے ہین انکی ریختی مین غزل کا لطف ملتا ہے پڑہنا بہی ریختی کا انہین پر ختم ہے شاگرد رشید ہین نواب عاشور علیخان صاحب مرحوم کے فی الحال رامپور مین تشریف رکھتے ہین ملازم ہین نواب صاحب رامپور کے یہ واسوخت انہین کی طبعزاد داخل مجموعہ ھذا کی گئی فقط

واسوختی جانصاحب

۱
عشق کی نام سے مین تو کبھی اگاہ نتھے — کچھہ خبر میرے فرشتونکو بھی واللہ نہی
دائی بندیکی تو گھٹی مین پڑی چاہ نتھے — نیک بختون مین رہا کرتی تھے بدراہ نتھی
پاؤن پھیلا کے سدا شام سے مین سوتی تھی
مجکو معلوم نتھا صبح کدہر ہوتے تھے

۲
جہوٹہ کہتی نہین سچی پہ قسم کھاتی ہون — آگ مین غم کی اری لوگون جلی جاتی ہون
کس مصیبت مین پھنسی او ہی مین گھبراتی ہون — کیا کہون کہ دل کے اس حال کو شرماتی ہون
چین اکدم نہین آتا ہے خدا خیر کرے
دل کا کچھہ اور ہی نقشا ہے خدا خیر کرے

۳
بیکلی سے جو مجھے چین نہین ہے دم بھر — کچھہ نہ کچھہ ہووے گا کل دل ہی دیتا ہی خبر
چاہ اس بات کی رہتی ہے مجھے آٹھ پہر — مجھہ زلیخا کو وہ یوسف کہین آجاے نظر
روبرو مجھسے کہین آکے وہ اب بات کرے
آرزو نکلے مری دل کی ملاقات کرے

۴
اتنی سے اتنی ہوئی ہوش سنبھالا جبکہ — مردوا آج تک ایسا نہین دیکھا مین نے
مجکو اس سر کی قسم کھپ گیا دل پر میرے — اوسکی تعریف مین کرتی ہون تمہارے آگے
سر سے لی پاؤن تلک حسن کا اوسکے خانم
نور اللہ کا تھا اور کہون کیا عالم

مین فرشتہ کہون یا حور کہون یا غلمان
جن کہون یا مین پریزاد کہون یا انسان
کیا کہون اوسکو مرے عقل ہی اسیجا حیران
اپنی دلمین کبھی لیجاتی ہون یہ بھی مین گمان

جن تو عاشق اجی ہوتی ہین پری جلتی ہی
پر فرشتون کی یہان دال نہین گلتی ہے

چاند سا جیسے نظر آیا ہے اوسکا ماتہا
پہر نکلتی ہون وزا چین نہین دلکو پڑا
اور اون بالون کا جسدن سی ہوا ہی سودا
پہنس گئی جان بلامین یہ تماشا دیکھا

دم اولجہتا ہے مرا جیسے نظر آئی وہ بال
بیری جنڈری کا پڑی چاہ نگوڑی پہ وبال

مجکو معلوم ہوے بال وہ گہونگہر والے
رات برسات کی ہے بیٹھی ہین اگجا کالے
جٹی جٹی وہ بہوین دیدے عجب متوالی
اگر ہرن دیکھے پڑین جانکی اوسکو لالے

سو توان ناک بہی وہ دلکو مری بہاتی ہے
اوسکی نتھنون کی پہڑک ناک مین دم لاتی ہے

عقل نے کان مری کہولی کیا مجھسے بیان
بہری کیا بیٹھی ہی سن بات مری اے نادان
حور کی کان کہڑی ہووین اگر دیکھی وہ کان
مینا بازار لگا حسن کے یہ ہے دکان

تو بہی دل بیچ خریدار ترا آیا ہے
حسن تو دیکھ تو اوس کمہڑی نی کیا پایا ہی

اوٹہتی کوپل وہ جوانی کا نیا ہی انداز
ہونٹہہ پتلے ہین مسین بہیگتی سبزہ آغاز
گل سے گالون پہ نہین پہولا سماتا ہی ناز
چشم بد دور رہے نام خدا خوش آواز

اوسکے بو سونگھنے کا کیون نہ مین ارمان کرون
سیب جنت کا بہی اوس ٹہوڑی پہ قربان کرون

موتی اون دانتون کی تعریف اگر سن پاتی
دائی نیسان کو نہ منہ اپنا کبہے دکہلاتی
سیپ میاہی سے وہ پیٹ مین گڑ جاتی
پہوٹی نظرون نہ کسی جوہری کو پہر بہاتی

رہتی ہی باپ سدا چھپیان در در کر تین
بالیان کو اریونکی تو لو سمجھ کر ڈر تین

١٢
کیا کہون تمسی اجی کیسی ہی وہ ہای زبان
بہینا شیرین نہ بات آئی یہ ہکلاے زبان
جان آجاتی مری منہ مین جو وہ آئی غضب
میٹھی باتون پہ بوا اوسکی جو آجاتی جان

زہر کو قند کے قند سے بہتر ہو جاے
نام میٹھی کا اگر مہو وے تو شکر ہو جائی

١٣
کبھی پرواسے بی پر کا لگا ہے جوڑا
لاکہ بی ماما مسی نے کیا آنبر کوڑا
کام تالو سے کیا کو ہی سی نا توڑا
ساتہ دانتون نے مسوڑہ ہو سکا نہ ہرگز چھوڑا

باکی سرخی جو رخون مین نظر آتے ہی
شان اللہ کی وہ سرخی دکہا جاتی ہی

١٤
کنٹھہ گلا نہین ہے صاف صراحی سا گلا
دائی بندیکی نہ کیون ہنسلی پہ ہو جان فدا
مونڈ ہے خوش ڈول عجب کا نہ ہو نکی بانکی ادا
دہگدہگی دیکہکے وہ پریون کا دم ہی پہڑکا

آگی چہاتی سے وہ سینہ کہ دم رکتا ہے
یاد اوس کوٹنکی ہی اب نہین غم رکتا ہی

١٥
شان خالق کی ہے شانون کی کہون شان کیا
دلکی بیتابی سے رہتا ہی یہ اب حال مرا
اون بہرے بازوون مین نور کا عالم دیکہا
مچھلی بازو کی او دہر پہڑکی ادہر دل پہڑکا

کج ادائی نی بہی اون کہنیو نکے مارا ہے
اب ستم سہنے کا بندیکو نہین یارا ہے

١٦
چاہ اون پہنچو نکی اب گور مین پہنچائی گی
مہندی اون ہاتھونکی اب رنگ نیا لائی گی
آج کل آئی کلائی سے نہ کل آئی گی
اونگلیان اوسکی بہری خون مین ڈوبی ہونگی

چھدپہ مہندی کی بہتان دہرین گی لوگو
خون بندیکا وہ ناحق ہی کرین گی لوگو

۱۷ دمبدم اوسکی بغل کو جو یہ دل کرتا ہے یاد   بغلی کہونسا ہی میری جانکا بیری ناشاد
راتدن کرتی ہون درگاہ مین اوسکی فریاد   اپنی بندی کی کہین جلد خدا دیوے مراد

رات جاڑے کی کہین اکی بغل گرم کرے
اوس سے کہل کہیلون مین اور مجہسی وہ نہ شرم کرے

۱۸ گدگدا روئی سا وہ پیٹ ملائم شفاف   اور اوس ناف کی کیا مین کرون تعریف و صاف
دل گرا اوسمین تو یوسف کی طرح بیتاب   مجکو وہ اندہی کنوین سی ہی سوا ہوگئی ناف

جیسے یعقوب کو یوسف کی پڑی تہی لالے
اسطرح دل مرا اب اوسکے پڑا ہے پالے

۱۹ پہر نہ آیا مرے گہر مین کبہی آکر جو گیا   مڑکی کروٹ بہی نہ لی منہہ دکہاکر جو گیا
ہان سلائی گا وہی مجکو جگا کر جو گیا   نیند وہ لیگیا دل مجہسی لگاکر جو گیا

اب لگی ہاتہہ تو مضبوط کمر پکڑونگے
لونگی کو اونکی بلائین نہ مین جانی دونگی

۲۰ شرم کی بات ہی کیا مردونکی لون خبر کیا   جسکے تابع مین یہ رہتی ہین حلال اور حرام
کام لیتا ہین وہ ہوتا ہے یہان کام تمام   دو دو کا منہ مین اسی سوچ مین گہستی ہون مدام

رانون سی رانین ملین پیڑو سی پیڑو ملجائین
جیسے بچہڑی ہین ملین ایسے کہ دونو چپلجائین

۲۱ اس سی تو لی کی چہری کوئی کری مجکو حلال   غم سی دم گہٹتا ہی آتا ہی جو گہٹنونکا خیال
پیاری پیاری ہین عجب پنڈلیان کی چال   روندا اون پیرونے دل مجہین نہین اتنا بہی حال

مین تو بولا گئی کس کس کی ادلاد کرون
چینی بہرپانی مین اس جینے سے اب ڈوب مرون

۲۲ مچہیان گہٹنون کی لون ایڑیان انکہون سے لگاؤن   تلوی دہو دہو کی پیون اونگلیان اوسکی چباؤن
شوقسے پیر کا ناخون بہی اوسکی ندکہاؤن   چہاتی کی بیٹہونسی گہاٹیان اوسکی سہلاؤن

ایکدم پہلو سے اپنے نہ جدا اوسکو کرون
آنکھ کی پتلی سے مین پیار سوا اوسکو کرون
ص ۲۴

شاد ہو جاؤن جو دل کی مری آجای مراد
چلہ باندہا ہی جو درگاہ مین تو آئی مراد
نامرادون مین ہون خالق کبھی دلوائی مراد
صدقی عباس علی کی مری دلوائی مراد

دسے غم دور رہے عیش کا سامان ملے
جسکے ملنی کا ہے ارمان سو وہ آن ملے
ص ۲۵

کیا کہون تمسے عجب داغ دکہایا مجھکو
گرمیان اورونسی کین اور جلایا مجھکو
دل لگانا تو ذرا اس نہ آیا مجھکو
جسقدر تمنی ہنسایا تہا رولایا مجھکو

غم کے لشکر نے مجھے آن کے پھر گھیرا ہے
آج کل اگلا سا پھر حال وہ ہے میرا ہے
ص ۲۶

اوس سی یہ میری زبانی کوئی کہتا نہیں
میری چاہت کا بہت خوب کیا تمنی نباہ
اپنی بیگانی تو اس حال سے سبھی ہین آگاہ
رحمت اللہ کی ہی تمکو یونہین چاہیے واہ

تم پہ مین مرتی ہون تم اور کا دم بھرتی ہو
اسکا شاہد ہے خدا جانکے شر کرتے ہو
ص ۲۷

سچ صاحب نے جدائی کا دیا مجھکو ملال
پانون گھر سے جو نکالی تو چلی پینڈ ہی چال
اب ملاقات کا گذرا ہی نہین پورا سال
گھر مین رنڈی سے لگی میرا کیا دل پامال

پیٹ سی پاؤن اگر ایسی نکالون مین ہے
ایک کیا دیکھنا گھر سیکڑون گہالون مین ہے
ص ۲۸

پہرون اب روتی ہون اور آگی ہنساتی نہین تم
پھولسی گال مری منہ مین لگاتی نہین تم
پانچا ایسا کیا بہاری کہ آتی نہین تم
منہ بندھی پائی کلی پھولون سماتی نہین تم

تو سہی تمکو کبھی منہ نہ کہا کون مین ہے
آگی ان آنکھون کی ہان یار بلا کہین ہے

۲۹
تم نہ چہوڑوگی اوسی مین نی بہی تمکو چہوڑا
سوت کا رنڈیکی حق مین نہین ہی غم تہوڑا
مینی بہی ڈہونڈہ نکالا اجی اپنا جوڑا
کردیا دلکو جلاکی مرے پکا پہوڑا
تمسے بہتر ہے مجہے یہہ بات مری یاد رہے
میرے جوبن کا بغیچا مگر آباد رہے

۳۰
منہ تہو تہایا مرے گہر آکی ہوی آپ اوداس
شوسی ملوا چکی تم ایک سی کر آئی مساس
جائی رنڈیکی گہر مین بہی چلی یار کے پاس
نفع ملنی کی تمہاری ہو مرے دلکو ہوس
تم ہو ہرجائی تو اپنا بہی یہی طور رہے
تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

۳۱
جو مرے دلپہ مصیبت ہی خدا ہی محرم
اپنی بالونمین مری گنگہی تہی کرتی جسدم
کیا کہون اگلی محبت کا تمہارے عالم
چار قل پڑہ کی تم اوس کنگہی پہ کرلیتی تہی دم
میرے اور آپ کے اخلاص کی یہ صورت تہی
بغض سی ڈرتی تہی مجہسی نہ تمہین نفرت تہی

۳۲
ابہو مین دیکہکے صاحب کو بہت ہون حیران
مچہیان لیکی سہلاتی تہی تم بندیکی ران
ایک ادنی یہ محبت کا تمہارے ہے بیان
دلسی مین آپکی لونڈی تہی مرے آپ تہی جان
آپکے زانو پہ سر رکہکے مین سوجاتی تہی
مجہسے کرتی تہے مساس ایسا کہ ہوجاتی تہی

۳۳
تم پہ مین مرتی تہی اور تم مجہی کرتی تہی پیار
آپکے دلسی نہ آتا تہا مرے دلپہ غبار
مین تہی محبوبہ تمہاری مگر تم تہی دلدار
صاف دل آئینہ سی رہتی تہی دونون ہموار
مین تو اوباش نہتی آپ ہی عیاش تہے
رین دین مین کرتی نہتی مارتے تم ماش تہے

۳۴
چہوڑدو رنڈی کو ان باتونسی ہی کیا حاصل
آپکا مجہسے پہرا میرا پہر آپسے دل
روز کی اچہی نہین ہوتی ہے اتنا کلکل
جہوٹ مین کہتی ہون تو کیجیی مجہکو قائل

چوری کی سوت بڑھی سناجی کا ہی کام بڑا
اسکا آغاز بڑا اوسکا ہے انجام بڑا
۳۵ ف

تم تو ہو مجسے کڑھی مین کڑھون تجسے تری   اپنی باتون سی ہو قائل نہ گر وہٹ دھرمی
میری گھر آئی گر اس نرمی پہ شرما شرمی   پھوس کی آگ مین ہوتی نہین ایسی گرمی

دیکھنا بات پر اپنی اگر آجاؤنگی +
کیسا تگمی کا تمہین ناچ مین نچواؤنگی ؛
۳۶ ف

پیر اماں نے نکالے ہین نرالے انداز   اپنے بدذاتیون سے ایکدم تمہین باز
گھر مین تم سوت کے جاتی ہو مری کھو کی نماز   مجسے اوٹھنی کی نہین آپکی یہ بیجا ناز

اوسکی چاہت سے ہے تو گھر مین مرے آیا نکرو
جھوٹی باتین مرے آگے یہ بنایا نکرو
۳۷ ف

مفت دنیا کی مزے مین نکرو دین خراب   اے بی جمن تو ذرا دیکھنے نصیحت کی کتاب
دل جلاکر میرا ہونی کا نہین تمکو ثواب   ہی بڑی روئی مین آیا ہو یہی ظالم پہ عذاب

مجسی دیوانی سے تم اوہی یہ کیا کرتی ہو
دو دنیاؤن مین اجی ایک چھری دھرتی ہو
۳۸ ف

غصہ اب تھوک دو جو کچہ کیا وہ خوب کیا   مین تو ہر طرح سے لونڈی ہون تمہین دل دیکر
کیا خطا تھی مری جسکا یہ عوض تمنے لیا   سچ ہی وہ ہو دی سہاگن کہ جسی چاہی پیا

نہ وہ معشوق پہ عاشق کا نہین چلتا ہے
ہان مگر چاہنے والی ہی کا دل جلتا ہے
۳۹ ف

کل سوہاگل کا تہا دن آجکی پر گوری ہے شام   چاندنی رات وہ اچھی جو ہو دولہا آرام
دل بھی کچہ صبح سے دیتا تہا خوشی کی پیغام   مین نہائی ہوون کرین آپ بھی چلکر حمام

شکر اللہ کا پہر دور ہوئے دلکی رنج
پہر مری حسن کا آباد ہوا دولت گنج

ب مینے جو کچھ کہا واللہ ہی سب صحیح نا خلاف
میرے چوٹی کا کسینی نہین وہ کہا ہو باف
رنج جب ہوتا ہی دل دونون ہین ہوتے ہین صاف
جو کہ ہونا تہا ہوا کیجیے تقصیر معاف

آپکے ملنی کی پہر دہوم سے ہووے شادی
جانصاحب دی مجہے آکے مبارکباد

تمام ہوا

حکیم

تخلص ہے سید غضنفر علی صاحب کا خلف الرشید ہین تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ اسیر تخلص باشندہ لکھنو کے اور وہ شاگرد رشید ہین میان مصحفی صاحب مرحوم کے بزرگ انکے ہمیشہ سے باشندہ قصبہ امیٹھی من مضافات لکھنو سے تھے منشی صاحب موصوف مشاہیر اساتذہ لکھنو سے ہین عہد حضرت امجد علی شاہ جنت مکان مین میر منشی تھے محکمہ وزارت کے نواب امین الدولہ بہادر ذو الفقار جنگ مرحوم کی سرکار مین نہایت رسوخ رکھتے تھے فقط

واسوخت

حکیم

٥١
کارخانی عجب اس عشق فسونساز کی ہین
کوی آگاہ نہین ہی یہہ سخن راز کی ہین
پردی اس ساز مین سو طرحکی آواز کی ہین
وہی واقف ہین جو کشتی نگہ ناز کی ہین
کوی چاک جگر سیکڑون شانیکی طرح
رنگ ہر دم یہہ بدلتا ہی زمانی کیطرح

٥٢
بعد مدت کی دکھای بھی اگر صبح وصال
دولت وصل کا منظور اسی جلد زوال
شام ہونی بھی نہ پائی کہ دیا داغ ملال
لی پھری عاشق مہجور کو کرتا ہی حلال
کون کشتہ نہ ہوا تیغ سخن سازی کا
جور کس پر نہ پڑا تفرقہ پردازی کا

٥٣
کوہکن کوہ پہ سرگشتہ محل مین شیرین
حال کچھہ وامق وعذرا کا بھی پوشیدہ نہین
قیس آوارہ ہو لیلی رہی محمل مین مکین
نل کہین اور دمن گردش قسمت سی کہین
خلق پر قصۂ محمود و ایاز آئینہ ہے
ناز یوسف کا زلیخا کا نیاز آئینہ ہے

٥٤
دام صیاد مین بلبل ہی تو گل زیب چمن
ذرہ بالای زمین مہر فلک پر روشن
سرو گلزار مین قمری کا قفس ہی مسکن
کبھی پروانی کی پرسان ہوی شمع لگن
کر نظر نور اگر دیدۂ انصاف مین ہے
قید زندان مین ہی دیوانہ پری قاف مین ہے

٥٥
الغرض عشق مین آفات ہین بیحد و شمار
یہہ وہی باغ کہ توام ہی خزان اور بہار
نشہ اس بادۂ پر زور کا ہی عین خمار
روز رہتی ہین یہان دست وگریبان گل و خار

حیرت

تعزیت خانۂ حقیقت مین ہی یہہ باغ نہین
گل بیخار نہین لالۂ بیداغ نہین

۵۶
یہہ جو تمہید ہی اس سی ہی یہہ حاصل مجکو
دل مرا مجھسی لیا اپنا دیا دل مجکو
مل گیا ایک جو رشک مہ کامل مجکو
دلستانی مین کیا اپنی مقابل مجکو
بعد چندی کی جو دیکھا تو کوی بات نتھی
پھر گیا یہہ کہ کبھی گویا ملاقات نتھی

۵۷
آہ اوس شوخ کا قسمت نی کیا عاشق زار
آئی جب گرم مزاجی پہ وہ خورشید عذار
ایک جا جسکو نہین برق کی مانند قرار
پھونک دی پنبۂ افلاک کو بھی بنکی شرار
نہین ممکن کہ سکون اوسکو ہو اک آن کہین
دل کہین دھیان کہین آنکھہ کہین کان کہین

۵۸
کام اس دل کو پڑا طرفہ بت مہوش سی
شعلۂ طور کو نسبت نہین اوس کش سی
برق سی تیز کہین گرم کہین آتش سی
دیکھین ہو سی جو اوسی آنکھہ نکھولین غش سی
دل کو کیا اوس سی نظر آئی تجلی کیطرح
پھونک دی طور کو جو برق تجلی کیطرح

۵۹
لو بیان کرتا ہون وہ قصۂ عبرت آمیز
ایک زن سی ہوی صحبت کہ وہ تھی آفت خیز
تازہ افسون ہی یہہ افسانۂ شورش انگیز
گرم صحبت جو ہوی شوق کی آتش ہوی تیز
دلمین پتلی کیطرح بسکہ نظر بیٹھہ گئے
بڑہ گئی ایسی ملاقات کہ گھر بیٹھہ گئے

۶۰
یعنی دلدار اوسی جانکی دلداری کی
بزم پر نور ہوی جشن کی طیاری کی
رسم جو مہر و محبت کی تہی وہ جاری کی
شمع آئی تو شبستان سی گئی تاریکی
قلب صافی مین کدورت کا کوئی ڈھنگ کہان
صاف صیقل سی جو آئینہ ہو پھر زنگ کہان

الف حکیم

واسطی اوسکی مہیا کئی ساماں کیا کیا
فرش و اسباب سی آراستہ ایواں کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستاں کیا کیا
چاندی سونی کی قفس مرغ خوش الحاں کیا کیا
خوش نوا دومنیاں سامنی گانی کی لیے
ساز سب طرحکی موجود بجانی کی لیے ۵۱۲

اسقدر جامۂ زیبا کہ نہیں جسکا حساب
پرنیاں حد سی زیادہ خز و دیبا نایاب
اطلس ایسی کہ نہ ہو اطلس چرخ اوسکا جواب
خواب اوڑھی دیدۂ انجم سی حضور کمخواب
گوٹا پٹھا نہایت انمول کناری پیارے
جوڑی طیار کیی سیکڑوں بھاری بھارے ۵۱۳

جو بنائی ہوں فلک نی وہ مرصع زیور
رشک ہو عقد ثریا کو وہ سلک گوہر
ماند فیروزہ سی فیروزۂ چرخ اخضر
لعل و یاقوت کی انبار ادہر اور ادہر
شاخ مرجاں کیطرح دست ہوس کاٹ دیا
مجتمع اتنی جواہر کیی گھر پاٹ دیا ۵۱۴

نرم کردیں دل پُرخ وہ پر زیب کڑے
جو لگائیں دل زہرہ کو بھی چھریاں چھڑکے
اگی وہ ماہ دو ہفتہ ہیں جو بنتی سی بڑے
دیکھی پازیب تو خورشید فلک پانوں پڑے
ڈھنگ بالوں سی عیاں دائرۂ نور کی تھی
بنی وہ برق کہ تھی شجر طور کی تھی ۵۱۵

وہ خواصیں کہ جو آراستہ زیور سی تمام
وہ چلبلیں کہ ہمی حسن سی سرمست مدام
جنکی دیوانی ہیں غلمان وہ پریچہرہ غلام
وہ کنیزیں کہ میسر جنہیں حوروں کی مقام
لائیں جنت سی شرابیں جو طلب جام کیا
پاؤں چھوی کو وہ بیٹھیں اگر آرام کیا ۵۱۶

بادہ نوشی کا مزا بزم میں ہنگام نشست
ساقی جنتی پرستار وہ سب بادہ پرست
کف بکف ساغر می اور سبو دست بدست
طاق میں شیشہ کہ ابرو کی تلی نرگس مست

مرغ عشرت کو اگر خواہش پرواز ہوی
بط می اوڑ کی ادہی چنگل شہباز ہوی

وله

رقص کا شغل کسی شب جو ہوا مد نظر
اس ادا سی دم رفتار لگائی ٹہوکر
زہرہ گردون سی اوترای زمین کی اوپر
پاون پر اکی گرا فتنہ روز محشر

پہنک گیا صور قیامت سی نمودار ہوئی
مردی جی اوٹہی جو پازیب کی جہنکار ہوی

وله

وہ مجیرونکی چمک جن پہ مہ و مہر نثار
زخم دل چہڑ گئی عشاق کی چہیڑا جو ستار
گئی طبلہ کی گمک گنبد افلاک کی پار
ہوی شاداب گل نغمہ چلی باد بہار

خوش ہوئین دیکہکی یہہ بزم خوش آئین پریان
ہوکی مشتاق ہوا سی اوتر آئین پریان

وله

وقت خاصی کا جو آیا تو کئی خوان طلب
ہمنشینونکی جو تہی غول وہ بیٹہی باادب
نعمتین جتنی ہین دنیا کی وہ حاضر ہوئین سب
کیا کہی خوان عنایت مین کہ رزاق ہی رب

پہر جہانی لیی واپنی ناکس راسی لیکو
روح حاتم کی بہی حاضر ہوی مہمانی کو

وله

آب خاصی کا وہ عالم کہ پر از تجلیات
وصف پانونکا کری کوئی تو سرسبز ہو بات
شکیان برف کی موجود ہمیشہ برکات
بازی غنچہ گل جنکی لطافت سی تہی مات

پان ڈلیونسی بہری کشتریان خوب تہین
چاندی سونی کی ورق لپٹی ہوی پانونہین

وله

آیا سکہپال مکلل ہوی جب روز سوار
برچہی والونکی صفین اور پیادونکی قطار
وردیان پہنی ہوی ساتہہ ہوی خدمتگار
راست و چپ عہدہ لیی ہاتہونمین علم بردار

دہوم سی شہر مین جس سمت سواری کی
بانگ بلند ہوا باد بہاری آئی

۲۲ عیش و عشرت مین بسر ہونی لگی آخرکار
مین بہی سرمست مئی ذائقہ بوس و کنار
سمجھی الفت کا یہہ عالم کہ دل و جان سی نثار
ایک سی دونون طرف باغ جوانی کی بہار
واہ وہ گیسوی سیہ دوش پہ بادل کیطرح
ہاتہہ گردن مین پڑی شوق سی ہیکل کیطرح

۲۳ دیر گذری جو کسی روز تو گریان ہونا
آپ ہی سوچکی کچھہ دل مین پشیمان ہونا
ناز سی ہوکی خفا دست و گریبان ہونا
عذر کو خم صفت زلف پریشان ہونا
ہای گلبرگ سی ہونٹہو مین تکلم کی ادا
گریۂ شوق مین پیچیدہ تبسم کی ادا

۲۴ مین یہہ کہتا تہا یہہ خواب ہی یا رب کیا ہی
دل یہہ کہتا تہا کسی بات سی مطلب کیا ہی
یہہ ضیا اسمین سری بخت کا کوکب کیا ہی
تمہین ہر بات کی مالک ہو کوئی اب کیا ہی
صحبت خسرو شیرین کی صفت یہان کیسی
رونق محفل بلقیس و سلیمان کیسی

۲۵ فلک تفرقہ پرداز کو بہایا نہ یہ طور
بس پلک مارتی سامان تہ و بالا ہوی اور
رنگ تبدیل ہوا بزم طرب کا فی الفور
تہا در انداز کوئی دشمن جان صاحب جور
ماہ غم روزن دیوار محل سی نکلا
خانگی گرگ تہا یوسف کی بغل سی نکلا

۲۶ وقت پاکر یہ کہا گوشۂ تنہائی مین
پردہ دانی کا یہان طور ہی یکجائی مین
شک نہین آپکی کچھہ خوبی و رعنائی مین
لطف کیا دوستی عاشق ہرجائی مین
صلح تا چند لڑائی کا یہان طور بہی ہی
تم ہی تنہا نہین معشوق کوئی ور بہی ہی

۲۷ بات یہہ سنتی ہی بہوئین ہوئین اوسکی درشت
بولی ہان ہم تو یہ سمجھی ہوی تہی روز نخست
ہم سی دل بیٹھہ گیا رنج سی اعضا ہوی سست
ڈہیلی بندش نہین رکھتی کبہی مضمون کو چست

حکیم

مگر در پردہ محبتون سی بُرا ہوتا ہے
خیر آئین تو سہی دیکہیی کیا ہوتا ہے ٢٨

آخر اوس روز کی جب شام ہوی عزم انجام   داخل خوابگہ خاص ہوا مین سر شام
سُست سست آئی میری سامنی وہ گل اندام   لب پہ شکوی کا بظاہر تو نہ لائی وہ کلام

دل پریشان تہا مگر زلف پریشان کیطرح
پہیر لی آنکہہ میری سمت سی مژگان کیطرح ٢٩

دہیان آیا کہ بی کچہہ آج دگرگون حوال   کچہہ کہا اس سی کہ سینی جو یہی رنج و ملال
مین تو اس سوچ مین اور خشم سی وہ مالامال   زیر لب سر کو جہکا کر یہ لگی کرنی مقال

ہم لی کیا اور کوئی آفت جان دیکہا ہے
بولی ہم آئینہ دکہلاکی کہان دیکہا ہے ٣٠

ہنسکی بولی کہ یہ دیدہ کی صفائی کیا خوب   دہیان چور کیطرف اوسکی دہنا کیا خوب
جو بہلا چاہتی ہون اوسکی برائی خوب   صلح ظاہر مین تو باطن مین لڑائی کیا خوب

مال کیا ہو تمہین کیا اہل نظر لگتی ہین
ہم تو اوڑتی ہوئی چڑیا کی بہی پر گنتی ہین ٣١

مین نی چاہا کہ کسیطرح کرون رفع ملال   دور ہو دل سی تمہین اوسکو جو آیا ہی خیال
مرغ زیرک کہین پہنستا ہی مگر دیکہی جال   الغرض مجہکو بہی اوس رات رہا رنج و ملال

ہو گئین صبح تلک سامنی اوسکی آنکہین
تاری گنتی رہین انگشت مژہ سی آنکہین ٣٢

ہر طرح رات ہوی فکر و تردد مین بسر   کہل گئی آنکہہ جو ہم آن صبح تو پہنچی یہ خبر
وہ کسی سمت روانہ ہوی خالی ہی گہر   باغ سی جیسی روان ہوتی ہی بوی گل تر

یوسف مصر روان جانب بازار ہوا
نجم ثابت جسی سمجہی تہی وہ سیار ہوا

حکیم

۳۳ دل نی پہلی تو کہا خیر گئی وہ تو سے گئے
بعد کچھہ دیر کی پیدا ہوئی تشویش نئی
دل لگی کی لئی ہو سکتی ہین معشوق کئی
صدمہ ہجر نی دی آکی در دل پہ ڈہی
ضبط کرتا تہا پہ دل سینہ مین گھبراتا تھا
کچھہ مین کہتا تہا تو کچھہ مونہہ سی نکل جاتا تھا

۳۴ صبح کو دوست جو بہی جمع ہوئی میری حضور
آج کچھہ طور طبیعت ہی خلاف دستور
رنگ پہچان کی بولی کہ بلائین مین دور
ٹال کر مینی کہا کچھہ ہی طبیعت رنجور
دل کو آرام کی درخواست ہوا چاہتی ہی
جلد اس جلسی کی برخاست ہوا چاہتی ہی

۳۵ سنکی یہہ بات رہی گو کہ وہ مخلص خاموش
پھر کہا سب نی کہ ہم لوگ تو ہین حلقہ بگوش
پر چھپای سی بہی چھپتا ہی کوئی عشق کا جوش
کوئی مشکل ہو کبہی اپنی اڑاتی نہین ہوش
واقف حال ہین ہمی نوش ہم اک جام کی ہین
کام آئین نہ اگر آج تو کس کام کی ہین

۳۶ مینی آخر یہ کہا دیکھہ کی اونکا اصرار
کسی جانب کو گئی صبح سی ہو کر بیزار
وہ جو تہی گہر مین مری غنچہ دہن لالہ عذار
دہیان اپنا نہین آجائی گا آخر کو قرار
کس مصیبت مین وہ ہوگی یہ ملال آتا ہی
اوسکی تکلیف کا ہر وقت خیال آتا ہی

۳۷ سب لگی کہنی کہ یہ کونسی ہی بات حضور
کام پڑ جای تو نزدیک ہی ہی گو رہ دور
ابہی لاتی ہین اوسی ہی جو خدا کو منظور
قاف سی لائین پری گلشن فردوس سی حور
وہی منظور خدا بہی ہو جو تدبیر کرین
آئی قابو مین قمر مہر کو تسخیر کرین

۳۸ دل کو تسکین ہوئی کچھہ جو سنی اونکی کلام
ہوئی رخصت گئی وہ لوگ پی نیل مرام
اذن جانیکا دیا اونکو تعجیل تمام
سخت مشتندر تہی کہ معلوم تہا اوسکا نظام

حکیم

گو کہ پیدا تھا کہین گھر نہ کہین در اوسکا
چھان کر شہر کو دریافت کیا گھر اوسکا ۵۳۹

جا کی دروازی پر سب نی جو ہلائی زنجیر
پہنچی اوسکو جو خبر پہلی تو کچھہ کی تاخیر

ایک اصیل آئی کہ تھی زال جہانکی ہمشیر
سحر کھاتی ہین درا اونکی ہی سن یون تقر

پردہ ہلکا سا کیا گھر مین بلایا سبکو
بیٹھہ کر آپ پس پردہ بٹھایا سبکو ۵۴۰

بول اوٹھی آپ ہی بھلی کہو کیا کہتی ہو
پر یہ کہتی ہون ذرا کان لگا کر سن لو

آپ آئی ہو کہ بھیجا ہی کسی نی تمکو
اونکا پیغام جو لائی ہو تو خاموش رہو

کام جس سی نہین اوسی مجھی کچھہ کام نہین
درد سر دو نہ مجھی خواہش پیغام نہین ۵۴۱

بولی سب ہوش تمہین دور سی آئی ہین ہم
بعد کچھہ دیر کی دی سب نے یہ اوس بت کو قسم

کیجی اتنا توقف کہ ذرا راست ہو دم
جو کہین اوسکو سنو بعد کرو لا و نعم

کاٹنا بات کا آئین مسلمان ہی کو سزے
بات جو چاہو کہو خلق کا دربان ہی کو ئے ۵۴۲

کھلکی یہ سب نی کہا تم تو ہو خود واقف راز
ہم جو آئی ہین یہان ہمکو بھی ہی تمسی نیاز

جانتی سب ہو زمانی کی نشیب و فراز
خیر خواہو مین ہین بدخواہ نہین بندہ نواز

دل مین سوچو تو ذرا روٹھہ کی آنا کیا
قدردان کوئی نہین ہی آزمانہ کیا ۵۴۳

لکھنو لٹ گیا دلی سا ہوا شہر خراب
کون معشوقونکو پوچھی کہ ہوا بند یہ باب

ہین جو شہزادیان پھرتی ہین وہ بیشرم و حجاب
کھیل یہ زر کا ہی سو زر ہی جہان مین نایاب

عشق پیشہ تھا امیرونکا مگر بھول گئی
فاقہ مستی کی سبب نشہ زر بھول گئی

حکیم

۵۴۴
وہ تو سب طرح کی کرتی تھی تمہاری خاطر — ساری اسباب امیرانہ مہیا حاضر
ہمنشین خواجہ سرا اور مصاحب ناظر — زیور ایسی کہ زبان صف مین جسکی قاصر
فرش ایوانمین قماش پری و حور کی تھی
گھری آراستہ جنت تھی مکان نور کی تھی

۵۴۵
اب ہی ہو جو یہان لیکی کرایہ کا مکان — نہ ملازم ہی کوئی اور نہ کوئی دربان
پاس ہی ایک اصیل ایسی کہ ہی تب و تلوان — کام کو کل وہ اوٹھی آج جو پای فرمان
لوگ بد خیر محلہ مین تمہارا گھر ہے
دشمنون کا نہ کوئی بال ہو بیکا ڈر ہے

۵۴۶
حال افلاس سی کیسو کی طرح ہی ابتر — کپڑی میلی ہین نہین ہاتھہ گلی مین زیور
روز جاتی ہی اصیل آپ کی بہنی کی گھر — قرض کچھہ آئی تو تا شام ہوا اوقات بسر
گھر مین دانہ نہین کیونکر نہ کلیجا پکے
رہن ہو آئی کوئی چیز تو کھانا پکے

۵۴۷
گھر سی بیفائدہ تمکو نکل آنا کیا تھا — بیٹھی بیٹھلای یہ تکلیف اوٹھانا کیا تھا
ایک مشتاق جو تھا اوسکا ستانا کیا تھا — تنہا گھٹانا تو محبت کا بڑہانا کیا تھا
پہلی تعویذ محبت کی پلائی گو سے
دل لگی پھر ئی سوجھی کہ لگائی گو سے

۵۴۸
خیر ہونی تھی جو کچھہ ہو گئی اب جانی دو — دلمین جو شکوہ شکایت ہو وہ سب جانی دو
گھر چلو جانی دو یہ غیظ و غضب جانی دو — دل سی آزردگی غیر سبب جانی دو
پھولی کیون بیٹھی ہو ایسا نہین پھبتا صاحب
راہ مین اپنی کوئی کانٹی نہین بوتا صاحب

۵۴۹
سنکی اوسنی یہہ کہا بات بڑہاؤ نہ بہت — کچھہ بری ہی بھی سنو اپنی ہی گاؤ نہ بہت
دیکھو بگڑو نہ عبث باتین بناؤ نہ بہت — آپ جلتی ہو نہین تم لوگ جلاؤ نہ بہت

حکیم

ہو مبارک اونہین جو زیورہ زر اونکا ہو
مین تو سجدہ نکرون کعبہ بھی جو گھر اونکا ہو

۱۵۰
پہلی کس شوق سی گھر اپنی بلایا مجھکو
کر کی قابو مین دیا داغ جلایا مجھکو
وہم دیلی ایسی کہ پردی مین بٹھایا مجھکو
سوت اجڑی کا کیا پاس ستایا مجھکو

داغ احباب کو دین پیشہ احباب نہین
اس جلاپی کی کبھی دل کو مری تاب نہین

۱۵۱
چین آئی گا وہان مجکو نہ بیٹھی نہ کھڑی
ہین مری حق مین یہ چھریان نہین درکار چھری
لطف اوٹھاتی ہین جو صدمہ بھی اوٹھائی ہی کھڑی
پاؤنکو حلقۂ زنجیر ہین سونی کی کڑی

ساتھ ذلت کی نہین چاہتی ہین اوج نہو
ایسی دولت کو ابھی آگ لگی لوج نہو

۱۵۲
گرم یہ لوگ بھی آخر ہوی سنکر یہ سخن
منہ بنا دیہ بڑی بات یہ چھوٹا سا دہن
بولی کیا خوب زہی ذہن ذکا مشغول مین
خاص معشوقہ جو اونکی ہی وہی شاخ چمن

خیر ہی خیر ہی اوس سی نہین رہتا کیا ہے
سامنی مہر جہانتاب کی ذرہ کیا ہے

۱۵۳
اوسکی ہوتی جو ہی اتنی ہی تمہاری توقیر
ہین رئیسونکی رئیس اور امیرونکی امیر
تم اگر سمجھو اسی قند یہ دولت ہی کثیر
ایک پر بنہ بھی رہتی ہین کبھی شاہ وزیر

ایک کیا دس جو محل ہون تو تعجب کیا ہی
یہ تہتک جو کرو تم تو بہت بیجا ہے

۱۵۴
حال پرویز کی بھی کچھ تمہین پہنچی ہی خبر
ہو مسلمان تو اسلام پہ لازم ہی نظر
ایک شیرین ہی تو تھی دوسری معشوقہ شکر
عقد مین چار شریعت مین بحکم داور

بعد زہرا کی گھر حیدر کرار کی تھے
تو محل جانتی ہو احمد مختار کی تھے

حکیم

۵۵۵ یہ تو کرنی رہی احکام شریعت کی بیان
بہرہ ایمان سی کب رکھتی تھی وہ بی ایمان
بولی جھنجلا کی کہ آفت مین نہ ڈالو ہیجان
شرع کی صدقی نبی اور علی کی قربان
اس سی بڑھ کر کوئی کلمہ نہ مری ضد مین لکھو
وعظ کہنا ہی تو جا کر کسی مسجد مین کہو

۵۵۶ الغرض دام مین وہ طائر وحشی پھنسا
ہاتھ ملتی ہوئی آئی جو گئی تھی رفقا
یہ خبر مجھکو جو پہنچی تو ہوا رنج بڑا
کی نظر جانب افلاک کہ قادر ہی خدا
محض بی سود تھی تدبیر جو احباب نی کی
دستگیری مری آخر دل بیتاب نی کی

۵۵۷ اب اس اجمال کی تفصیل مین کرتا ہون بیان
اوسکی ملنی کا نہ جسوقت بندھا کچھ سامان
صبر باقی نہ رہا ضبط کی تھی تاب کہان
لب تلک آ گیا شکوہ نہ رکی منہ مین زبان
طنز آمیز سخن طالع واژون کیطرف
حسرت آلود نگاہین کبھی گردون کیطرف

۵۵۸ وہی واقف ہی جو اس درد کا رکھتا ہی مزا
نہوئی جب تپ فرقت کی طبیبونسی دوا
جوش وحشت ہو تو ناموس کجا ننگ کجا
آخر کار مین اک گوشہ مین جا کر بیٹھا
ہو کے تنہا رخ احباب پہ در بند کیا
چشم بد دور مقدر کی نظر بند کیا

۵۵۹ تھا یہی سوچ کہ اب دیکھیی کیا ہوتا ہی
آج رہتا ہی سرا دم کہ فنا ہوتا ہی
صدمۂ ہجر حقیقت مین بڑا ہوتا ہی
ہجر معشوق کا پیغام قضا ہوتا ہی
بیقراری غم فرقت کی کوئی کیا جانے
چوٹ جس دل کو لگی ہو وہ یہ صدما جانے

۵۶۰ بڑھ گئی بسکہ اسی فکر مین بیتابی دل
دلسی فریاد کا آنا ہوا لب تک مشکل
ہو سکا ضبط نہ دل سی کڑی تھی منزل
غرق منجدھار مین ہم دور نہایت ساحل

عزم اشکون نی کیا گوشۂ دامان کیطرف
خود بخود ہاتہہ لگا اوٹہنی گریبان کیطرف

۶۱
ضبط سی اور مری شوق سی ہونی لگی جنگ
لختِ دل آئی نظر اشک کی دریا مین نہنگ
شیشۂ دل پہ گرا آکی غم سخت کا سنگ
پہاڑ کہانی کو ہوا شیر سی بڑہکی پلنگ

ہاتہہ زانو پہ کبہی گاہ دل زار پہ تہا
سر کو تکیی سی اوٹہایا تہا کہ دیوار پہ تہا

۶۲
عشق کامل کی ہی مشہور جہان مین تاثیر
اس کمان کا نہین کرتا ہی خطا ایک بہی تیر
دور سی کاٹتی ہی یہ وہ ہی بران شمشیر
دل وہ ذرہ ہی کہ خورشید کو کرلی تسخیر

مرغ مطلب کی لیی چنگل شہباز ہی عشق
سحر پرداز نہین صاحب اعجاز ہی عشق

۶۳
دل کی بیتابی نی آخر اوسی بیتاب کیا
جل کی پر داغ اوسی صورت مہتاب کیا
خود جو سیماب بنا اوسکو بہی سیماب کیا
گرم نالی یہ کیی سنگ کو بہی آب کیا

نالہ جو لب تلک آیا وہ اوسی تیر ہوا
نفس گرم چمک کر دم شمشیر ہوا

۶۴
خشکی لب نی بتدریج دکہایا یہ اثر
ابر کیطرح سی برسی جو ادہر دیدۂ تر
ہونٹہہ دانتون سی لگی کاٹنی وہ شکر تر
صدف چشم اودہر ہی ہوی لبریز گہر

دل پہ صدمی تہی جو بیدلی کو گہڑی آئی
یہ ہوا سرد چلی اوسکو پہریری آئی

۶۵
ہم جو بیچین ہوی اوسکا بہی کہویا آرام
اور اولجہن ہوی جسوقت کہ ہونی لگی شام
تہی کبہی صحن مکان مین تو کبہی وہ لب بام
تہی اصیل ایک کیا اوس نی یہ گہبرا کی کلام

شام ہوتی ہی مری جان چلی جاتی ہے
آجکی رات قیامت کی نظر آتی ہے

حکیم

۶۶ کہدی ہمسائیوں سی جلد کہ آوین للہ
وه جو آئین تو کہا حال نہایت ہی تباه
نہین معلوم کہ کیا دل پہ پڑی صدمہ جانکاه
خود بخود آج مری مونہہ سی نکل جاتی ہی آه
اثر نالۂ پردرد دکہاتا ہی کوئے
دل مری سینی سی کہینچی لیی جاتا ہی کوئے

۶۷ رات فرقت کی کسیکو نہ خدا دکہلائی
کوئی افسانہ کہو تا مجہی نیند آجائی
دیر گذری ہی کہانتک مرا جی گہبرائی
ڈرتی ہون مین کہین مونہہ کو کلیجا آئے
کر دیا ہی کسی ناشاد نی ناشاد مجہی
ہچکیان آتی ہین کرتا ہی کوئی یاد مجہی

۶۸ کہلی یہ بات جو تکیہ پہ ذرا رکہا سر
آنکہہ جہپکی تہی کہ یک آئی سپاہی نظر
چونک کر چیخ کی بولی کہ اوٹہاؤ بستر
نوج کوئی رہی اس گہر مین بلاؤنکا ہی گہر
جی بہت تنگ ہی ڈولی کہ عماری لاؤ
اپنی گہر جاؤن کہین جلد سواری لاؤ

۶۹ صبح ہونی کی بہی پہر تو نہ ذرا دیکہی راه
آئی کچہہ رات رہی گہر مین مری غیرت ماه
دی خبر دارنی مجہکو یہ خبر وقت پگاه
تو مبارک ہو ترقی پہ رہی دولت و جاه
چمن عیش کہلا باد بہاری آئے
جن کی مشتاق تہی تم انکی سواری آئے

۷۰ امر مشکل تہا ہوا مین متعجب اوسدم
اوس خبردار نی کہائی مری قدمونکی قسم
جان مین جان پڑی سینی مین آیا مری دم
نخل امید ہوا پہر ہری سر سی خرم
بخت یاور ہوئی اللہ کی تائید ہوئے
کٹ گئی شام محرم سحر عید ہوئے

۷۱ سامنا ہوتی ہی سلجہی ہوئی باہم کہ بال
جتنی احوال گذشتہ تہی ہوئی حرف خیال
دونون جانب سی بہر گئین لبو رنج ملال
کردیا زیور و اسباب نی پہر مالا مال

دل

حکیم

دل ملا دیتی ہین کس درجہ ہین عیار آنکھین
اوڑ گئی ساری شکایت جو ہوئین چار آنکھین

پھر وہی بزم طرب اور وہی عشرت ہے وہی محفل وہی جلسہ وہی صحبت ہے
بخت و اقبال موافق ہین رسا قسمت ہے ہاتھہ گردنمین ہی ہر روز شب وصلت ہے

یار ہمخواب عجب بخت کی بیداری ہے
پھر وہی عیش وہی جشن کی طیاری ہے

واہ کیا صاف ہر ایک گوہر غلطان ہی حکیم تجھسا عالم مین نہین کوئی سخندان ہی حکیم
دلسی اب دور غم گردش دوران ہی حکیم اب تو سب بزم نشینونکو یہ فرمان ہی حکیم

عیش جانی یہ جو مائل ہو نجانی پائے
رنج آئی تو خبردار نہ آنی پائے

تمام ہوا

حشمت

معلوم نہین کہ انکا نام کیا ہے اور کہان کے رہنے والے ہین اور کس کے شاگرد ہین سوا اس واسوخت کے جو اس مجموعہ مین درج ہے کچھ کلام انکا نہ کسی سے سنا نہ بچشم خود دیکھا مگر شاعر بہت اچھے معلوم ہوتے ہین ظاہرا فارسی گو ہین شاید ریختہ بھی فرماتے ہون واللہ اعلم بالصواب فقط

واسوخت حشمت

۱

بلبلان گر نه مرا بار سخن باید داد
فرصت یک دو سه آهی بچمن باید داد
مسکنی در قدم سرو و سمن باید داد
فرش خاری پی آسایش تن باید داد
پر غریبم نفسی یاد وطن باید داد
بعد ازین گوش بر افسانهٔ من باید داد
که من از تازه گلی تازه حکایت دارم
از وفائی که درو نیست شکایت دارم

۲

طرفه حالیست که با شرح و بیان نتوان گفت
تازه دردیست که با آه و فغان نتوان گفت
حرفی از دیدهٔ خونناب فشان نتوان گفت
شمهٔ از دل بی تاب و توان نتوان گفت
شرح بیدادی آن آفت جان نتوان گفت
بقلم راست نیاید بزبان نتوان گفت
ریخت خون از لب تقریر و شکایت باقیست
قلم نوک زبان سود و حکایت باقیست

۳

بود پابستهٔ ایمان دل صدپارهٔ من
داشت در معبد اسلام چو تسبیح وطن
نرگس رهزن دین گشت بصد فتنه و فن
کرد در دوستی خود بجهانم دشمن
حالیا هیچ نمی پرسد ازان باز سخن
گر همین رسم بتانست دریم برهمن
نیستم کافر اگر آه مسلمان نشوم
منکر کفر اگر قائل ایمان نشوم

۵۴
دست در گردن اغیار چه معنے دارد
سیر هر کوچه و بازار چه معنے دارد
مست گشتن بشب تار چه معنے دارد
تو و این شیوهٔ رفتار چه معنے دارد
باز در پیش من انکار چه معنے دارد
اینقدر سادگی ای یار چه معنے دارد

بخدا کس بصفائی دل من یار تو نیست
غیر من آینه درخور رخسار تو نیست

۵۵
دل ز عمر بسر کوی تو سرگردانست
دیده چون آینه در یاد رخت حیرانست
جان بشوق دم شمشیر تو بال افشانست
تن بخاک رهت از روز ازل یکسانست
قدم از پیش تو امروز هم از یارانست
امتحان من و یاران دگر آسانست

نقد جان گو بفشانند ترا بر سر راه
یا من امروز دهم جان برهت بسم الله

۵۶
گرم جوشی بچنین مرده دلان کمتر کن
کار من پرده دری نیست بیا باور کن
عهد و پیمان بمن ای عهد شکن از سر کن
بنگاهی دل رنجور مرا بهتر کن
قصد جمعیت اوراق دل ابتر کن
دلبری های قدیمانه به ابرو سر کن

جان و کر پیش کش نرگس فتان تو باد
محرم پردهٔ دل سوزن مژگان تو باد

۵۷
یاد عهدی که خریدار تو من بودم و بس
بلبل نوگل رخسار تو من بودم و بس
بجهان محرم اسرار تو من بودم و بس
همه بودند ولی یار تو من بودم و بس
یار و همخلوت و غمخوار تو من بودم و بس
در کمند تو گرفتار تو من بودم و بس

این زمان نیست اسیران ترا هیچ شمار
بیشمار و سر زلف تو مرا در چه قطار

۵۸
خیر باشد چه شد آن طرز غزلخوانی تو
رو بمن کردن صد رنگ گل افشانی تو
شوخی و ناز و اشارات و ادادانی تو
خنده زیر لب و دیدن پنهانی تو

کشتن غیر بعشاق ادائی دگرست
ور کنی جور بتخصیص جفائی دگرست

وله
طفلی و رسم وفا هیچ نمیدانی تو
ناز و تمکین و ادا هیچ نمیدانی تو
موقع جور و جفا هیچ نمیدانی تو
شیوهٔ لطف و عطا هیچ نمیدانی تو
آینهٔ اهل صفا هیچ نمیدانی تو
بخدا قدر مرا هیچ نمیدانی تو

همچو من عاشق دل خسته کجا خواهی یافت
از پی مشق ستم باز کرا خواهی یافت

وله
چند نالد بغم نرگس جادوی تو دل
چند بیند ستم از گوشهٔ ابروی تو دل
چند آزار کشد این همه از خوی تو دل
چند ناکام بود از لب خوشگوی تو دل
سردی مهر تو برداشته اندوی تو دل
چند افسرده شود بیهده در کوی تو دل

به که رخت خود ازین کوچه براهی بکشم
بر سر بخت کنم خاکی و آهی بکشم

وله
یاد آنروز که دل کشتهٔ انداز تو بود
واله طرز تو و شیفتهٔ ناز تو بود
سالها بیشتر از آینه دمساز تو بود
پیش ازان دم که کنی جلوه نظر باز تو بود
سایه پروردهٔ مژگان فسونساز تو بود
آشنا با نگه نرگس غماز تو بود

این زمان مشق رسیدن ز من انداز تو شد
یک قلم حرف محبت قلم انداز تو شد

وله
شمع سان اشک من افشا گر بیداد تو نیست
دود آه جگرم در پی فریاد تو نیست
شکوه ام از ستم غمزهٔ جلاد تو نیست
لیک یک ذره اثر در دل فولاد تو نیست
از که آموختی این شیوه گر ایجاد تو نیست
گر دشب ناز توام قتل و سحر یاد تو نیست

یاد آن صحبت و با تیغ تو دمسازی من
بهر این روز نبود این همه سر بازی من

حسنت

۱۳ چه شد آن خنده کنان آمدن و پرسیدن
سوی من پیش سوی آینه کمتر دیدن
این زمان نیست ترا آن نگه و خندیدن
حرف با من زدن و از دگران نشنیدن
به تبسم سوی من دیده نگه دزدیدن
بلکه از چند که آموخته رنجیدن

سبق آموز صفا نرگس غماز نگر تست
از پی مشق ستم چین جبین سطر تست

۱۴ چه شد آن خندهٔ یاقوت صفا گوهر تو
چه شد آن جنبش مژگان فسون گستر تو
چه شد آن عهد که دل بود ستم پرور تو
چه شد آن صاف مئی دلبری از ساغر تو
چه شد آن عهد که ره داشت بدل نشتر تو
چه شد آن دم که سر داشت بمن خنجر تو

شب نگاهت همه شب گرم جفاسازی بود
همچو شمعم بدم تیغ تو گلبازی بود

۱۵ برده این بار الم بیشتر از کار مرا
صبر را کرد غمت بسمل و افگار مرا
که گرو کرد بدست تو ستمگار مرا
سخت آورد بجان درد تو این بار مرا
گفتنی نیست دلم دید چه آزار مرا
کرد با همچو تو بیدادگری یار مرا

چه بسر خاک کنم گر نشوم زار چنین
دل چنین صبر چنین درد چنین یار چنین

۱۶ ساخت تا با تو بمن یار نگردد دل
گرد بالین من زار نگردد دل
در وفائی تو ز اقرار نگردد دل
غمگسار من بیمار نگردد دل
از تو و جور تو زنهار نگردد دل
غرض از سوی تو زنهار نگردد دل

شکوهٔ جور ترا در دلم اصلا ره نیست
از زبان تا بلب هست این گله دل آگه نیست

۱۷ من که زکوی تو عمری بجفا ساخته ام
در وفائی تو بصد گونه بلا ساخته ام
با دل زار و غم خستگی سر و پا ساخته ام
سر خود پیشکش براه وفا ساخته ام

حق شمشیر تو صد بار ادا ساختہ ام
دین و ایمان دل و جان بہر تو فدا ساختہ ام

خجل از لطف نگاہت بدو بادام نیم
ور لب لعل تو شرمندہ دشنام نیم

شاہ

نہ ز لعل لبت امید دوائی دارم
با تو میگویم اگر درد جفائے دارم
من کہ دل در گرہ دام بلائے دارم

نہ دگر از نگہت چشم وفائے دارم
کافرم گر ز غمت شکوہ بجائے دارم
چون رہائی ز غمت نیست دعائے دارم

گر بنالد ہمین درد چو حشمت روزی
وحشئی چشم تو آغاز کند دلسوزی

تمام ہوا

ذکی

تخلص ہے اسدالدولہ رستم الملک نواب محمد ذکی خان بہادر فیل جنگ عرف نواب بہادر مرحوم کا یہ خلف اکبر تھے نواب امیرالدولہ مرزا حیدر صاحب مغفور حیدر تخلص کے بزرگ انکے سب نیشاپوری ہین بڑے سیر چشم امیر ابن امیر اور رئیس ابن رئیس اسم بامسمی طبیعت نہایت ذکی رکھتے ہین صاحب دیوان ہین مگر دیوان انکا نظر راقم سے نہین گذرا فقط

واسوخت ذکی

یاد ایام کہ کچھ دل کو غم و درد نہ تھا
گرم آہین یہ نہ تھین لب یہ دم سرد نہ تھا
اشک سرخ آنکھون سے بہتا نہ رخ زرد نہ تھا
جامہ تن یہ مرے پیرہن گرد نہ تھا
کام رکھتے نہ تھے ہرگز کسے خودکام سے ہم
رات دن نیت بسر کرتے تھے آرام سے ہم

دلکو جون ماہی بی آب نہ بیتابی تھے
نہ یہ وحشت نہ یہ رونا نہ یہ بیخوابی تھے
چمن طبع مین اک رونق و شادابی تھے
حسرت و یاس غم و درد کی نایابی تھے
باغ عالم سے ہواؤن سے دل افسردہ نہ تھا
غنچۂ خاطر رنگین گل پژمردہ نہ تھا

کوئی روتا تھا تو کہتے تھے کہ رونا کیا
غم کسے کہتے ہین منہ اسکو ہنسی ہونا کیا
والہ و شیفتہ مجنون یہ ہونا کیا
دل و دین ہوش و خرد عشق مین کھونا کیا
لوگ معشوقون سے کیون جور و ستم سہتے ہین
عاشقے چیز ہے کیا عشق کسے کہتے ہین

اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہے عشق
بخدا باعث صد طعن و ملامت ہے عشق
قہر ہے ظلم ہے بیداد ہے آفت ہی عشق
شعلۂ خرمن دین و دل و طاقت ہی عشق

راہ بتلائیے جسکو وہی رہزن ہو جائے
دوستی کیجے جس سے وہی دشمن ہو جائے

آتش افروزی الفت سے نہ ہم تھے آگاہ
لب پہ اب نالۂ جان سوز ہے یا شعلۂ آہ
اک شراری نے کیا خانۂ دل خاک سیاہ
جلگئے لبکہ اسے آگ سے ہمتھے واللہ

ہے امان مانگے اسی سے کرۂ ناری نے
لاکھون گھر پھونک دیے ہین اسی چنگاری نے

قیس کو اسنے کیا ساکن صحرا مجنون
اسنے وامق کو کیا تھا عذرا کا مفتون
کیسے شیرین اسیکے سر ہے فرہاد کا خون
اس فسون ساز نے مجھپر ہے کیا ہی فسون

عشق کے پیچ مین راحت کا سر انجام کہان
اب ترستا ہے دل آرام کو آرام کہان

ایسے اک جانکی دشمن سے پڑا ہے پالا
دل سے آغشتہ بخون آتا ہے تالب نالا
ہے جگر سینہ مین یہ داغ برنگ لالہ
آپکو دیدہ و دانستہ بلا مین ڈالا

گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کیطرف
دھیان کرنا تھا اوسکے رخ و کاکل کیطرف

یہین لائی ہے آخر مجھے وہ زلف سیاہ
سخت تاریک سے بدتر ہے مرا دل واللہ
کرتے کاش اسکے عوض شام غریبان نگاہ
ہو گیا گھر سے سیہ خانۂ زندان مجھے آہ

موجب رنج ہے عیش دل بیغم سے تھے
زلف جانا کی عوض مشک کی بو کیا کم تھے

دیکھتے تھے نہ مجھے چاند سی گو وہ پیشانی
آب شمشیر سے بہتر تھے شہادت پانے
تھے اگر عشق کی قسمت مین بلا بیش آ جانے
اوسکے ابرو سے نہ تلوار تھی بڑھ کر کھانے

خار خار غم ہجران کا ستم سہنا تھا
برچھیان کھاتی تھین اون پلکون سے بچ رہنا تھا

چشم جادو سے تھا اوسکے مناسب پرہیز
قتل مردم کو لگا ہونے ہین سو خنجر تیز

یہ نہ سمجھے کہ ہے سفاکی ترک خونریز
اوس سے جون آہوے وحشی مجھے لازم تھا گریز

دیدۂ نرگس بستان پہ نظر کرنے سے
شوخی چشم غزالان پہ نظر کرنے تھے

گرچہ رخسارے تھے اوس شوخ کی منہ پر نور
مارکر ہمکو جلاتا تو کبھی تا مقدور

چاہ کہ دل کرتا تھا مانند کتان عقل سی دور
لب جان بخش کا لاتے نہ زبان پر مذکور

مست آلودہ نہ اون انکھونسے مرتے ہم کاش
شب تاریک مین انجم پہ نظر کرتے کاش

مین تو اندہا ہوا کیطرح چاہ زنخدان مین گرا
اوسکے گردن کی صفائے یہ عبث

ڈوب مرتا جو کنوئین مین تو بہت بہتر تہا
دیکھتا گردن مینای بلورین کی صفا

گو کہ تھا رشک سحر تختۂ صفای سینہ
دیکھتا آئنہ تھا مجکو بجاے سینہ

دست رنگین سے نزاکت پہ ہوا کیون مائل
لطف یہ پنجۂ مرجان ہی سے کرنے حاصل

ملتا ہون دست تاسف کہ گیا ہاتھ سے دل
پیچ سے موی کمر کے ہے نکلنا مشکل

کام ساق و کف پا سے نہ کچھ تھا مجکو
کردیا عشق نے پامال سراپا مجکو

جیسا رسوا ہوا مین اسطرح کوئے خوار نہو
جو مرض مجکو ہے ایسا کوئے بیمار نہو

اس بلا مین کوئے انسان گرفتار نہو
اور بیابان ہو وہین پہ یہ آزار نہو

دن جو گذرا تو یہ ڈر کا ہے کہ شب آئی ہے
عشق کے نام سے اب تو مجھے تپ آتی ہے

ڈنکے
ولہ
عمر بھر دام محبت سے نکلنا معلوم
ایسے دریا مین ہون ڈوبا کہ اوچھلنا معلوم
اس بلندی سے گرا ہون کہ سنبھلنا معلوم
سیر گلشن کو بہے جاؤن تو بہلنا معلوم

ہوش بلبل کی ہے نالونسے مین کھو دیتا ہون
مسکراتا ہے اگر غنچہ تو رو دیتا ہون

ولہ
اسقدر سوز محبت نے دیا ہے مجھے داغ
مثل آتشکدہ آتی ہے نظر صورت باغ
نکہت گل ہے مجھے کرتے ہے آشفتہ دماغ
روش غنچہ ہون دل تنگ نہین غمسی فراغ

مثل شبنم کبھی گلبن کے تلے روتا ہون
اور کبھی سرو کے لگ لگ کی گلے روتا ہون

ولہ
گھر مین دنرات تڑپنے سی مجھے ہی سروکار
ہمدم و دوست ہی کوئی نہ کوئی مونس و یار
کچھ عجب طرح بسر ہوتے ہی لیل و نہار
بیقرار ایسے ہین ایک جگہ مجھکو قرار

شہر سے گاہ نکل جاتا ہون صحرا کیطرف
صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کیطرف

ولہ
کسطرح اس دل ناشاد کو اب شاد کرون
کیونکر اس خانۂ ویرانکو مین آباد کرون
کون سنتا ہے کہان جا کے مین فریاد کرون
عشق نے ظلم کیا کس سی طلب داد کرون

آپ رسوا تو ہوے اور کسے رسوا کیجے
شکوۂ دوست جو کیجے تو بھلا کیا کیجے

ولہ
بخت ناساز کا اپنے ہی گلا لازم ہے
کہنا دشمن کو بھی دشمن ہمین کیا لازم ہے
جور معشوق تونکو عاشق کو وفا لازم ہے
تو جو دشنام بھی دیوی تو دعا لازم ہے

کشور حسن بتان جب تلک آباد رہے
وہ وفا کیجے عالم مین بہت یاد رہے

ولہ
آتش عشق سے ہوجائے اگر جسم گداز
شمع سان آئے زبان پر نکلے دلکا راز
کاٹ لی سر کو اگر تن سی تو ای مایۂ ناز
تو بھی ثابت قدمی سے نہ کبھی آؤن باز

سوخت اسکے نہ ہے کہ تھا غیر سے ملنا نہ تجھے
رشک سی مین تو جلون اور ہو پروانہ تجھے

یہ ہے ہم ہین کہ نہ آئی تو بلاتی تھے ہمین
کبھو جاتے تھے تم آزردہ جو پاتی تھے ہمین
روٹھتے تھے تو سماجت سے مناتی تھی ہمین
جبین پڑتا تھا جبتک نہ ہنساتی تھے ہمین

دیکھین سو بار کہ قتل پر اب کستے ہو
قہقہے یار کے رونے پہ مری ہنستے ہو

درد سر مین مری ہوتا تھا تو پڑتی تھی کل
نہ جدا رہتے تھے مجھسے کوئی ساعت کوئی پل
آپ ماتھے پہ لگاتی تھے گھس کر صندل
اب تو تیغ خم ابرو سے نکلتا نہین بل

خوب بیمار محبت کے دوا کرتے ہو
سر پٹکتا ہون تو سے کہتے نہین کیا کرتے ہو

شمع رخ کا ترے پہلے کو نئے پروانہ تہا
وصل اپنا ہے فقط تہا کوئے بیگانہ تہا
حسن تہا پر یہ طرح سے کہوئے دیوانہ تہا
کس و ناکس کے زبان پر یہ مرا افسانہ تہا

اب گلستان جہان مین ہے یہ شہرت تیرے
ہر خس و خار سے سنتا ہون حکایت تیرے

رشک کس کسکا کرون ایک مین اور لاکھ رقیب
تجکو پروا نہین کچھ اور مری حالت ہی عجیب
لا دوا درد یہ ایسا ہے کہ عاجز ہین طبیب
اب بہی کر رحم کہ پہونچا ہون ہلاکت کے قریب

کسطرح رتبہ عیسی سے برابر دیکھون
جو کبہی طلعت نہ دیکھا ہو وہ کیونکر دیکھون

جکو در پیش ہے ترے حکم نہ تہا آنے کا
شوق ہے پہلو مین اغیار کی بٹھلانے کا
اب مزہ پڑ گیا اون لوگون کے گھر جانے کا
دہیان مطلق نہین تجکو مری غم کہانے کا

یہ فرومایہ خریدار ترے کبدن سے تہے
ای پری چہرہ یہ اطوار تری کبدن سے تہے

قطعہ

چاند سے چہرے کا زلفون مین چھپانا کب تہا
لاکہا یون پانکا ہونٹھون پہ جمانا کب تہا
آنکھون مین مد نظر سرمہ لگانا کب تہا
یہ گلوری یہ گلورے کا چبانا کب تہا

نہین پروا کوئے وحشت کوئے سودائی ہے
آئینہ سامنے ہے محو تماشائی ہے

قطعہ

پاس سے غیر نہین اٹھ کے پہر ملتے ہین
اوسنے سرگرم ہے تو رشک سے ہم جلتے ہین
خنجر غم دل مضطر پہ مری چلتے ہین
پانو کو چہوتے ہین وہ ہاتھونکو ہم ملتے ہین

ملنے والے ترے سب شاد ہین مغموم ہین ہم
لٹتی ہے دولت دیدار یہ محروم ہین ہم

قطعہ

چاہتے سے مری تم خلق مین مشہور ہوے
ہمسے ناخوش ہوئی اور غیرونسے مسرور ہوے
جب کیا حسن سے آگاہ تو مغرور ہوے
رات دن پاس جو رہتے تہے وہی دور ہوے

وہ ملاقات کے وقت اور وہ معمول گئے
یاد رکہنا جنہین لازم تہا اونہین بہول گئے

قطعہ

یہ منظور ہے صاحبکو تو لاچار ہین ہم
ہم سے کہاتے ہین ترے کوچے مین آنیکی قسم
کسمین طاقت ہے کہ ہر وقت سہے جور و ستم
غم گوارا نہین تجہکو تو ہمین بہی نہین غم

دل لگانا ہے ہوا جبکہ ہمین مد نظر
تو نہین مہر لقا اور کوئے رشک قمر

قطعہ

دیکہنا شہر سے اب ہم کہین جاتی ہین تو
دل کسی سے نہ لگاوین پہ یہ سمجہو کہ ہو
ڈہونڈھ لیتے ہین کوئی تجہسے زیادہ خوشرو
تہا نہ منظور یہ ضد سے ترے اے عربدہ جو

ایسا محبوب خدا چاہے تو پیدا کیجے
ترے شیدا ہین ہم اور سب تجہے شیدا کیجے

قطعہ

بزم مین سوبرو اوسکے تجہے جانا ہے محال
پیشانی سے کاہیدہ ہو مانند ہلال
بکہری زلف اوسکے اگر دیکہے تو ہو پریشان خیال
بیت ابرو کے نہ مضمون پہ کہیے ہو نہ خیال

ذکے

محو ہو چشم کے گر شعبدہ بازے دیکھے
آنکھین کھل جائین جو پلکون کے درازی دیکھے

ہووے بے پردہ رخ اوسکا تو حجاب آئے تجھے
خال مشکین کو جو دیکھے تو نہ تاب آئے تجھے
گالیان دیوے وہ اور کچھ نہ جواب آئے تجھے
دنکو مضطر رہے راتکو نہ خواب آئے تجھے

آئے دم ناک مین دیکھے جو الف بینی کا
عمر بھر نام نہ لے تو کبھی خود بینی کا

رشک سے اوس لب پان خوردہ کی تو منہ کو چھپائے
دانت پیسے جو وہ سلک دندان دکھلائے
خوف سے چاہ ذقن جو بے خجالت مین گرائے
دیکھکر حسن گلو شرم سے گردنکو جھکائے

سینہ و دوش و کمر فکر مین غلطان کردے
نور آئینہ زانو سے تجھے حیران کردے

دیکھکر دست حنائی کف افسوس ملے
ساق سیمین کی صفا دیکھے تو جون شمع جلے
پری اس ناز سے ٹھوکر کہ ترا بس نہ چلے
فرش آنکھین کرون اپنے اونھین تلوونکے تلے

سمجھون لیلے اوسے اور قیس سا دیوانہ رہون
تو جلے اور مین اوس شمع کا پروانہ رہون

سامنے تیرے اوسے پیار کرون تو دیکھے
بوسے اوسکے لب شیرین کے مین لون تو دیکھے
گالیان وہ مجھے دے مین اوسے دون تو دیکھے
لے بلائین وہ مری صدقے مین ہون تو دیکھے

کچھ بھی غیرت ہو تو جینے سے بہ تنگ آئے تو
اپنے عاشق کے ستانے کی سزا پائے تو

بس فقط عشق کا دفتر نہین ہونے کا تمام
لکھے ہو ورق ہین جہانین بہتان خود کام
تا کجا شکوہ و تا چند شکایت کے کلام
لازم آغاز جو اسنے مین ہے فکر انجام

عیب لازم کہ اسیر غم بیہودہ شوی
از ہمہ رو بکنہ آرد کہ آسودہ شوی

تمام ہوا

STATE CENTRAL